دُنیا کے سب سے بڑے ریفارمر اتاترک کمال کی سوانحعمری

صدرِ جمہوریۂ ترکیہ

غازی مصطفےٰ کمال پاشا

جنہوں نے

مردم بیمار ترکی کو مسیحا بن کر پھر سے زندہ کر دکھایا

مؤلفہ

منشی ندیم صہبائی فیروزپوری

جسے

نونہال بک ڈپو کوچہ دکھنی رائے دریا گنج دہلی

نے شائع کیا

باہتمام ...

دیباچہ

اتاترک مصطفیٰ کمال کی زندگی کے متعلق اگرچہ کئی ناول لکھ چکا ہوں علاوہ ازیں سو بھی چھپی ہیں مگر آپ کی وفات پُر ملال کی خبر نے مجھے اس قدر تڑپایا کہ میں مختصر سوانح لکھنے کے لئے مجبور ہو گیا خیال یہ ہے کہ اس طرح اس کام سے میرے دل کا بوجھ بھی ہلکا اور یہ کتاب بھی عوام کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گی۔

آپ کی علالت کے متعلق تو برابر خبریں آ رہی تھیں لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ اسلام کا یہ مایۂ ناز علمبردار حال ہی میں پیک اجل کو لبیک کہہ کر ہمارے دلوں پاش پاش کرنے والا ہے۔

جوں ہی یہ خبر سنی کہ آپ وصال کر گئے حیرت میں رہ گیا میں حیران تھا کیا ہو گیا۔ آہ ابھی فرزندانِ اسلام کو آپ جیسے مدبر اور بہادر سپاہی کی ضرورت تھی۔ ہماری بہت سی اُمیدیں اور آرزوئیں ان سے وابستہ تھیں لیکن افسوس تمام حسرتوں کا خون ہو گیا اور وہ آفتاب عالمتاب جو آسمان ترکی پر اپنے پورے جاہ و جلال سے چمک رہا تھا خلاف اُمید غروب ہو گیا۔ دنیائے اسلام پر غم والم کے بادل چھا گئے۔ آپ کے متعلق جس قدر بھی لکھا جائے کم ہے۔

ندیم صہبائی

وفاتِ کمال

ہو گیا رخصت جہاں سے وکمال باکمال
شوکت ترکی کو جسنے کر دیا دم میں بحال

اس کی رحلت سے ہوئی ہے ساری ملت سوگوار
آج ہر مومن نظر آتا ہے بیحد بے قرار

کیا کرے کوئی بھلا اسکی شجاعت کا بیان
کانپتے تھے اسکی ہیبت سے سلاطینِ جہان

بھانپ جاتا تھا وہ عیاروں کی ہر اک چال کو
ٹکڑے کر دیتا تھا اک جھٹکے میں انکے جال کو

عاشقِ محبوبِ حق شیدائیِ اسلام تھا
انتم الاعلون کی تلقین اسکا کام تھا

اپنی دانائی سے داناؤں کو حیراں کر دیا
دشمنانِ ترک کو خس بدنداں کر دیا

رازِ مستقبل کو کر دیتی تھی فاش اسکی نگاہ
عزتِ اسلام تھی پیشِ نظر شام و پگاہ

وہ سمجھتا تھا اسی میں ہے مفاد اسلام کا
پھر جہاں میں رونما ہو اتحاد اسلام کا

شوکت و عظمت میں تھا وہ بے نظیر و بے عدیل
کہتی ہے دنیا اُسے اسلام کا بطلِ جلیل

آہ اتاترک مرحوم

ہر آنکہ زیست بناچار بایدش نوشید
زجام دہر مئے کل من علیہا فان

---

۱۰ نومبر ۱۹۳۸ء جمعرات کا سورج مسلمانوں کے لئے ایک صدمۂ جانکاہ ایک ناقابلِ برداشت اندوہِ عظیم... صدیوں تک نہ بھولنے والا حادثہ فاجعہ اسلامی دنیا کے لئے ناقابل تلافی نقصان کی خبر لے کر نکلا اور عین زوال کے وقت ۱۲ بج کر ۲۵ منٹ پر مجاہد اعظم روحِ رواں اسلام غازی مصطفےٰ کمال اتاترک کے انتقال کی خبر کو ترکی کمال کے پروانوں تک پہنچایا اور شام ہوتے ہوتے یہ پر ملال و اندوہ ناک خبر ساری دنیا میں بجلی کی طرح پھیلا کر غروب ہو گیا۔ اسلامی دنیا کے پروانوں کی ایک شمع تھی جو بجھ گئی ایک سورج تابناک شعاعوں سے سارے عالم کو روشن کئے ہوئے تھا قیامت تک کے لئے غروب ہو گیا۔ وہ ایک استقلال عزم بالجزم تدبیر و عقل کا مجسمہ تھا اپنے دوستوں اور اپنی قوم کے لئے سراپا رحم و انصاف اور اپنی قوم کے دشمنوں کے لئے سراپا غضب تھا اتاترک کی تلوار کا لوہا سارے یورپ نے مانا اور واقعات ما سبق نے ثابت کر دیا کہ اس مجاہد اعظم دولت ترکیہ کو امانت کی طرح سینے سے لگا کر رکھا اور خلافت راشدہ کی یاد تازہ کر دی۔ اس نے رضا شاہ پہلوی کی طرح بادشاہت قائم کر کے شاہی اپنے خاندان میں منتقل نہیں کی وہ جنرل بہادر شاہ مرحوم کی طرح بحیثیت بادشاہ کے تخت حکومت پر

متمکن نہیں ہوا بلکہ اس مجاہد اعظم نے ترکوں کی ڈوبتی کشتی کو نہ صرف سنبھالا دیا بلکہ اس کو اس قدر مضبوط کر دیا کہ آج سمندر کے تھپیڑے طوفان باد وباراں سمندری مدوجزر جو اس کشتی سے ٹکراتے خود بخود فنا ہو جاتے ہیں۔ اتاترک کا عروج ترکی کے اندرونی زوال کے ساتھ ساتھ اس وقت شروع ہوا جبکہ سلطان عبدالحمید کی مطلق العنانیہ پالیسی اور جور وستم اور مظالم کی انتہا نے ترکوں کو مجبور کر دیا کہ وہ اس شہنشاہیت کے غلیظ اوجھ اور گراں بوجھ کو اپنے کاندھوں سے اتار کر پھینک دیں۔ رشوت کا بازار اس قدر گرم تھا اور ترکی افسران اس قدر رشوت لینے کے عادی ہو چکے تھے کہ وہ روپیہ کے لالچ میں ترکی کے دشمنوں سے بھی سازوباز کرنے سے نہ چوکتے تھے۔ اور اسی قسم کی غداریوں کے سبب ترکی کو زوال ہوا۔ جوں جوں یہ اندرونی زوال بڑھتا گیا کمال اتاترک کے جوہر نمایاں ہوتے گئے اور دنیا نے دیکھ لیا کہ یورپ کے اس مرد بیمار کے گرد جنگ عظیم کے اتحادی بھوکے اور کم ظرف کرگسوں کی طرح جمع ہو گئے تھے یونان کو قربانی کا بکرا بنایا گیا جو اپنی فرعونیت کے زعم میں قلب ترکی تک بڑھتا چلا گیا۔ زمانے نے کروٹ لی۔ ترکی کی وہ سرفروش جماعت جو اتحادی کے نام سے خاموش اور بند کمروں میں بیٹھ کر بنائی گئی تھی اور جو سلطان کے حکم سے باغی جماعت قرار دی جا چکی تھی اور اس کا ہر ممبر قتل کی سزا کا مستحق سمجھا جا رہا تھا۔ اس آڑے وقت میں جبکہ سلطان اتحادیوں کے نرغے میں نظر بند تھا اور اتحادیوں کے وضع کئے ہوئے احکامات پر صرف دستخط کرنے کا کام انجام دیتا تھا۔ یہاں تک کہ اُسے اُن قوم کے بہادروں اور جاں فروش جماعت پر کفر کے فتوے لگا کر عام حکم کر دیا تھا کہ اس جماعت کا ہر ممبر جہاں ملے قتل کر دیا جائے۔ یہی باغی جماعت تھی جس نے سلطان سے بغاوت کر کے ترکی کو بچایا یونانی افواج کی وہ گوشمالی کی کہ صدیوں تک ساری قوم یاد رکھے گی اور یورپ کی اس مرد بیمار کے تن ناتواں میں پے بہ پے فتوحات حاصل کر کے مقوی اور صحت وروانگلش دے کر یہ مرد بیمار اُٹھ بیٹھا یورپ کی دنیا نے اپنی حیران آنکھوں سے یہ انقلاب دیکھا اور ساری دنیا آج اسکی

تعریف کرتی ہے کہ نہ صرف اتحادی بلکہ دیگر یورپ کی سلطنتیں اسی مرد بیدار کے سامنے سربسجدہ نظر آئیں۔

بہرحال مسلمانان عالم کے لئے مصطفیٰ کمال پاشا کی رحلت ایک قیامت خیز اور حشر بداماں سانحہ ہے جو مسلمانوں کے دلوں میں ایک ایسا درد و غم کی ٹیس پیدا کر گیا جو رہتی دُنیا تک مسلم کے دل سے کم نہ ہوگی۔ صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ ہر وہ انسان جسکے لمحات زندگی سیاسی پیچیدگیوں حل و عقد اور بست و کشاد میں گزر رہے ہوں اور دنیا کے وہ مسلمہ سیاست اور تدبیر مدمغ زعماء جن کے کارنامے اس کے دماغ میں مصور و منقش ہیں اُس کو اس کا اعتراف ہوگا کہ آج سیاسی تدبیر کا ایک عنصر کم ہو گیا اور گو اتاترک مرحوم ترکی کے اعلیٰ مدبر تھے لیکن دنیا کی شہنشاہیت نے مرحوم سے سیاست تدبر اور آئینِ جہانگیری کا درس لیا یہ اور بات ہے کہ جلالت الملت اسلام غازی اتاترک کی وفات حسرت آیات پر مدمقابل کی شہنشاہیت کے شبستان میں شمع مسرت روشن ہوئی اور وہ اس پر شاداں و فرحاں ہو کر آج خوف و ہراس کا کانٹا اس کے دل سے نکل گیا جو ترکی کے زعیم مرحوم کی عظمت و جلالت نے برطانیہ کے قلب میں چبھو رکھا تھا اور اس کے خیال سے نیندیں اس طرح اُچاٹ ہوتی تھیں جس طرح خالد بن ولید کی ہیبت کا سکہ آج تک قائم ہے۔

آخر میں مسلمانوں سے اپیل ہے کہ بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ ترکی کے آئندہ ہونے والے زعیم کو بھی خدمت ملک و ملت کے وہ جذبات عطا کرے جو مرحوم اتاترک کی ذات گرامی میں عزوجل نے ودیعت فرمائے تھے۔

دُنیائے اسلام کا قائد اعظم

اتاترک کمال پاشا

پیدائش

غازی مصطفیٰ کمال پاشا ۱۸۸۱ء کے شروع دنوں میں سالونیکا میں پیدا ہوئے آپ کے والد محترم علی رضا تہذیب جدید کے حامی اور روشن خیال انسان تھے جنہیں کمال پاشا کی ازحد خوشی ہوتی وہ ان ترکی کے محکمۂ محصولات میں ملازم تھے تعلیم یافتہ ہونے کے سبب نہایت ہی عقلمند۔ اور دوراندیش تھے۔ چنانچہ اُنھوں نے آپ کی تربیت کے متعلق غور کیا اور عمدہ تعلیم و تربیت کے بعد وہ اپنے ہونہار فرزند کو ترکی کا ایک ہونہار اور اچھا فرزند بنا دیں گے۔

چنانچہ اُنھوں نے کوشش کی اور جب اتاترک کمال پاشا کچھ بڑے ہو گئے تو اُن کو اسکول میں داخل کرانے کے متعلق غور کیا جانے لگا اس کی وجہ یہ تھی کہ علی رضا چاہتے تھے کہ اتاترک کمال پاشا کو ایسی درسگاہ میں بٹھایا جائے جہاں موجودہ زمانے کے مطابق تعلیم دی جاتی ہو اور آپ کی والدہ زبیدہ صاحبہ کا یہ بھی خیال تھا کہ ان کو ایسے مدرسے میں بٹھایا جائے جہاں مذہبی تعلیم دی جاتی ہو کچھ دنوں تک اصرار ہوتا رہا آخرکار ایک روز علی رضا اتاترک کمال پاشا کے والد نے ان کو ایک مولوی کے سپرد کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ دن مقرر ہو گیا آپ کو غسل دے کر عمدہ لباس پہنایا گیا اور اس وقت کی رسم کے مطابق خوشی منائی گئی۔ کمال پاشا نے خود لکھا ہے کہ وہ دن آج تک اپنی عمر میں نہیں بھولا۔ کیونکہ جس روز مجھے تعلیم کے لئے بھیجا گیا میں بہت خوش تھا۔ اس سے قبل اتنی خوشی مجھے کبھی بھی نہ ہوئی تھی۔

اگرچہ انھیں پڑھنے کو بٹھادیا تھا۔ جہاں آپ نے قرآنی تعلیم حاصل کی زبیدہ خانم آپ کی والدہ نے آپ کی تعلیم کا بہت زیادہ خیال رکھا۔ اور ان کی آپ پر خاص توجہ رہی۔

بزرگ علی رضا نے عرصہ بعد محکمۂ محصولات کی ملازمت چھوڑ کر چوب ساختہ کی تجارت شروع کردی۔ آپ اناطولیہ کے گاؤں سے تعلق رکھتے تھے اور خود اناطول کی اولاد میں سے تھے۔

جس زمانے میں حکومت ترکیہ نے ادھر اُدھر پھیلنا شروع کیا اور وہ بڑھنے لگی تو اس وقت اتاترک کے بزرگوں نے سلونیکا میں سکونت اختیار کرلی۔ چنانچہ اس وقت سے آپ کی پیدائش کے وقت تک وہ خاندان سلونیکا ہی میں آباد رہا اور اسی جگہ آپ پیدا ہوئے۔

آپ کے بزرگ رومیلیا عانت وزیر تھے جن کے چہروں سے شجاعت اور استقلال ٹپکتا نظر آتا تھا۔ اس لئے حکومت بھی انھیں عزت کی نگاہ سے دیکھتی تھی

سرکاری تعلیم

تعلیم القرآن سے فارغ ہوجانے کے بعد غازی موصوف نے محکمہ سرکاری میں اپنے رسوخ کے زیر اثر سرکاری تعلیم کے لئے بھیجدیا گیا لیکن اچانک خلاف امید و قیاس آپ کے والد محترم کا انتقال ہوگیا جس کے سبب آپ کی تعلیم میں بھی فرق آیا اور تمام انتظام ان کے مرتے ہی درہم برہم ہوگیا والدہ زبیدہ خانم آپ کی موجودہ تعلیم کو جاری نہ رکھ سکیں۔

چراگاہوں میں مویشی چرانا

آپ کی والدہ نے اپنے شوہر کی وفات کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد ان کو اپنے ایک قریبی

رشتہ دار کے ہاں بھیج دیا جو گاؤں میں رہتے تھے اچھے خوش حال آدمی تھے۔ جہاں نیر اعظم اتاترک مصطفےٰ کمال پاشا برابر دو سال تک چراگاہوں میں گلے چراتے رہے اگرچہ وہ طالب علمی کے زمانے میں سالونیکا سے گاؤں بھیج دئے گئے تھے اس لئے ان کا نام اس کام سے دل چرانا کوئی عجیب بات نہ تھی لیکن آپ نے استقلال سے کام لیا اور جتنے عرصہ بھی گاؤں میں رہے ان کے مویشی چراتے رہے ایسی حالت میں بھی آپ مغموم نہیں دیکھے گئے۔ آپ کے لبوں پر ہر وقت تبسم جھلکتا ہوا نظر آتا تھا چہرے سے بلند خیالی اور ذہانت ٹپکا کرتی تھی۔

زبیدہ خانم کا دوسرا نکاح

دو سال بعد اتاترک کمال پاشا کی والدہ نے دوسرا نکاح کر لیا۔ اور ان کا یہ شوہر یعنی کمال پاشا کا سوتیلا باپ فارغ البال شخص تھا۔ زبیدہ خانم کو اتاترک کمال پاشا کی تعلیم کا بہت زیادہ خیال تھا۔ کیونکہ وہ اپنے نورِ نظر لختِ جگر کو اچھی پوزیشن میں دیکھنے کے لئے زیادہ بیقرار رہتی تھی۔ اور ان کے لئے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا اٹھا کر دعائیں مانگا کرتی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے کسی وقت بھی آپ کی تعلیم سے بے پرواہی نہیں کی۔ شادی کرتے ہی کمال پاشا کو دوبارہ فوجی تعلیم حاصل کرنے کے لئے سالونیکا بھیجا۔

فوجی تعلیم

اتاترک مصطفےٰ کمال پاشا سالونیکا پہنچتے ہی فوجی کالج میں داخل ہو گئے جہاں سے آپ نے فوجی علیم حاصل کی اس تعلیم سے آپ کو بہت ہی زیادہ دلچسپی اور انسیت تھی۔ چنانچہ آپ نے تھوڑے ی عرصہ کی تعلیم میں بہت کچھ حاصل کر لیا اور آپ کے ذوق نے آپ کو دوسروں کی نگاہوں میں بلند کر دیا۔

مصطفےٰ کمال کی وجہ تسمیہ

جمہوریہ ترکیہ کے ناخدا اتاترک کمال پاشا کا اصلی نام مصطفےٰ تھا اتفاق سے آپ کے

ریاضی کے استاد صاحب کا نام بھی مصطفےٰ تھا چونکہ استاد شاگرد دونوں ہمنام تھے اس لئے غلط فہمی ہو جاتی تھی ایک روز آپ کے استاد صاحب نے آپ کو اپنے پاس بلایا اور فرط محبت سے اپنے پاس بٹھانے کے بعد کہا "مصطفےٰ!" میرا نام بھی مصطفےٰ ہے اور تمہارا نام بھی "مصطفےٰ" ہے۔ اس لئے تمہیں اپنے نام کے ساتھ ایک اور لفظ بڑھا لینا چاہیئے۔ تاکہ آئندہ غلط فہمی کا امکان باقی نہ رہے۔ میرا خیال ہے چونکہ تم کو علم ریاضی میں خوب کمال حاصل ہے اس لئے مصطفےٰ کے ساتھ لفظ کمال کا اضافہ کرکے اپنا نام مصطفےٰ کمال رکھ لو۔ تو اچھا ہے۔

آپ ایک لائق اور فرمانبردار شاگرد تھے فوراً اپنے ریاضی دان استاد کی نصیحت پر عمل کیا اور اسی روز سے آپ نے اپنا نام ایک لفظ کے اضافہ کیساتھ مصطفےٰ کمال رکھ لیا۔ چنانچہ اس طرح آپ کا نام ہمیشہ کے لئے مصطفےٰ کمال ہو گیا۔ اور یہ ہی آپ کے اس نام کی وجہ تسمیہ ہے۔

سلطان عبدالحمید خاں والئے ترکی

سلطان عبدالحمید خاں سلطان محمود خاموش سے پہلا ترکیہ کا تھا جو درگذر رہے جو ایک نامی سلطان تھا لیکن اس سلطان کے زمانے میں اہل ترکی پر بہت سی قیود اور پابندی عائد تھیں سلطان کو امید سے زیادہ غلط فہمی اور بدگمانی ہو جاتی تھی باغی پارٹیاں قائم ہونے لگی تھی چنانچہ سلطان عبدالحمید خاں نے سیاسی کتابیں اور رسالے اور رسالوں کے پڑھنے سے لوگوں کو منع کر دیا تھا اور باب عالی نے اعلان کر دیا تھا کہ کوئی شخص بھی نہ سیاسی معاملات میں حصہ لے اور سیاسی لٹریچر کا مطالعہ کرے۔

علم سیاست کا شوق

اور

سیاسی رسائل کے مطالعہ کا شوق

خصوصی تعلیم حاصل کرنیکے بعد آپ مناسٹر کالج میں داخل ہوگئے اور اس کے بعد فارغ التحصیل ہونے پر آپ قسطنطنیہ کی یونیورسٹی میں داخل ہوگئے اور اس یونیورسٹی کے طلبہ کے لئے سیاسی کتابوں کا مطالعہ باب عالی کی جانب سے قطعاً ممنوع تھا لیکن غازی مصطفےٰ کمال کا علم سیاست کا شوق تھا اور ایسی کتابوں کے مطالعہ کا ذوق جس میں سیاسی لٹریچر محفوظ ہو آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور شوق و ذوق ہر مشکل بات پر غالب آجاتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اسکے باوجود سیاسی کتابوں کا مطالعہ ممنوع تھا۔ چھپ چھپ کر سیاسی رسائل پڑھنے شروع کر دیئے۔

نامق کمال بک اور ان کے ہمخیالوں کے رسائل

ایک عرصہ تک اتاترک کے زیر مطالعہ رہے اور آپ نے وہاں ان قیود کی مطلق بھی پرواہ نہ کی جو باب عالی سلطان عبدالحمید خاں ثانی کی طرف سے قسطنطنیہ کی یونیورسٹی کے طلباء پر عائد تھیں۔

آپ اپنی فرصت کا تمام وقت اسی قسم کی کتابیں پڑھنے میں گزار دیتے تھے قدرتی طور پر آپ کو سیاسی معلومات سے دلچسپی اور لگاؤ تھا۔ غازی مصطفےٰ کمال جتنے عرصہ بھی اس یونیورسٹی میں رہے ان کتابوں کا مطالعہ کرتے رہے اس کے بعد جب وہاں کی تعلیم سے بھی آپ پوری طرح سے فراغت حاصل کر چکے تب آپ نے پوشیدہ طریق پر حربیہ کالج کے

طلبا کو اپنے ساتھ ملا کر

انجمن حُرّیت

قائم کرلی۔ اور اس میں آپ امید سے زیادہ حصہ لینے لگے اس پوشیدہ اور انقلابی مجلس کا نام غازی مصطفٰے کمال پاشا نے اپنی مرضی کے مطابق حریت رکھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ ایک رسالہ بھی جاری کردیا۔

انقلابی مجلس یعنے انجمن حریت کے اس پرچے کے آپ مدیر اعلیٰ بھی تھے اور انجمن کے صدر اعظم بھی خود ہی تھے۔ اس طرح ان دونوں کاموں کے بوجھ آپ کے کندھوں پر رہا۔ اور آپ ایک عرصہ تک پوشیدہ طریق پر برابر اپنا کام انجام دیتے رہے ان کاموں میں کمال پاشا کو ایک خاص قسم کی دلچسپی محسوس ہوتی تھی اس لئے آپ نے کسی بات کی بھی پرواہ نہیں کی اور جو کام آپ کر رہے تھے وہ برابر بے خطر و اندیشہ انجام ہی دیتے رہے۔

سلطان کے جاسوس

اور

حربیہ کالج کے پرنسپل کو تنبیہ

اکثر دیکھا گیا ہے کہ پوشیدہ سے پوشیدہ رائے کا بھی کسیوقت ضرور انکشاف ہو جاتا ہے مگر بابِ عالی کی جانب سے بیشمار جاسوس اسی کام پر مقرر تھے۔ اور وہ لوگ تنخواہیں اسی بات کی پاتے تھے کہ باغی پارٹیوں کا سراغ لگائیں چنانچہ سلطان کے جاسوس کو اتا ترک مصطفٰے کمال پاشا کی نسبت ان سیاسی سرگرمیوں کا پتہ چل گیا اس نے فوراً ہی سلطان کی خدمت میں کمال پاشا کی نسبت عرض کردیا اور بتادیا کہ یہ حربیہ کالج کا فلاں لڑکا اس انجمن کا صدر اور اس کے رسالے کا مدیر اعلیٰ ہے۔

سلطان کا غصہ جوں ہی باب عالی کو اس پوشیدہ سرگرمی کا حال معلوم ہوا۔ تو فوراً انہوں نے حربیہ کالج کے پرنسپل کو سختی سے لکھا کہ وہ ایسی حرکتوں سے ان طلبار کو باز رکھنے کی کوشش کرے جو اس کے کالج میں فن حرب حاصل کر رہے ہیں اس کے ساتھ ہی ساتھ مصطفےٰ کمال پاشا کے لئے نہایت ہی واضح طور پر لکھا گیا۔ کیوں کہ سلطانی جاسوسوں کی جانب سے حکومت ترکیہ کو پوری طرح سے مطلع کیا گیا تھا۔ کہ مصطفےٰ کمال نامی شخص اس تحریک میں ہنایت سرگرمی سے حصہ لے رہا ہے اگر اسے ابھی نہ روک دیا جائے گا۔ تو وہ موجودہ حکومت ترکیہ کے لئے ایک نہایت ہی خطرناک شخص ثابت ہو گا۔" لیکن آفرین صد آفرین آپ انی کوششوں میں برابر کامیابی سے حصہ لیتے رہے اور ان تنبیہوں کا آپ پر کوئی خاص اثر نہ ہوا۔ ان باتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آتا ترک مصطفےٰ کمال پاشا ایک بہادر سپاہی مستقل مزاج انسان اور قوم پرست لیڈر تھے قادر مطلق نے یقیناً ان کو اسی لئے پیدا کیا تھا۔ اور اسی لئے ترکی میں جو مرد بیمار تھا اوس کے مردہ جسم میں نئی جان ڈال دی اور نئی روح پیدا کر دی اس گری ہوئی قوم کو اس کے ہی قدموں پر کھڑا کر دیا ورنہ جس قسم کے کارہائے نمایاں آپ سے واقع ہوئے وہ یقیناً محیر العقول تھے اہل یورپ آپ کی بڑھتی ہوئی طاقت اور قابلیت دیکھکر انگشت بدنداں تھے چونکہ قدرت کو آپ کے زبردست ہاتھ سے کام لینا مقصود تھا اس لئے ان کا ساتھ دیا اور ہر مشکل سے مشکل کام میں کامیابی عطا فرمائی۔ ورنہ مفسدوں نے تو سمجھ لیا تھا کہ ترک جو جنگ عظیم سے قبل مرد بیمار کہلاتا تھا جہاں رشوت اور خانہ جنگیوں کا زور تھا۔ مر چکا ہے۔ اسی کا جنازہ صندوق میں بند کر کے دفن کیا جا رہا تھا تمام کیلیں گڑ چکی تھیں آخری ہی کیل باقی تھی۔ مگر مجاہد اعظم آتا ترک کمال پاشا کے نعرہ فلک شگاف نے بہادران ترکی کو بیدار کر دیا۔ جو شیران اسلام کامل دو صدیوں سے پڑے بالکل خاموش اور غافل سو رہے تھے ان کو جگا دیا۔ اور صرف جگا یا ہی نہیں بلکہ

اٹھا کر میدان میں کھڑا کر دیا۔ اپنی گونجتی ہوئی آواز سے ہوشیار کر دیا۔

یہ اتاترک ہی کی ہستی تھی کہ انہوں نے اپنے ہم وطنوں پر یہ بات ظاہر کر دی کہ ان کے وطن کو اتحادیوں نے ایک لقمہ سمجھ رکھا ہے جس کو انہوں نے ہضم کرنے کے لئے اپنے منہ میں رکھ لیا ہے وہ اسے نگل جانا چاہتے ہیں مگر اس مجاہد اعظم نے بے پرواہی سے حب الوطنی کے جذبے سے متاثر ہو کر دشمنوں کے منہ میں اپنا ہاتھ ڈال دیا۔ اور جسے اس وقت تک نہ نکالا جب تک کہ منہ میں رکھا ہوا نوالہ (وطن) نکلوا نہ لیا۔ دنیا کی کوئی تاریخ بھی ایسی نظیر نہیں پیش کر سکتی۔

اتاترک کمال پاشا کی گرفتاری

جب آپ اپنی تعلیم کا کام پوری طرح ختم کر چکے تب آپ نے شہر سے باہر نکل کر ایک غیر آباد حصے میں اپنی تحریک کا کام شروع کر دیا۔

سلطانی جاسوس آپ کے پیچھے لگے ہوئے تھے اور باب عالی کے کان بھی چونکہ در اندازوں نے خوب اچھی طرح بھر دئے تھے اور اس لئے جاسوسوں کو آپ کی گرفتاری کا حکم ہو چکا تھا۔ وہ لوگ صرف موقع کی تلاش میں تھے وہ بھی جانتے تھے۔ کہ کمال پاشا کو آسانی سے گرفتار کر لینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

غازی موصوف نے صرف تھوڑے ہی دنوں میں بہت سے آدمی اپنے ہمخیال بنا لئے تھے جو آپ کے حکم پر ہر وقت عمل کرنے کے لئے تیار رہتے تھے انجمن قائم ہو چکی تھی۔ ایک روز ایک شخص آپ کے پاس آیا آپ نے اس سے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا۔ میں ایک ترک سپاہی ہوں۔ اس سے قبل حکومت کا ایک فرمانبردار فرد تھا۔ لیکن ان دنوں تو سلطنت کی حالت کچھ عجیب معلوم ہوتی تھی وہ اپنے دوستوں سے بھی بدظن اور بدگمان ہو جاتے ہیں۔ یہ میری بدقسمتی ہے کہ آج میں روٹی تک کو بھی محتاج ہوں کیا آپ یہ چاہیں گے کہ آپ کا ایک ترک بھائی فاقہ کشی کرتے کرتے مر جائے۔

غازی مصطفیٰ کمال پاشا جہاں بہادر اور دور اندیش عقلمند اور زیرک تھے وہاں آپ رحم دل اور مہربان بھی تھے۔ علاوہ ازیں آپ کے دل میں ترکوں کی محبت کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی تھی وہ اپنے بھائیوں کے لئے اپنے وقار کی خاطر اپنی آزادی کے لئے ہر کچھ قربان کر دینے کو ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ اس شخص نے اس قدر گڑگڑا۔ گڑگڑا کر باتیں کیں کہ غازی کمال پاشا کے دل پر اس کی ان تمام باتوں کا بہت زیادہ اثر ہوا چونکہ وہ ایک ترک نسل کا سپاہی تھا۔ اس لئے اس کو اس قدر ملول دیکھ کر آپ از حد مغموم ہوئے۔ اس کو محبت سے اپنے پاس بٹھا لیا اور تسلی دیتے ہوئے پوچھا۔ میاں تم کیا چاہتے ہو۔ اس نے کہا آپ نے جو انجمن قائم کی ہے میں بھی اس کا ممبر بننا چاہتا ہوں۔ جب سلطان سے ناراضگی پیدا ہو گئی ہے تو آپ کے ساتھ شریک ہونے میں کونسی بُری بات ہے۔ لہذا میری تو اسی میں خوشی ہے کہ آپ مجھے بھی اپنی انجمن کا ممبر بنالیں اور غلام کو بھی اس کا ایک رکن ہی سمجھیں۔

کمال پاشا نے نہایت ہی سیر چشمی اور مسرت کے ساتھ اس شخص کو اپنی انجمن کا ممبر بنا لیا۔

یہ شخص سلطان کا جاسوس تھا۔ جو محض آپ کی گرفتاری کے لئے آیا تھا جب وہ ممبر بن چکا تھا تو تھوڑے ہی عرصہ میں اس پارٹی کے تمام راز معلوم کر لئے۔ اور پوشیدہ طریق پر برابر اپنے دوسرے مددگاروں سے خط و کتابت کرتا رہا۔

ایک روز موقع پاکر اس نے تمام اسٹاف کو گرفتار کرادیا حکومت کے سپاہیوں نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو قیدی کی صورت میں باب عالی تک پہونچا یا۔ سلطان کمال پاشا سے از حد ناراض تھے اور بہت بگڑ رہے تھے۔ لیکن لوگوں نے اتا ترک کمال کی جانب سے بیحد شورش کی اور آزادی کی فرمائشیں کیں وہ بھی اس قدر کہ سلطان ترکی کو آزاد کر دینے کے لئے مجبور ہی ہو جانا پڑا۔ چنانچہ آپ چھوڑ دئے گئے

لیکن یہاں رہنے کی اجازت نہ ملی بلکہ آپ کو ایک دوسرے بڑے عہدے پر باب عالی نے سرفراز فرماکر دمشق روانہ کر دیا۔

اتاترک کمال پاشا دمشق میں

اگر کچھ عرصہ قید میں رکھنے کے بعد آپ کو آزاد کر دیا تھا لیکن آپ نے اسے اپنی آزادی نہیں خیال کیا کیونکہ دمشق کی جانب ان کو روانہ کرنا دراصل ان کے لئے جلاوطنی تھا۔ اپنے وطن نہ ہونے کے سبب آپ کو از حد ملال اور صدمہ ہوا۔ لیکن ابھی چونکہ سلطان ترکی سے بغاوت کرنا یا ان کے حکم کو ٹھکرا دینا مصلحتِ وقت کے خلاف تھا اس لئے آپ نے نہایت ہی عقلمندی کے ساتھ صبر و تحمل سے کام لیا سلطان کے حکم مطابق آپ پانچویں جیش کے سپہ سالار بن کر چلے گئے۔ ان دنوں دمشق کی حالت اُمید سے زیادہ مخدوش تھی۔ جہاں بغاوت کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ عداوت کی آگ ایک عرصہ سے سلگ رہی تھی۔ اہل دمشق ترکوں کے خلاف تھے۔ بغاوت پر بالکل ہی آمادہ تھے وہاں کی حالت دیکھتے ہی آپ نے اندازہ لگالیا کہ یہ بھی ایک زبردست مہم ہے جس کو سر کرنا ضروری ہے سلطان نے بھی اسی خیال سے آپ کو وہاں بھیجا تھا کہ آپ ان لوگوں پر غالب نہ آسکیں گے اور جتنے عرصہ بھی دمشق میں رہیں گے از حد مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

مسیحائے ترکی کمال پاشا کی سب سے

پہلی مہم

ان دنوں دمشق میں ریشہ دوانیاں پھیلی ہوئی تھیں بغاوت کا اس جگہ خوب زور تھا۔ یہ لوگ کھلم کھلا بغاوت پر آمادہ تھے حکومت کو ہر طرح سے نقصان پہنچانے کی کوشش میں مصروف رہتے تھے۔ ان کی بگڑی ہوئی حالت آپ نے دیکھی تو فوراً ان کی سرکوبی کا ارادہ کر لیا اور آپ سمجھ گئے کہ جب تک ایک جنگ کر کے ان لوگوں کو پوری طرح مغلوب نہ کر لیا جائے گا اس وقت دمشق میں اطمینان

حکومت کرنا دشوار ہے۔

چنانچہ جب پانی سر ہی سے گذرنے لگا تب آپ بہادر ترکوں کی فوج اپنے ہمراہ لی اور ان مفسدوں سے جہاد کے لئے تیار ہوگئے۔

وہ لوگ بھی بالکل تیار تھے چنانچہ وہ بھی فوراً ہی لڑائی کے لئے آمادہ ہوگئے غیر مسلم لوگوں کے اشرار نے تمام ملک میں بے چینی اور بدعملی پھیلا رکھی تھی چنانچہ آپ نے ان پر حملہ کیا وہ لوگ بھی بڑی بے جگری اور شہ زوری سے میدان جنگ میں آکر ترکی فوجوں سے لڑنے لگے۔ ترک بہادر تھے نیز اتا ترک مصطفےٰ کمال جیسا ہوشیار اور بہادر ان کا سردار تھا۔ اس لئے ترکوں نے ان لوگوں کی بالکل پرواہ نہ کی اپنے سردار کمال پاشا کا اشارہ اس طرح ان لوگوں پر کرے کہ بے شمار دشمنوں کو قتل کر دیا ان کے خون سے دریا بہا دئے کچھ عرصہ تک کمال پاشا برابر ان لوگوں کی سرکوبی میں مصروف رہے انجام کار باغیوں نے جب یہ دیکھا کہ اتا ترک کمال کی قیادت کے سامنے ان کی کچھ بھی پیش نہیں چل سکتی تو مجبور ہو کر وہ صلح کے لئے تیار ہو گئے اس طرح کمال پاشا نے اپنی غیر معمولی قابلیت کے باعث اس فتنہ کو دمشق ہی میں دبا دیا۔

جماعت وطن

جب غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے اہل دمشق پر پورا قبضہ حاصل کر لیا اور ان لوگوں کی بغاوت کو اچھی طرح دبا چکے اس وقت آپ نے دمشق میں ایک خفیہ جماعت "وطن" قائم کی اور جماعت وطن آپ نے اس کا نام رکھا اس جگہ بھی آپ نے اپنی قابلیت اور حب الوطنی کے سبب ہر دلعزیزی حاصل کر لی تھی۔ چنانچہ اس جماعت کے سلسلے میں آپ کو سلونیکا جانے کی ضرورت محسوس ہوئی مگر سلطان عبد الحمید خاں نے آپ کو جلا وطن کر دیا تھا اس لئے ظاہرہ طور پر آپ اپنے وطن میں نہیں جا سکتے تھے۔

غازی موصوف جو بھی ارادہ کرتے تھے اسے عملی جامہ ضرور پہنا کے چھوڑتے تھے۔ چنانچہ آپ وطن نامی جماعت کے سلسلے میں پوشیدہ ہو کر سلونیکا پہنچ گئے۔

سلونیکا میں پولس اور جاسیس کو بھی اس بات کا بھی یقین تھا کہ مصطفےٰ کمال ضرور یہاں آئیں گے چنانچہ وہاں آپ کی گرفتاری کا پولس پہلے ہی انتظار کر چکی تھی۔

اتاترک کمال پاشا کا وارنٹ گرفتاری خفیہ پولس جگہ جگہ مقیم بھی ان کو صرف کمال پاشا کی تلاش تھی جنگی گرفتاری کے سلسلے میں وہ وارنٹ گرفتاری بھی حاصل کر چکے تھے تاکہ وقت پر ان سے کام لیا جاوے۔

اتنے زبردست انتظام کے باوجود بھی اتاترک کمال پاشا سلونیکا پہونچ گئے اور خفیہ پولیس کو آپ کا سراغ تک نہ ملا لیکن وہاں پہونچکر جب آپ کو اس بات کا علم ہوا کہ خفیہ پولس گرفتاری کی کوشش کر رہی ہے تو آپ فوراً ہی دمشق کی طرف واپس ہو گئے اور واپسی میں بھی خفیہ پولس آپ کو گرفتار نہ کر سکی۔

افسران دمشق کی شہادت اتاترک کمال پاشا صحیح سلامت دمشق پہنچ گئے سلطان عبدالحمید کو بھی پولس نے مطلع کیا کہ کمال پاشا سالونیکا آئے تھے مگر وہ گرفتار نہ ہو سکے باب عالی نے جب یہ سنا تو انھیں سخت غصہ آیا کیونکہ ایک جلا وطن ہونے کی صورت میں ان کا سلونیکا پہنچ جانا گویا خلیفہ وقت یا والئے ٹرکی کے اٹل حکم کو ٹھکرانا تھا چنانچہ عدول حکمی کے سلسلہ میں فوراً پولس کو گرفتاری کا حکم دیدیا جس وقت سلطانی آدمی دمشق پہنچے اور انہوں نے کمال پاشا کو گرفتار کرنا چاہا تب افسران دمشق نے مل کر شہادت دی کہ کمال پاشا دمشق سے کہیں بھی نہیں گئے وہ اسی جگہ موجود رہے ہیں شاید اس مرتبہ خفیہ پولس کو زبردست دھوکا ہوا ہے اور شہادت میں گرفتار کرنا ناانصافی وظلم ہے لہذا اس مرتبہ بھی آپ کی گرفتاری عمل میں نہ آسکی۔

باغی

سُلطان عبدالحمید

بغاوت کی آگ جو اندر ہی اندر سلگ رہی تھی انجام کار بھڑک اٹھی کیونکہ بہت سے لوگ سلطان عبدالحمید کے خلاف تھے وہ کچھ مراعات اور اصلاحات چاہتے تھے۔ لیکن اس طرح وہ کچھ بھی حاصل نہ کرسکے مجبور ہو کر بہادر ترکوں نے ۱۹۰۶ء کو بغاوت کی۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا مرحوم و مغفور اس باغی جماعت کے چیف اف جنرل اسٹاف تھے۔

اسوقت نیازی بے اور انور پاشا اتاترک کمال پاشا کے ماتحت تھے اور غازی انور پاشا جسے اغیار کمال پاشا کا دشمن ظاہر کرتے ہیں آپ کے ہر اشارے پر ہر وقت کام کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ ۱۹۰۸ء کے اس واقعہ کے سبب صاف پتہ چل جاتا ہے کہ انور اور کمال میں کسی قسم کی لڑائی اور کسی قسم کا عناد نہ تھا البتہ دونوں ہی مجاہدین ایک ہی شمع وطن کے دو جاں نثار پروانے تھے جو ہر وقت شمع وطن پر جل جانے کے لئے تیار رہتے تھے۔

سلطان عبدالحمید نہایت ہی سیاست داں ہوشیار و تجربہ کار انسان تھے اس نے جب یہ دیکھا کہ ملک کے طول و عرض میں بغاوت کی آگ بھڑک چکی ہے اور بڑے بڑے لوگ اس باغی جماعت کے ممبر اور سرپرست ہوگئے ہیں تو اس قت آپ نے مصلحت وقت کے خیال سے ترکوں کو مراعات اور اصلاحات دیدی اس باغی بہت خوش ہوئے حریت اسی جماعت کا نام ہے جو بعد میں انجمن ترقی اتحاد کے نام سے مشہور ہوئی۔

اتاترک کمال پاشا کا اظہار خیال

سلطان عبدالحمید کے سرپرست بن جانے کے باعث یوں تو سب کو بے حد مسرت تھی اور وہ خاموش تھے

کہ باب عالی بھی ان کے سرپرست بن گئے مگر یہ قناعت ملت یعنے اتا ترک کمال پاشا ناراض تھے۔ آپ کو باب عالی کی جانب سے شبہ تھا آپ نے ان کی سرپرستی پر اظہار تاسف کیا اور اس انجمن کے تمام ممبران پر یہ بات ظاہر کردی کہ باب عالی کی سرپرستی کے سبب ہماری انجمن حریت کو سب سے زبردست نقصان پہنچے گا۔ حریت کے تمام ممبران میں سے غازی موصوف صرف واحد شخص تھے جنہوں نے باب عالی کی سرپرستی پر اظہار خیال فرمایا۔

حریت کا شیرازہ بکھر گیا جو کہ آواز مصطفےٰ کمال کی جانب سے بلند ہوگئی تھی وہ فنا نہ ہو سکی بلکہ برابر گونجتی رہی اتا ترک کو جس بات کا خیال اور خطرہ تھا انجام کار وہ ہی ہوا۔ سلطان عبدالحمید نے نہایت ہی ہوشیاری اور عقلمندی سے انجمن حریت کا تمام شیرازہ بکھیر دیا اور اس طرح یہ جماعت ٹوٹ گئی۔

انجمن ٹوٹ جانے پر ممبران حریت کو اتا ترک کمال کی بات کا احساس ہوا انہوں نے سخت افسوس ظاہر کیا اس بات پر کہ انہوں نے پہلے ہی کیوں نہ عمل کیا۔ کمال پاشا کو بھی اس انجمن کے ٹوٹ جانے کا از حد ملال ہوا تھا۔ اگر اتا ترک کے خیال پر ممبران حریت غور کرتے اور اس شبہ کو سمجھتے تو سلطان عبدالحمید ہرگز ہرگز اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ آہ افسوس ایک ایسا زبردست نظر باز بہادر سپاہی اس دنیا سے چل بسا جس کی پہلی ہی نظر مکر و فریب کو آسانی سے تاڑ لیتی تھی فضا نے اس کو کچھ عرصے اور کیوں نہ زندہ رہنے دیا۔ ملک ترکی کی رہتی دنیا تک اس مرد مجاہد کا ماتم کرے گی خواہ ترکی کے بڑے سلاطین کے نام تاریخ سے مٹ جائیں اور آنے والی نسلیں اپنے اور بہادروں کو فراموش کردیں مگر اناطولیہ کا یہ فرشتہ کبھی بھی فراموش نہ کیا جاسکے گا لیکن افسوس ان کی موت نے ان کو ہم سے بے وقت جدا کردیا۔ آج دنیا جہاں کمال پاشا کا ماتم کر رہی ہے دنیائے اسلام میں ماتم کی صفیں بچھ گئیں میں افسوس!

نظم

تونے یہ کیا کر دیا اے موت تیرا ہو برا — ملت بیضا سے چھینی تو نے اس کی شان آج
کس زباں سے میں یہ کہدوں عالم اسلام کا — اٹھ گیا ہے عظیم المرتبت انسان آج
تو کہاں جا کر چھپا ہے اے مسلمانوں کے کمال — ڈھونڈتا ہے تجھ کو میرا دیدۂ حیران آج
تیرے غم میں چشم ملت آنسوؤں کی شکلیں — جا بجا لٹوا رہی ہے لولوء مرجان آج
کل جو یورپ کی سیاست کو اڑا کر لے گیا — تھم گیا وہ کیوں یکایک اے خدا طوفان آج
تیرے اٹھ جانے کی سنتے ہی خبر غم سے نڈھال — ہو گیا ہر ترکی و ایرانی و افغان آج
جانیوالے مسلم ہندی کی کیفیت نہ پوچھ — اس خبر سے انکی تو جانیں نہیں ہیں جان آج
ان کی آزادی کی امیدوں پہ پانی پھر گیا — دل کے دل میں رہ گئے انکے دلی ارمان آج

جا کہ تیری منتظر ہیں آج حوران جناں
تک رہی ہے راہ تیری رحمت رحمان آج

انقلاب پسند پارٹی انجمن حریت کے ممبران کو اپنی شکست کا از حد ملال اور غم تھا۔ ان کے چہرے ہر وقت غصے سے تمتماتے رہتے تھے۔ وہ اس فکر میں رہتے تھے کہ کسی طرح اپنی اس ناکامی حکومت ترکیہ سے انتقام لے کر اپنے دلوں کی بھڑکتی ہوئی آگ کو بجھالیں۔

انجمن حریت از سر نو میدان عمل میں

۲ چونکہ ہر انقلاب پسند ترکی سے انتقام لینے کے لئے بیقرار تھا اس لئے بہت جلد حریت کی دوبارہ تنظیم ہو گئی اور اس کے تمام باغی ممبران جمع ہو گئے اس مرتبہ حریت ایک شاندار انجمن کی صورت میں نمودار ہوئی۔ کیونکہ
محمود شوکت پاشا اس باغی انجمن کے کمانڈر انچیف تھے جو ترکی کے ایک نہایت ترقی با تر

اور بڑے آدمی تھے اس سے قبل جو وزیر اعظم بھی رہ چکے تھے جن کے شریک ہو جانے کے سبب اس انجمن میں اور بھی طاقت پیدا ہو گئی۔

غازی انور پاشا

بھی اس جماعت میں شریک تھے جو بہادر مجاہد اور پرجوش ترک تھے ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں آپ نے تمام دنیا جہان پر اپنی شجاعت اور قابلیت اظہر من الشمس کر دی آپ اس زمانے میں ایک فوج کے سپہ سالار تھے۔

چیف آف دی جنرل

ان دنوں جب کہ حریت میں بڑے بڑے ترک شریک ہو گئے اور اس جماعت کی قوت بہت زیادہ بڑھ گئی تھی اس وقت بھی غازی مصطفےٰ کمال پاشا اس باغی جماعت کے چیف آف دی جنرل تھے عوام کو آپ سے بیحد انسیت تھی کیونکہ اس جماعت کا پودہ آپ نے ہی لگایا تھا اور آپ نے ہی اس کو تقویت پہنچانے کے لئے اپنی تمام زندگی کو وقف کر دیا تھا۔

سلطانی حکومت کا تختہ الٹ دیا

تاریخ شاہد ہے کہ اس سے قبل کبھی بھی اس قسم کا واقعہ نہیں ہوا کیونکہ ان انقلابوں نے بہت جلد ایک بڑی جماعت بنالی اور اس کو نہایت ہی سرعت کے ساتھ میدان جنگ میں لا کر کھڑا کر دیا یہ جماعت جو ابھی تک حریت کے نام سے تمام ملک ترکیہ میں مشہور تھی ا[illegible] سیلاب عظیم کی طرح دار الحکومت کی طرح بڑھی اور آن کی آن میں وہ پہونچکر اپنی بہادری اور شجاعت سے بڑھ کر امید سے قبل اس جماعت نے سلطان عبدالحمید کی عظیم الشان اور طلیل القدر حکومت کا تختہ الٹ کر تمام ملک ترکیہ میں دستوری حکومت قائم کر دی۔

[illegible] ان پرجوش اور بہادر ترکوں کی اس کامیابی کی خبر

رہ گئے کیونکہ سلطان عبدالحمید کی مستحکم اور منظم طاقت کا شیرازہ بکھر کر اس کی حکومت کا اس طرح تختہ الٹ دینا ان لوگوں کے لئے ایک نہایت ہی زبردست بات تھی۔ جو آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتی تھی۔

غازی انور پاشا اور غازی کمال پاشا

عوام میں کچھ عرصہ سے یہ خیال پیدا ہو چکے ہیں یا پیدا کئے جا چکے تھے۔ کہ غازی انور پاشا اور غازی کمال پاشا میں عداوت تھی بغض تھا دشمنی تھی ہمارا خیال ہے کہ یہ خبر جو بالکل لغو ہے ضرور دشمنوں نے اڑائی ہوگی وہ بھی محض اس لئے کہ لوگ خصوصاً فرزندان اسلام جو ترکی کے علاوہ دنیا جہان میں پھیلے ہوئے ہیں اس سچے مرد مسلمان سے بدظن ہو جائیں جو ان میں پیدا ہو گئی ہے اسی لئے غازی موصوف کے خلاف اس قسم کی جھوٹی خبروں کو مشہور کیا جو بالکل بے وجود تھیں۔

۱۹۱۰ء و ۱۹۱۱ء میں یہ ضرور تھا کہ غازی انور پاشا کے ہاتھ میں کام کا بہت حصہ تھا اور آپ ضروری ضروری کام انجام دیا کرتے تھے اکثر رائے میں اختلاف بھی پیدا ہو جاتا تھا اور ایسا ہو جانا کوئی عیب کی بات نہیں ہے کیونکہ قدرت نے ہر ایک شخص کو علیحدہ علیحدہ قسم کے دماغ عطا فرمائے ہیں اختلاف عموماً اس بات پر ہوا کرتا تھا کہ مصطفےٰ کمال پاشا کا خیال تھا کہ حقوق تمام ترکی میں برابر تقسیم کئے جائیں اور غازی انور پاشا یہ کہتے تھے کہ ان سے صرف دشمن حریت کو فائدہ اٹھانے دیا جائے۔

کمال پاشا کو ترکی کے ہر فرزند سے محبت تھی اور آپ جب تک بھی زندہ رہے سب سے محبت کرتے رہے اسوجہ سے آپ مرتے دم تک صدر جمہوریہ ترکیہ بنے رہے اگر کمال اور انور پاشا میں عداوت ہوتی تو ایک موقعہ پر خود انور پاشا ان کے ماتحت ہو کر ہرگز ہرگز نہ کام کرتے لیکن نہیں وہ عقلمند تھے اور قدرت نے انھیں اچھے دماغ عطا فرمائے تھے۔ اس لئے وہ وقت ضرورت

کی اور اپنی قوم کی خدمت کرنا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس موقعہ پر ایسے کارہائے نمایاں کئے کہ دشمنانِ وطن انگشت بدنداں رہ گئے۔

ایک اعتراض کا ازالہ

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ چونکہ انور پاشا کو اتاترک سے عداوت تھی اس لئے انہوں نے ان کو درہ دانیال کی مہم پر روانہ کر دیا تاکہ اتاترک موصوف جنگ میں کام آ جائے لیکن ان کا یہ خیال بالکل غلط اور لغو ہے انور پاشا نے آپ کو درہ دانیال کی مہم پر اس غرض سے نہیں بھیجا تھا بلکہ ان کو وہاں روانہ کرنے کا درحقیقت منشا اور مقصد محض یہ تھا کہ انور پاشا کمال پاشا کی لیاقت اور اہلیت سے پوری طرح سے واقف تھے اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ درۂ دانیال ترکی کی ایک کنجی ہے اور ضروری مقام ہے انگریزی فوجیں بھی اسی مقام کو فتح کرنے کے لئے آئی ہوئی تھیں اس لئے انور پاشا نے موجودہ ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس مہم پر چیدہ چیدہ اشخاص روانہ کئے تاکہ برطانیہ اس مقام کو فتح کر کے ان کے ملک میں داخل نہ ہو جائے اسی لئے انہوں نے آپ کو بھی اس مہم پر روانہ کر دیا تاکہ ان کی قیادت میں ترک اچھی طرح سے جنگ کر سکیں۔

چنانچہ یہی ہوا کہ مخالف درۂ دانیال کو کسی طرح سے بھی نہ فتح کر سکے اور غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے اس مہم میں اتنی قابلیت اور شجاعت دکھائی کہ فریق ثانی دم بخود رہ گئے۔ اور وہ لوگ اپنی سر توڑ کوشش کے باوجود بھی اس تاریخی مقام کو کسی طرح فتح نہ کر سکے کمال پاشا کی قیادت میں ترکوں نے اس قدر پرجوش حملے کئے۔ کہ ان لوگوں کو مجبور ہو کر خود ہی پسپا ہونا پڑا۔

اس واقعہ کے سبب دشمنوں کے اس اعتراض کا لازمی طور پر مدلل ازالہ ہو جاتا ہے پہلے بھی انشاء اللہ [illegible] غور فرمائیے کہ کیا انور پاشا نے [illegible] کو [illegible]
[illegible]

کہ ایسی باتوں کو اپنے دل میں جگہ دینا بالکل بیکار ہے دشمن تو ہمیشہ یہ ہی چاہتا ہے کہ آپس میں ہی پھوٹ پڑجائے علاوہ ازیں انور پاشا اور کمال پاشا نے ایک عرصہ تک مل کر کام کیا ہے بلکہ یہ دونوں شیر ہمعصر تھے اور ان دونوں میں گہرے مراسم اور دوستانہ تعلقات بھی تھے۔

ہماری رائے اور ہمارا خیال

وہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا مرد ترکی کا ناخدا سرزمین اناطولیہ کا شیر شجاع جو ایک ترک دشمن کو بھی آجتک اپنا دوست اور رفیق سمجھتا رہا ہے وہ کب انور پاشا جیسے ایک خادم وطن مجاہد کو اپنا دشمن خیال کر سکتے تھے ان کا نور ایمانی سے چمک رہا تھا۔ اور کبھی بھی کسی بھی ترک کو اپنا دشمن نہ خیال کرتے تھے۔ نہ کسی سے عداوت رکھتے تھے۔ اگر غازی موصوف میں یہ خوبیاں نہ ہوتیں تو آج مرحوم کی وفات پر ترک اس قدر سوگ نہ مناتے اور اس قدر غم والم کا اظہار نہ کرتے۔ بلکہ آپ کی وفات کے بعد جس قدر ترکی میں غم والم کا اظہار کیا گیا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ترکیہ کا بچہ بچہ اس شمع وطن کا پروانہ تھا آج کوئی وہاں جا کر ترکوں سے معلوم کرے کہ اُن کے بعد ان کے دنوں پر کیا گزری ہے۔ ممکن ہی نہیں کہ کوئی بھی آپ کی جدائی کے لئے نہ رو دیا ہو۔

جنگ طرابلس
اور
اتاترک کمال پاشا

۱۹۱۱ء میں جب اطالیہ (اٹلی) نے طرابلس پر چڑھائی کی اور اس کو فتح کرنیکے لئے ایک زبردست جنگ شروع کردی تب آپ کے دل پر سانپ لوٹ گیا اور آپ اس جنگ میں شریک ہونے کے امید سے زیادہ بیقرار ہوگئے چونکہ آپ جلا وطن کردے گئے تھے اس طرف جانے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن آپ نے زبردست بہادری سے کام لیا اور اپنے استقلال کے جوہر دکھانیکے لئے فوراً ہی بھیس بدکر طرابلس میں جا پہونچے۔

سرزمین طرابلس ان دنوں ترکوں کی حکومت کے زیر اثر تھی اور اتاترک مرحوم بھی اپنی سلطنت کا ایک جزو سمجھتے تھے اس لئے وہ یہ نہیں چاہتے تھے۔ کہ طرابلس سا تاریخی علاقہ اطالیہ کے ہاتھ میں چلا جائے اور اٹلی پھر اس پر قابض ہو جائے جب آپ وہاں پہونچے تو مستحیر بن کر ان کی فوجوں سے مقابلہ کیا اور ترکوں کو اس طرح ان لوگوں سے لڑایا کہ اٹلی کے دانت کھٹے ہوگئے وہ طرابلس کو فتح نہ کر سکے۔ ان کی حسرتوں کا خون ہوگیا۔ جب طرابلس کی فتح ہونے کی امید جاتی رہی تو مجبور ہوکر ان کو پسپا ہونا پڑا۔

طرابلس میں عربوں کی تنظیم

طرابلس میں ان دنوں عرب آباد تھے جن کو نکال کر اٹلی خود قبضہ کرنا چاہتا تھا اس جنگ میں غازی کمال پاشا نے تمام عربوں کی تنظیم کی اور ان کو موجودہ سانچہ میں ڈھال کر اس طرح طاقت سے لڑایا کہ وہ لوگ ان پر غالب نہ آسکے خود ہی شکست مان گئے۔ اس جنگ میں کمال پاشا

کمال پاشا ہی کا کام تھا جو اٹلی کو پیچھے ہٹا دیا ورنہ عربوں کا ایک ایسی یورپین قوم سے جنگ کر کے اپنے ملک کو بچانا غیر ممکن تھا جو جدید آلات حرب سے مہیا ہو ان دنوں غازی محمود شوکت پاشا وزیر جنگ تھے۔ چنانچہ جنگ طرابلس میں خود وزیر جنگ نے آپ کی ذہانت اور شجاعت کی تعریف کی اس طرح جنگ طرابلس کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اور قدرت نے مسلمانو کی طرح عزت رکھ لی ورنہ وہاں کے عرب زیادہ قابلیت نہ رکھتے تھے۔

فرانس کی مصنوعی جنگ کا مشاہدہ

اتاترک کمال پاشا کو جنگ دیکھنے اور جنگ میں شامل ہونے کا بچپن سے ہی شوق تھا جب آپ کو یہ خبر ہوئی کہ فرانس کی فوجیں ایک بڑے میدان میں اور سمندر میں جمع ہوئی ہیں جہاں وہ آپس میں مصنوعی لڑائی کر لیں گے۔ چنانچہ آپ مصنوعی جنگ دیکھنے کے لئے جا پہونچے جنگ کا طریقہ دیکھا اور جو ضروری باتیں تھیں وہ تمام آپ نے نوٹ کر لیں اس دوران میں آپ بڑے بڑے جنگی افسران نے بھی ملے ان سے تبادلہ خیالات کئے اور بہت کچھ جنگی معاملات پر بحث کی۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا ہی کی شخصیت تھی جو یورپ کی سیاست اور وہاں کی تہذیب اڑالائے یورپ کی بہت سی مفید باتوں کو ترکی جیسے ملک میں رواج دینا آپ ہی کا کام تھا۔ کیونکہ ملک میں علمائے دین کا کافی اثر تھا اور ان کے اختیارات بڑھتے جاتے تھے لیکن آپ نے ایسی عقلمندی اور دور اندیشی سے کام کیا کہ ترکوں کو ناگوار بھی نہ گزرا اور تمام کام بھی ہو گئے۔ خواتین کو بے نقاب کر کے میدان میں لانے والا یہی شیر بیشہ جرأت آفتاب شجاعت تھا ورنہ یورپ والوں کا خیال بھی نہ تھا کہ ترک خواتین میدان جنگ میں نکل کر اپنے مردوں کے ساتھ دوش بدوش اپنے دشمنوں کا مقابلہ کریں گی۔

[illegible]

یورپ [illegible] نے یہ دیکھا کہ آتا ترک یورپ کی سیاست [illegible] کر لے گیا اور ان کی [illegible]

چل گیا خواتین بے پردہ ہو کر میدان جنگ میں اپنی قوم اور اپنے وطن عزیز کی خاطر قربان ہونے کے لئے کود پڑیں۔ تو حیرت میں رہ گیا۔ اہل یورپ حیران تھے کہ یہ کیا ہو گیا اور مصطفیٰ کمال نے کس طرح آن کی آن میں اپنے وطن کی حالت تبدیل کر دی مثال کے طور پر غازی امان کا آخر دور ملاحظہ فرمائیے معمولی سے اصلاحات کرنے پر اس تاجدار کو کس قدر پریشانیوں کا مقابلہ کرنا پڑا اور آخر کار اس کا انجام کیا ہوا یہ بتانیکی چنداں ضرورت نہیں کہ امان اللہ خاں کو تخت سے دست بردار ہونا ہونا پڑا۔ وطن چھوڑ کر یورپ کی جانب بھاگنا پڑا۔

یہ ایک نہایت ہی مشکل اور اہم کام تھا جسے کمال پاشا نے انجام دیا اور جسے شروع کیا تھا اسے اپنی قلیل سی چند روزہ زندگی میں پورا کر دکھایا۔ ماشاء اللہ۔

جنگ بلقان

اور

قائد اعظم کی شمولیت

۱۹۱۱ء میں آپ جنگ طرابلس میں شریک ہوئے اور ناتجربہ کار عربوں کو اطالوی سپاہیوں سے اس طرح لڑایا کہ عربوں نے ان کو مغلوب کر دیا۔ اسی زمانے میں آپ کے کان تک یہ خبر پہنچی کہ جنگ بلقان شروع ہو گئی اس جنگ کا نام سنتے ہی آپ بے قرار ہو گئے وطن سے بہت دور تھے وہاں پہونچنے کے لئے امید سے زیادہ الفت تھی سچے وطن پرست اور خیر خواہ قوم تھے چنانچہ اس مرتبہ بھی غازی موصوف نے اپنے استقلال سے کام لیا اور قادر مطلق کے بھروسے پر یورپ کا ایک طویل چکر کاٹ کر اپنے وطن پہونچ گئے تھے۔

وہاں پہنچنے کے بعد آپ نے نہایت ہی بہادری سے جنگ بلقان میں حکومت
کی اور دشمنوں کے خلاف میان سے شمشیر خارہ شگاف نکالی جو بجلی کی طرح چمکدار اور
نشتر سے زیادہ تیز تھی جس کی چمک نے دشمنوں کی نگاہوں میں خیرگی پیدا کر دی ایک
بجلی بھی جو کڑک کر چمکی چمک کر کوندی اور کوند کوند کر اس طرح دشمنوں پر گری کہ
ان کو رہتی دنیا تک خاموش کر کے موت کی میٹھی نیند میں سلا گئی۔

غازی کمال پاشا نے جنگ بلقان میں شریک ہوتے ہی لڑائی کا رنگ تبدیل کر دیا
اور آپ کے آتے ہی ایسا محسوس ہونے لگا کہ ترکوں میں نئی روح پھونک دی گئی۔ یا
ان میں کوئی نئی قوت از سر نو کام کرنے لگی۔ یہ کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ اس کے پردے
میں شیر اسلام مجاہد اعظم اتاترک مصطفےٰ کمال پاشا کی ہونہار شخصیت کارفرما ہے۔

چنانچہ بہت جلد غازی موصوف کی تلوار نے اس جنگ کا بھی خاتمہ کر دیا اور فتح
ترکوں ہی کی رہی۔

اتاترک کو پیغام موت

ہم یہ لکھ آئے ہیں کہ غازی موصوف کو باب عالی یعنی خلیفہ
وقت سلطان ترکی نے جلاوطن کر کے دمشق میں بھیج دیا تھا۔
تاکہ کچھ عرصے بغاوت کی آگ دبی رہے۔ اتاترک کمال پاشا بچپن ہی سے آزاد خیال اور آزاد
پیدا ہوئے تھے اور آپ نے وطن کو آزاد خیال کرتے تھے ہر ترک کو آزاد سمجھتے تھے حکومت
کا ذرہ برابر بھی خوف آپ کے دل میں موجود نہ تھا کیونکہ آپ اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ جو
کچھ بھی آپ کر رہے ہیں وہ اپنے ملک اور قوم کی خدمت کے لئے عین موافق ہے اور وطن
کی خاطر آپ بڑی سے بڑی قربانی کر گذرے تھے یہ جانتے ہوئے کہ آپ باب عالی کی
جانب سے جلاوطن ہو چکے ہیں یہ بھی معلوم تھا کہ جاسوس پیچھے لگے ہوئے ہیں اور ذرا
ذرا سی خبر سلطان کے کانوں تک پہنچاتے ہیں ایک ضروری کام کے سبب سالونیکا
جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس سفر میں ایک انگریز آپ کا ہم سفر تھا سلطان کو سلطانی

جاسوس نے کمال پاشا کے متعلق خبر دی کہ وہ سالونیکا پہونچ گئے ہیں چونکہ آپ ابھی تک جلاوطن تھے اس لئے حکومت کی جانب سے سزائے موت کا حکم ہوگیا۔ آپ نے جب اپنی موت کا حکم سنا تو فوراً سالونیکا سے پوشیدہ طریق پر اپنی بنالیں میں پہنچ گئے پہلے آپ غیر حاضر تھے۔ چونکہ تمام آفیسران کو آپ سے بیحد محبت تھی اس لئے اس بات کی شہادت دے دی کہ کمال پاشا اس جگہ موجود تھے آپ کے سالونیکا جانے کی خبر کی انہوں نے پوری طرح سے تردید کی اور کہدیا کہ جاسوس کو آپ کے متعلق غلط دھوکا ہوا ہے چنانچہ اس طرح آپ کو سزائے موت سے بچالیا گیا۔ اس زمانے میں لیفٹیننٹ منیجر کے مشورے پر آپ کو ترقی دے کر فوراً ہی سالونیکا روانہ کردیا گیا اس طرح آپ ایک عرصہ کے بعد اپنے عزیز وطن میں آزادی سے پہونچے۔ جہاں پہونچکر غازی موصوف کو بیحد مسرت اور خوشی حاصل ہوئی۔

جنگ عظیم اور ترکی

جنگ کا انجام اپنی طاقت کو کمزور کرانے کے ماسوا اور کیا ہو سکتا ہے کیونکہ جو حکومتیں جنگ میں شریک ہوتی ہیں ان کو جانی اور مالی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے لیکن ۱۹۱۴ء کی لڑائی تو دنیا بھر میں جنگ عظیم کے نام سے مشہور ہے اس جنگ میں تقریباً دنیا کی ہر قوم اور ہر ملک نے حصہ لیا اس لئے اس لئے انجام کار طاقتوں کا کمزور ہوجانا تو ضرور اور یقینی تھا جنگ سے قبل ہی ترکی کی حالت خراب تھی اہل یورپ اسے مرد بیمار کے نام سے پکارتے تھے کسی کو اس بات کا احساس بھی نہیں تھا کہ ترک اس جنگ میں اتنی بہادری دکھائیں گے اور آخر تک میدان جنگ میں اپنے قدم جمائے لڑرہے ہیں کیونکہ اس سے قبل سرزمین ترکیہ میں خانہ اپنے قدم جمائے لڑرہے ہیں کیونکہ اس سے قبل سر زمین ترکیہ میں خانہ جنگیاں ہورہی تھیں علیحدہ علیحدہ پارٹیاں بنی ہوئی تھیں ملک کے

ہر حصے میں بغاوت کی آگ بھڑک رہی تھی سلطان کی بدگمانی اور کمزوریوں نے ملک کو بالکل ہی بے جان کر دیا تھا ۔صرف یہ ہی نہیں بلکہ اگر ہم تاریخ اُٹھا اُٹھا کر دیکھیں تو صاف ظاہر ہو جائیگا ۔ کہ جس قدر لڑائیوں میں ترکی حکومت نے حصہ لیا اس قدر یورپ کی کسی حکومت نے بھی حصہ نہیں لیا کسی سلطان کا ایسا عہد نہیں گزرا کہ جس نے لڑائی میں حصہ نہ لیا ہو اگر آج روس سے جنگ ہے تو کل فرانس سے چھڑ جاتی ہے آج یونان کی بغاوت کو دبا دیا جاتا ہے تو کل اطالیہ خم ٹھوک کر میدان میں آجاتا ہے ۔ ان لڑائیوں سے یقیناً ترکی کی طاقت کو کمزور ہو جانا چاہیئے تھا اور ایسا ہوا بھی ہم اختصار کے ساتھ ترکی کی مشہور لڑائیوں کا نقشہ پیش کر رہے ہیں ۔ جن کے سبب آپ اندازہ لگا لیں گے کہ ترکوں نے کہاں تک لڑائیوں میں حصہ لیا اور در اصل ترکی کی تمام تاریخ جنگوں سے بھری پڑی ہے آپ حیران ہوں گے کہ اتنی لڑائیوں میں حصہ لینے کے بعد اپنی طاقت ختم کر دینے کے باوجود بھی اس مرد میدان نے اس بڑی جنگ سے بھی منہ نہیں موڑا جو قوم کی بہادری اور شجاعت کی زندہ مثال ہے ۔

نقشہ جنگ ہائے ترکی

شمار	آغاز سنہ ء	اختتام سنہ	محارب	انجام
۱	۱۳۶۳	۱۳۶۳	یورپ ہنگری جنوب مشرقی یورپ	ترکوں کی عظیم الشان فتح
۲	۱۳۸۶	۱۳۸۹	مشرقی و جنوبی یورپ	" " " "
۳	۱۳۹۱	۱۳۹۶	ہنگری، فرانس، جرمن آسٹریا	" " " "
۴	۱۴۴۳	۱۴۴۴	فاتح جان ہنڈس و یورپ	" " " "
۵	۱۴۴۸	۱۴۴۸	فاتح جان ہنڈس	" " " "
۶	۱۴۵۳	۱۴۵۳	قیصر	ترکی کی شکست
۷	۱۴۵۶	۱۴۵۶	فاتح جان ہنڈس	بلگریڈ کی تسخیر
۸	۱۵۲۰	۱۵۲۱	ہنگری	آسٹریا کا محاصرہ
۹	۱۵۲۲	۱۵۲۲	ابڈس کے بہادر نائٹ	" "
۱۰	۱۵۶۵	۱۵۶۵	جزائر مالٹا	ترکوں کی شکست
۱۱	۱۵۷۱	۱۵۷۳	اسپین مالٹا۔ یورپ	ترکوں کی فتح
۱۲	۱۵۹۳	۱۶۰۶	ہنگری کے باغی عیسائی	برابر رہے
۱۳	۱۶۲۰	۱۶۲۱	پولینڈ اور جرمن	ابتدائی فتح آخر شکست
۱۴	۱۶۴۵	۱۶۷۰	وینس	ترکوں نے کریٹ فتح کرلیا
۱۵	۱۶۹۰	۱۶۶۴	آسٹریا و فرانس	" کی شکست
۱۶	۱۶۷۲	۱۶۸۱	پولینڈ اور روس	ترکی کی شکست
۱۷	۱۶۸۲	۱۶۸۳	آسٹریا و پولینڈ	ترکوں نے واٹلا کا محاصرہ کرلیا

۱۸	۱۶۸۳	۱۶۹۹	آسٹریا پولینڈ روس وینس	ہنگری وغیرہ قبضہ سے نکل گیا
۱۹	۱۷۱۰	۱۷۱۱	مالٹا یورپ و جرمن	موریا پر ترکوں کا قبضہ
۲۰	۱۷۱۵	۱۷۱۸	روس	ترکوں کی فتح
۲۱	۱۷۲۶	۱۷۳۹	روس اور آسٹریا	ترکوں کا مالی نقصان
۲۲	۱۷۶۸	۱۷۷۴	روس و برطانیہ	عثمانیہ بیڑہ تباہ ہوگیا
۲۳	۱۷۷۶	۱۸۰۲	نپولین اعظم	ترکوں کی فتح
۲۴	۱۸۰۶	۱۸۱۲	روس انگلینڈ	شکست ہوئی
۲۵	۱۸۲۱	۱۸۴۸	یونان ۔ فرانس ۔ روس	یونان کی آزادی

گو یا کہ جنگ عظیم سے پہلے پہلے بہادر ترکوں کو بیشمار لڑائیوں میں شریک ہونا پڑا اور
اہل یورپ نے اسے میدان جنگ میں گھسیٹ کر بالکل ہی کمزور کر دیا تھا کبھی دو دو
سلطنتیں مل کر مقابلہ کرتی تھیں کبھی تین تین حکومتیں شریک ہو کر ترکوں کے مقابلے میں
آجاتی تھیں جن میں ترکوں کو کبھی فتح ہوتی تھی اور کبھی شکست ان کو فوراً اگرچہ اپنی حالت
درست کرنے کا موقع بھی مل جاتا تھا لیکن ترکوں کو کبھی بھی ان دنوں اطمینان سے بیٹھنا نصیب
نہیں ہوا بہت ممکن ہے کہ یہ ابھی ان کو کمزور کرنے کی سیاسی چال ہو یورپ کی سیاست اور
ہوشیاری کو سمجھنے کے لئے اتاترک کمال پاشا کے دماغ کی ضرورت تھی اب آپ خود سمجھ سکتے ہیں
کہ اس طرح حکومت ترکی کب تک اپنی طاقت بحال رکھ سکتی تھی اور کہاں تک جنگ
میں شریک رہ سکتی تھی اس طرح ترکی کی تمام طاقت ان لڑائیوں میں رفتہ رفتہ فنا ہوگئی
ٹھیک اس وقت جب کہ یہ حکومت بالکل ہی مردہ بنی ہوئی تھی اور خانہ جنگی و رشوت ستانی
کی ترکی میں خوب گرم بازاری تھی جنگ عظیم کے شعلے یکبارگی اس طرح بھڑک اٹھے کہ
ان کا سرد ہونا محال ہوگیا۔ یہ جنگ ایک شہزادے کے قتل پر ہوئی۔ لیکن لڑائی کی تیاری

ہو جاتے اور قسطنطنیہ میں ایک مرتبہ پھر صلیب کا پرچم لہرا دیتے لیکن خدا کو تو یہ منظور نہ تھا
اور حقیقت میں اتا ترک کمال پاشا کو ترکی کا محافظ بنا کر اس جگہ بھیج دیا تھا۔ جس نے
مردہ ترکی کی حالت سنبھال لی اور اس کو اپنے قدموں پر کھڑا کر دیا غازی موصوف
کا ایسے وقت انتقال ہوا جب کہ یورپ کی فضا پھر متغیر ہو رہی تھی۔ اور ہر طرف جنگ
کے خطرے ظاہر تھے آہ ایسے موقع پر اتا ترک کمال پاشا کا دنیا جہان سے اٹھ جانا فرزندان
اسلام کی اولین بدنصیبی اور بدقسمتی ہے۔

مریض ٹرکی کا مسیحا

سو رہا ہے تو مگر دنیا تری بیدار ہے

ہاں ملب تھا جب کہ اس دنیا میں ٹرکی کا مریض
ہو چکے تھے جب کہ نا امید اس کے چارہ ساز
ہبکہ اٹھ جانے کو تھا مغرب سے مسلم کا بھرم
جبکہ کھل جانے کو تھے ملت بیضا کے راز
سٹ رہا تھا صفحۂ یورپ سے جب اس کا وجود
ہو چکے تھے ختم جب تقسیم کے راز و نیاز
نا کے عیسےٰ تو اٹھا اے مصطفےٰ پاشا کمال
ہو گیا تو غزنوی ترک کا اس دم ایاز
ہر سنبھالا تو نے بڑھ کر ملت مظلوم کو
پھر ہوا ہاں تیرے ہی ہاتھوں سے باب فتح باز
ہ گئے حیران تیرا عزم و ارادہ دیکھ کر

جن کو تھا اپنی سیاست پر نہایت فخر و ناز

چشمِ مسلم آج فرقت میں تری خوں بار ہے
شور ہا ہے تو، مگر دنیا تری بیدار ہے

مہم دَرّۂ دانیال میں اتحادیوں کے نقصان کا اندازہ

اس جنگ میں جو محض درّہ دانیال کے مقام پر اسے تسخیر کرنے کی غرض سے ترکوں اور اتحادیوں میں ہوئی۔ اس کے نقصان کا صحیح اندازہ تو نہیں ہو سکا لیکن البتہ عام لوگوں کے خیال کے مطابق اس لڑائی میں اوّل متحدہ کو تقریباً ڈھائی لاکھ جانوں کا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔

اس میں ۲۰ اپریل سے ۹ دسمبر تک تو صرف انگریزی مقتولین کی تعداد ایک لاکھ پندرہ ہزار تھی (۱۱۵۰۰۰) چنانچہ اسی تعداد پر اس مہم کے باعث جو نقصان ہوا اس کا اندازہ لگائیے جو محاصرے کے آخری ماہ ۹ دسمبر سے ۹ جنوری تک برابر جاری رہا ہو۔

علاوہ جانی نقصان کے اس جنگ میں لاتعداد جہاز غرق کر دیئے گئے اور ساٹھ ساٹھ ہزار سپاہی سمندر میں غرق ہو گئے یہ تو صرف برطانیہ کے نقصان کا اندازہ ہے اگر اس نقصان میں فرانس وغیرہ کو اور شامل کر لیا جاوے تو مقتولین کی تعداد تقریباً تین لاکھ کے قریب.. ہو جاتی ہے۔

جب اتحادیوں کو پسپا ہونا پڑا تو مجبور ہو کر انہوں نے درّہ دانیال سے اپنا محاصرہ اٹھا لیا اور اس جگہ سے بھاگ اٹھے جس کے سبب ترکوں نے بہت سامان غنیمت حاصل کیا جس میں غرق شدہ جنگی جہاز جن میں ۱۵ یا ۱۴ ہزار ٹن کے جہاز بھی شامل تھے۔

غازی ملت اتاترک مصطفےٰ کمال پاشا بہترین ماہر حساب تھے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ غازی

موصوف کا فیصلہ ہر وقت درست آتا تھا جو بھی آپ کہتے تھے وہی ہوتا تھا اس اس میں
اول تو قدرت کی مدد شریک حال تھی دوسرے آپ زبردست ماہر حساب تھے اور آپ
ہر جنگ کا نقشہ ایک ماہر حساب کی صورت سے دیکھا کرتے تھے۔ اور فوراً نقشہ دیکھتے ہی
غور کرنے کے بعد فتح یا شکست کا فیصلہ کر لیتے تھے یہی وجہ تھی۔ کہ آپ کا جواب بالکل
صحیح نکلتا تھا۔

شیر اناطولیہ اتاترک کمال جرمنی میں

اس وقت جب کہ اتاترک کمال پاشا کو
ولیعہد ترکی کے ساتھ برلن روانہ کیا گیا
تو وہاں بھی اتاترک کمال پاشا کو اطمینان نہ نصیب ہوا برلن ملک جرمنی کا دار الخلافہ
جہاں آجکل جرمنی کا ڈکٹیٹر ہر ہٹلر ہے

جب ولیعہد ترکی اور غازی مصطفےٰ کمال پاشاہ برلن میں پہونچے تو جرمنی آفیسران
نے ولیعہد کی تو خوب تسلی کر دی اور مغربی فرانس کے محاذ کے جنگ کے متعلق امید سے
زیادہ تسلی دی اور بتا دیا کہ فتح ان ہی کی ہے۔

اتاترک کمال پاشا جرمنی آفیسران سے کوئی ضروری بات معلوم کرنا چاہتے تھے جب
تک آپ نے ان سے سوال نہ کر لئے آپ کے دل کو ذرا بھی اطمینان تو حاصل ہو سکے
جرمنی آفیسران نے آپ کو مشکوک نظروں سے دیکھا اور ساتھ ہی ساتھ مغربی فرانس کی
مہم کو آپ کے سامنے رکھا آپ نے فوراً ہی جنرل تو ونڈراف کے سامنے یہ بات پیش کی
کہ مغربی فرانس پر جارحانہ پیش قدمی کے دوران میں آپ آخر کس لائن تک پہنچنے
کی امید رکھتے ہیں۔

جرمنی آفیسران نے جب اتاترک کمال پاشا کا یہ جواب سنا تو وہ حیران رہ گئے رہ گئے
کیونکہ ان کو تو اس بات کا یقین نہ تھا کہ اتاترک ان سے اس قسم کا دقیق سوال کریگا۔

قسمت کا فیصلہ

مشہور جرمنی مصنف ڈیکو پرٹ دان لیکو لے نے لکھا ہے کہ جرمنی چیف آف جنرل شاف نہ تو اس قابل تھا اور نہ وہ خود اتا ترک کمال پاشا کی بات کا جواب دے سکتا تھا وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ جرمنی پیش قدمی کا منتہائے مقصد کیا ہے۔

جرمن چیف آف دی جنرل اسٹاف کی ٹالمٹول

جب جنرل برونڈاف نے اتاترک کمال پاشا کے اس ادق سوال پر خوب اچھی طرح غور کیا تو حیران رہ گیا کیونکہ وہ خود میں اس کا جواب دینے کے لئے قابلیت نہ رکھتا تھا اور نہ وہ اس قابل تھا کہ جو کمال پاشا کی تسلی کر سکتا۔

چنانچہ اس نے اتاترک کو ٹالنے کی خاطر ٹال مٹول شروع کر دی اور اس نے حیرت بھری نظروں سے ترکی کے اس ہونہار فرزند کو دیکھا۔

کمال پاشا نے جب ان لوگوں کا یہ حال دیکھا تو اس وقت آپنے صاف صاف کہہ دیا تمہارے جواب سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ہماری قسمت کا فیصلہ سرزمین فرانس میں نہیں ہو سکتا افسوس غازی انور پاشا نے آپ لوگوں کا ساتھ دے کر بڑی زبردست غلطی کی ہے آپ کی اس غلطی سے نہ صرف ترکی کو جان و مالی نقصان ہوا بلکہ اس کی طاقت صفر کے برابر رہ گئی ہے

سگرٹ پیئیگے یا سگار

چونکہ ولیعہد ترکی اور اتاترک کمال پاشا ان دنوں شاہی مہمان کی صورت میں اس جگہ تھے۔ چنانچہ ایک شام آپ کو مارشل ہیڈن برگ کمانڈر انچیف نے ہمراہ کھانا کھانا پڑا

جرمن کمانڈر انچیف نے بڑی فراخدلی سے آپ کی دعوت کی اور نہایت ہی گرم جوشی سے پیش آیا۔

غازی کمال پاشا سب کچھ معلوم کرنے کے لئے بےچین تھے مضطرب تھے اور بیقرار تھے

ممکن ہوا انگریزی فوجوں کے اقدام کو پوری طرح سے روک دیا جائے۔
چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور اس مقام پر بڑی بہادری کی بے شمار کارہائے نمایاں کئے۔ اسی زمانے میں آپ کا نام اور بھی مشہور ہو گیا وہ اوصاف جو آج تک پوشیدہ تھے رفتہ رفتہ ظاہر ہونے لگے۔ اس دوران میں جب کہ لڑائی ہو رہی تھی۔ آپ نے بغداد لینے کا وعدہ کیا۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ ایک شرط پیش کی کہ اگر جرمن آفیسران کو اس مہم سے واپس بلا یا جائے تو میں ضرور اس کو حاصل کر لوں گا۔ اس کی خاص وجہ یہ تھی۔ کہ جرمن آفیسران خود مختاری کی صورت میں اس لڑائی میں حصہ لے رہے تھے۔ جس کے سبب وہ بہت سے ایسے کام کر جاتے تھے۔ جو کمال پاشا کی پسند کے بالکل خلاف ہوتے تھے اور اس سے ترکی کو بہت نقصان پہنچتا تھا۔
قریب قریب ہر موقع پر جرمنی آفیسران اور اتاترک کمال پاشا کے خیالات میں اختلاف رہا لیکن ہر مرتبہ جرمنی آفیسران کے خلاف بھی کام کرنے لگتے تھے۔ اور جس میں ترکی کا اور جس میں ترکی کا فائدہ دیکھتے تھے وہی کرتے تھے۔ اس لئے آپ کا مرتبہ کورٹ مارشل کر دیا۔ آپکے بعد وزیر جنگ کو اس بات کا احساس ہوتا تھا کہ جو حکم جرمنی آفیسران کی جانب سے ملا تھا وہ دراصل غلط تھا۔ چنانچہ جس وقت بھی وزیر جنگ اور آفیسران ترکی کو ضرورت محسوس ہوتی تھی وہ آپ کی اس بیش بہا خدمات سے فائدہ اٹھا لیتے تھے اور دوبارہ آپ کو بلا لیتے تھے۔

اتاترک کی پختہ کاری

ایک موقع پر جب درہ دانیال پر انتہائی جوش حملے ہونے لگے تو جرمنی آفیسران گھبرا گئے۔ چنانچہ جرمن کے کمانڈر لیمان وان سانڈرس نے صرف آٹھ گھنٹے میں قسطنطنیہ کو خالی کر دینے کا حکم دیدیا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ وہ اب درہ دانیال کو صرف آٹھ گھنٹے سے زیادہ اپنے قبضے میں نہیں رکھ سکے۔ دوسرے لفظوں میں لیمان کو یقین ہو گیا تھا کہ اب دشمن درہ دانیال کو ضرور فتح

رلیں گے۔

اتاترک کمال پاشا نے جب جنرل لیمان کا یہ اعلان سنا تو آپ کو از حد ملال اور
درمعدمہ ہوا آپ نے فوراً اپنی پرجوش آواز میں کہا اگر مجھے درہ دانیال کی کمال مختار
مطلق کی صورت میں مل جائے تو قیامت تک بھی یہ فوجیں درہ دانیال کو فتح نہ کرسکیں
گی۔ جنرل لیمان نے جب یہ سنا تو اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ کمال کو ذلیل کرنے کا
اس سے زیادہ اچھا اور مناسب موقع پھر کبھی ہاتھ نہ آئے گا۔ چونکہ جنرل لیمان کے خیال
میں تو درۂ دانیال تو قریب قریب فتح ہو ہی گیا تھا۔ اور اسے درہ کو زیادہ عرصہ تک
اپنے قبضے میں رہنے کا خیال تک بھی نہ تھا۔

چنانچہ اس برے موقع پر کمال پاشا کو درہ دانیال کا حکم مطلق بنا دیا۔ اور کہہ دیا
کہ ان کے معاملات میں کوئی دخل نہ دے گا اور نہ کوئی جرمن آفیسر اپنا حکم دے گا۔ ایسی
حالت میں جب کہ جنگ کا رنگ بالکل ہی بدلا ہوا تھا۔ جرمنی آفیسران نے درۂ دانیال کی
کمان آپ کے سپرد کر دی گئی۔

اتاترک کمال پاشا نے درہ دانیال کی مہم اپنے ہاتھ میں لیتے ہی ایسی قابلیت اور
لیاقت دکھائی کہ دنیا جہاں حیران رہ گئی تمام عالم نے دیکھ لیا کہ دشمن کی متحدہ فوجوں کے
متواتر حملے بھی اس شیر بیشہ شجاعت کو اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے۔

یہ جنگ برابر ایک سال تک جاری رہی متحدہ فوجیں اس مقام کو فتح کرنے کے
لئے برابر سر توڑ کوشش کرتی رہیں۔ لیکن وہ لوگ ناکام رہے اس طرح غازی موصوف نے
دنیا پر یہ ظاہر کر دیا کہ وہ فن حرب میں دنیا کی تمام فوجوں سے زیادہ تجربہ رکھتے ہیں جرمنی
آفیسران نے جب یہ دیکھا کہ کمال کی قابلیت نے درۂ دانیال ذرا سی دیر میں ناقابل تسخیر بنا دیا
تو جنرل لیمان بذات خود بھی حیران رہ گیا۔ اور اس کی اس جنگی لیاقت پر عش عش کر اٹھا اس
[illegible] درہ دانیال کو فتح [illegible] دلیرانہ و [illegible]

آپ نے جب جرمنی کمانڈر انچیف کو خود پر زیادہ مہربان اور بے تکلف پایا تب آپ نے ان سے کہا میرا خیال ہے کہ آپ نے چونکہ نہایت ہی انسیت اور مہربانی ظاہر کی ہے اس لئے مجھے امید ہے کہ آپ یہ ضرور بتائیں گے کہ جرمنی فوجوں کی فرانس کے مغربی محاذ پر پیش قدمی کا منشائے مقصود کیا ہے۔

کمانڈر انچیف نے جب اتاترک کی جانب سے یہ سوال سنا تو وہ بھی دم بخود رہ گیا وہ جواب بھی کیا دے سکتا تھا۔ اور جرمنی کی اس جارحانہ پیش قدمی سے ترکوں کو فائدہ بھی کیا پہنچ سکتا تھا۔ اس طرح فرانس کی مغربی محاذ پر آخر کار ترکوں کی قسمت کا فیصلہ کیونکر ہو سکتا تھا۔ چنانچہ آپ نے فوراً اندازہ لگا لیا کہ جرمنی ابھی ہمیں دھوکہ میں رکھنا چاہتے ہیں اور وہ اس وقت بھی ہم دونوں کو طفل مکتب خیال کر کے بہلا رہے ہیں۔ تاکہ ترکی ابھی جرمنی کی جانب سے نا امید نہ ہو جائے۔

آپ کو اس بات کا احساس ہوتے ہی از حد ملال ہوا اور آپ سمجھ گئے کہ فتح بھی مشکوک ہی میں ہے کمانڈر انچیف نے آپ کے سوال کا جواب نہ دیتے ہوئے اتاترک سے پوچھا آپ سگریٹ پیئیں گے یا سگار۔

ایک ضروری مقام اور انگریزی فوجیں

جس طرح درہ دانیال ترکی میں داخل ہونے کی ایک کنجی اور ضروری مقام ہے اسی طرح علاقہ گیلی پولی اور اس کی پہاڑیاں بھی تاریخی لحاظ سے ایک ضروری مقام ہے عوام کا خیال تھا کہ جو حکومت علاقہ گیلی پولی پر اپنا تسلط پا سکے گی وہ نہایت ہی آسانی سے گیلی پولی کے علاقہ ترکی کے دار الخلافہ قسطنطنیہ پر بھی حکومت کر سکے گی۔

اتاترک مصطفیٰ کمال پاشا نے جو درہ دانیال پر انگریزوں کو زبردست شکست دے کر ان کو اس جگہ سے ہٹا دیا۔ یہ ان کی زندگی کا ایک بہت بڑا کام سمجھا جاتا ہے کیونکہ کسی کو اس بات کی امید بھی نہ تھی کہ ترکی سپاہی ایسی مخدوش حالت میں بھی درہ

اناپال کی حفاظت کر سکیں گے اور اس کو اپنے سے نہ نکلنے دیں گے جرمنی سپاہیوں اور
قیصر الملنے جو حوصلے ہار دئے تھے اور یہ سمجھے ہوئے تھے۔ کہ کوئی دم میں درہ دانیال ان
کے قبضے سے نکل جانے والا ہے مگر وقت پر شیر انگورہ نے ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس
کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے لی اور ایک اعلیٰ جنگی فوجی آفیسر کی صورت میں امید وقیاس
سے قبل ہی جنگ کی صورت بالکل تبدیل کر دی۔

انگریزی فوجوں کی کوشش ثانی انگریزوں نے جب یہ دیکھا کہ درہ دانیال کو فتح کرنا
ان کے لئے کوئی آسان اور معمولی کام نہیں ہے تو
اس وقت مجبور ہو کر انہوں نے دوسری طرف کا رخ کیا اور فوراً اسباب کو آپس میں یہ طے
کر لیا اگر وہ دانیال فتح نہیں ہو سکتا تو نہ ہو گیلی پولی پر قبضہ کر لینا چاہیئے کیونکہ ان کے
خیال کے مطابق بھی وہ علاقہ بھی ان کے لئے اتنا ہی مفید ثابت ہو سکتا تھا۔ جتنا کہ . .
درۂ دانیال۔

گیلی پولی کا قابل تسخیر محاصرہ معاملہ طے ہوتے ہی انگریزوں نے جب درہ دانیال
کا محاصرہ اٹھا لیا تو ان کی فوجوں نے فوراً ہی گیلی
پولی کا رخ کیا اور آن کی آن میں جنگی سپاہ وہاں پہنچ گئی اس کا محاصرہ کر لیا اسے تسخیر
کر لینے کی کوشش ہونے لگی

شیر انگورہ کی قیادت غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے جب یہ دیکھا کہ دشمنوں نے
اپنا رخ تبدیل کر لیا ہے اور انگریزی فوجیں گیلی پولی
کی سرحد پر جمع ہونے لگی ہیں تو آپ نے ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے فوراً ہی اسطرف
پہونچ جانے کا عزم مصمم کر لیا کہ اسے بھی دشمنوں کی خرد برد سے محفوظ رکھیں۔

لفٹیننٹ کرنل چنانچہ بہت جلد غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو گیلی پولی کی فوجوں کا . . .
لفٹیننٹ کرنل بنا کر اس طرف روانہ کر دیا تاکہ غازی موصوف اپنی

جنگی قابلیت کے جوہر دکھا کر اس میدان میں بھی دشمنوں کے دانت کھٹے کر کے اس علاقے کو کو ان سے بچالیں۔

گیلی پولی کی باطنی حالت

جو انگریزی فوج علاقہ گیلی پولی پر حملہ آور ہوئی تھی وہ ایک جفاکش بہادر اور شجاع فوج تھی۔ دشمنوں کی نگاہیں اسی جفاکش سپاہ پر لگی ہوئی تھیں ان کا خیال یہ تھا کہ انگریزی فوج وہاں پہونچتے ہی علاقہ گیلی پولی کو تسخیر کرے گی جو ترکی فوجیں وہاں پہلے سے موجود تھیں وہ بالکل تھک چکی تھیں۔

زخمیوں کی تعداد امید سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی ان کے حوصلے پست پڑ گئے تھے اب وہ لوگ اس قابل نہ تھے۔ کہ جو جنگ کو زیادہ عرصہ تک جاری رکھ سکتے ترکوں کو بیکسی اور بے بسی قابل ملاحظہ تھی تھکا ماندہ انسان کیا تو اپنی حفاظت کر سکتا تھا اور کیا وہ اپنے گھر کو اپنے دشمنوں سے بچا سکتا تھا۔ صد آفریں اس شیر انگورہ کو جس نے ہر میدان میں دشمنوں کو پسپا کیا ہر معرکہ میں حب الوطنی اور قوم پرستی کا ثبوت دیا ہر لڑائی میں دشمنوں کے حواس باختہ کر دئے جس نے ہر ضروری مہم پر اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر خود کو پہونچا دیا۔ کیا یہ کام قابل فراموش ہے فی الحقیقت غازی مصطفےٰ کمال پاشا مردہ ترکی مسیحا ــــــ وقت تھے اس وقت آپ کی مسیحائی نے وہ کام کیا جو ناقابل تردید ہے۔ حقیقت میں مردہ ترکی کے بے گور و کفن لاش نکالنے کی کوشش کر چکے تھے اس اسلامی حکومت کو مردہ خیال کر کے کفن میں لپیٹ چکے تھے۔ کفنا چکے تھے مگر غازی موصوف کی اسپرٹ نے اس مردہ جسم میں بھی روح ڈال دی اور وہ شیر جو مردہ بن کر سوئے ہوئے تھے انہوں نے بھی کروٹ لی آنکھیں کھول کر دیکھا تو سر پر جنگ و جدال کے بادلوں کو منڈلاتے ہوئے دیکھا موت کو قریب تر پایا جو اپنا بھاڑ سا منہ کھولے بھیانک اور خوفناک صورت بنا کے نہایت ہی عجلت اور بے پرواہی کے ساتھ ان کی طرف بڑھتی چلی آرہی تھی۔

نعرۂ اتاترک کمال پاشا

کروٹ لیتے ہی ان کے کانوں میں غازی کمال پاشا کے نعرہ حریت کی نہ فنا ہونے والی آواز پہونچی انہوں نے سنا کہ کوئی ان کے سرہانے کھڑا چیخ رہا ہے کوئی ان کو اپنی جانب بلا رہا ہے کوئی ان کو اپنی گونجتی ہوئی آواز سے پکار پکار کر بیدار کر رہا ہے۔ اس آواز میں کشش تھی اس آواز میں اثر تھا اس آواز میں سچائی کا کمال تھا۔ اس آواز میں وطن کی فلاح و بہبودی مخفی تھی انہوں نے سنا اور سب کے سب لبیک لبیک کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے مردہ ترکی نے انگڑائی لیتے ہی اپنا کفن پھاڑ ڈالا اور ایک دفعہ پھر دنیا میں اپنا نام روشن کرنے کے لئے اٹھ بیٹھا۔

کوہ پیکر انگریزی جنگی جہاز

انگریزی فوجیں گیلی پولی پہونچ چکی تھیں جن کی پشت و پناہ پر کوہ پیکر جنگی جہاز تھے جو سامان حرب سے لدے ہوئے تھے کافی سے زیادہ سامان جنگ ان جہازوں میں موجود تھا جنگی موجودگی نے انگریزی فوجوں کو سامان حرب کی طرف سے ان کو اس بات کا یقین دلا دیا تھا کہ اب ترکی ان کی موجودگی میں پوری تنظیم کے ساتھ گیلی پولی کے علاقے میں جنگ نہ کر سکیں گے البتہ اگر غازی مصطفےٰ کمال پاشا اس معرکے میں موجود نہ ہوتے تو شاید انگریزی فوجوں کا خیال بالکل درست نکلتا اور یہ لوگ اپنے مقاصد میں پوری طرح کامیاب ہو جاتے لیکن وہ یہ جانتے تھے۔ کہ اس جنگ میں بھی کمال پاشا کا ہی دست زبردست کارفرما ہے جو درّہ دانیال کی جنگ میں شریک تھا جس نے آن کی آن میں جنگ کو رنگ تبدیل کر کے نہ صرف درہ دانیال کو ناقابل تسخیر بنا لیا تھا بلکہ ان کو بھی شکست دیکر پیچھے بھگا دیا تھا

انگریزی فوجوں کی زبردست کامیابی

اس جگہ پہونچتے ہی انگریزوں نے گیلی پولی کے ایک حصے پر اپنا تسلط جما لیا تھا۔ اس

جرمنی تو اپنی جانب سے خوب اچھی طرح کر چکا تھا اور ہر حکومت کو معلوم بھی تھا۔ کہ قیصر جنگ لڑنے کے لئے بالکل تیار ہے چنانچہ یہ بہانہ بہت اچھا مل گیا اور قیصر کی بن پڑی اس کو اپنے ارمان نکال لینے کا موقع مل گیا جس وقت تمام سلطنتوں کو لڑائی میں شریک ہونے کے لئے مجبور ہو جانا پڑا تو فوراً انور پاشا نے جرمنی کا ساتھ دینے کا اعلان کر دیا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ جرمنی حکومت کو سرحد بالکل ہی ترکی حکومت سے ملی ہوئی ہے اس لئے ہمسایہ حکومت کا ساتھ دینا اچھا ہے لیکن ٹھیک اس موقع پر آتا ترک کمال پاشا کی بات پر توجہ نہ دی اور جس طرح غازی انور پاشا نے کیا تھا کرنے کے لئے فوراً تیار ہو گئے۔ جنگ کے بعد ترکوں کو اپنی غلطی پر نادم ہونا پڑا اور ان کو اس بات پر از حد ملال ہوا کہ انہوں نے اس موقع پر کمال پاشا کی بات کیوں نہ مان لی جنگ عظیم شروع ہوتے ہی غازی مصطفےٰ کمال پاشا بھی لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ کیونکہ وہ اس میں حصہ نہ لینے کو اپنے لئے ایک قسم کی توہین اور بزدلی خیال کرتے تھے ایک ایسا شیر کس طرح میدان سے منہ موڑ سکتا تھا جو خود کو سپاہی کہلاتا ہو جس کی تمام زندگی جنگوں کے مشاہدوں میں گذری ہو جو لڑائیوں میں ایک خاص قسم کی دلچسپی پاتا ہو شروع شروع میں قیصر کی فوجیں اس طرح بڑھیں کہ یہ معلوم ہونے لگا جرمن کوئی دم میں تمام دنیا کو فتح کر کے اپنے زیر نگیں کرنے ہی والا ہے۔

اتحادیوں کی آمد

جرمن نے ایک ہی بم سے بلجیم کا وہ مشہور اور مستحکم قلعہ اڑا دیا جس کی تمام یورپ میں شہرت تھی جس کی بابت عوام کا تو یہ خیال تھا کہ اس کے برابر مضبوط قلعہ یورپ بھر موجود نہیں ہے۔

جب تمام فوجیں میدان جنگ میں اتر آئیں اور لڑائی خوب زور شور سے ہونے لگی

تب برطانیہ بھی ... ہو گیا

انگریزی فوجیں درہ دانیال کی جانب بڑھنے لگیں کیونکہ وہ یہ ارادہ کرچکے تھے کہ درہ دانیال میں سے گذرتے ہی وہ تمام ترکی پر قابو پالیں گے۔ لیکن انور پاشا نے اپنے تجربے کی بنا پر درہ دانیال کے مورچے پر کمال پاشا جیسے بہادر اور پختہ کار آفیسر ان روانہ کر دئے۔

دَرّۂ دانیال اور قسطنطنیہ

یہ درہ ایک تاریخی اور ضروری مقام ہے جو تمام ترکی کی کنجی کہلاتا ہے ترکوں نے اس مقام کو اس قدر مستحکم کر دیا ہے کہ دوسرا سنگا پور معلوم ہونے لگا ہے۔ ادھر اُدھر پہاڑ ہیں اور درمیان میں سے سمندر کا پانی ایک تنگ راستے سے گزرتا ہے۔ اگرچہ اس طرف سے کئی مرتبہ دوسری حکومت نے ترکی پر چڑھائی کر کے قسطنطنیہ کو فتح کرنا چاہا مگر ایسا نہیں ہوا اور کوئی بھی حکومت قسطنطنیہ کو فتح نہ کر سکی البتہ ترکی کے نامور سلطان محمد فاتح دوئم نے ضرور اس تاریخی مقام کو فتح کر کے اپنی اسلامی سلطنت میں داخل کر لیا اور ایاصوفیہ کو مسجد ایاصوفیہ بنا لیا۔

سلطان محمد فاتح سے پہلے بھی کئی ترکی فرمانرواؤں نے حملے کئے لیکن ناکام رہے اور نامی فاتح نے بھی جب درّہ دانیال کیجانب سے قسطنطنیہ کو فتح کرنا چاہا تو کامیابی نہ ہوئی ترکی قوم بہادر ہے اور شجاعت ان کی رگوں میں موجود ہے اسلام کی شان ان سے ظاہر۔ چنانچہ سلطان محمد نے جب یہ دیکھا کہ اس طرح یہ ملک تسخیر نہیں ہو سکتا تو اس نے راتوں رات دوسری طرف خشکی میں جہازوں کو چلا کر قلعہ کے سامنے لاکر سمندر میں داخل کر دیا اہل قسطنطنیہ نے جب یہ دیکھا تو وہ حیرت زدہ رہ گئے اور سلطان محمد فاتح نے اس کو فتح کر لیا اس وقت سے آجتک ترکوں کا اس ضروری مقام پر قبضہ ہے۔ چنانچہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا درہ دانیال کی مہم پر محض اس لئے بھیجے گئے تھے۔ کہ جس طرح بھی

پر اپنا قبضہ کرلیا تھا وہ لوگ پوری کامیابی کے ساتھ اس حصے تک پہونچ گئے تھے۔ اس جگہ سے الفنزہ کی پہاڑیاں بالکل ہی نزدیک تھیں جو بالکل ہی سامنے نظر آرہی تھیں۔ صرف یہ پہاڑیاں ہی ایک مقام ضروری تھیں کیونکہ بڑے بڑے سیاست دانوں کا یہ خیال تھا کہ جو قوم بھی الفنزہ کی پہاڑیوں پر قبضہ کرلے گی وہ ہی قسطنطنیہ پر حکومت کرنے لگے گی چنانچہ اس پر ہی قبضہ کرنے کے لئے انگریزی فوجوں نے بے حد کوشش کی اور چاہا کہ جس طرح بھی ممکن ہو الفنزہ کی پہاڑیوں پر قبضہ ہو جائے تاکہ وہ لوگ آسانی سے دارالحکومت قسطنطنیہ پر قبضہ کرسکیں۔

فریقین کی کوشش

ادھر سے انگریزی فوج الفنزہ پر قبضہ کرنے کے لئے بڑھی اور دوسری طرف سے ترکی فوج بھی اس طرف سے بڑھی ۱۲۵ بٹالین انگریزی خشکی کی جانب سے آگے بڑھی اور گیلی پولی کے جنوبی حصے پر پہنچتے ہی فوراً قابض ہوگئی اس طرح انگریزی فوجوں کا الفنزہ کے جنوبی حصے پر قبضہ ہو چکا تھا جس کے یہ معنے تھے۔ کہ اب وہ تمام گیلی پولی کے علاقے پر قبضہ کرنے ہی والے تھے۔ ایسی حالت میں اتاترک کمال پاشا نے اپنے سر و تن کی بازی لگادی اور اس معرکے میں جان تک لڑادی۔

جرمنی آفیسر اعلیٰ کو معطل کیا گیا

اس مہم میں ترکوں کے ساتھ چند جرمنی افیسران بھی موجود تھے اور خود جنرل لیمان بھی اس جگہ موجود تھے جس وقت اتاترک کمال پاشا اس جگہ پہونچے ترکی فوجوں کی حالت ناقابل بیان تھی اتاترک کی فوجیں بھی بے بسی اور بے کسی کی حالت میں اس جگہ پڑی تھی اور جو کمک غازی موصوف کو اس مقام پر بھیجی گئی وہ آگے نہ بڑھنا چاہتی تھی یا یوں کہ دوسرے لفظوں میں ان کو آگے بڑھنے سے قطعی انکار تھا۔ یہ فوجیں آفیسر اعلیٰ کی قیادت میں تھیں اتاترک کمال پاشا کو یہ دیکھ کر ازحد صدمہ اور ملال ہوا آپ نے فوراً جرمنی

کمانڈر انچیف جنرل لیمان سے تبادلہ خیال کیا اور ان کو اس آئی ہوئی کمک کی اندرونی حالت کی بابت بتایا جنرل لیمان نے جب یہ سنا کہ یہ فوج آگے بڑھنا نہیں چاہتی تو انہوں نے اسی وقت جرمنی آفیسران اعلیٰ کو معطل کرکے اس کی جگہ خود اتاترک مصطفےٰ کمال پاشا کو آفیسر اعلیٰ بنادیا اور اس فوج کی کمان آپ کے ہاتھ میں دے دی محض اس لئے کہ اس کمک سے کچھ نہ کچھ کام ضرور لیا جائے۔

گیلی پولی کی جنگ کی صورت حال

جب غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو گیلی پولی کی تمام فوجوں کا افسر اعلیٰ بنادیا گیا تھا وقت جنگ کی صورت یہ تھی کہ ترک سپاہی گہری گہری خندقوں میں چھپے بیٹھے تھے اور اپنے وطن کے بچاؤ کی کوشش کر رہے تھے دوسری طرف انگریزی فوجیں تھیں جن کی پشت و پناہ پر سامان حرب سے لدے ہوئے جنگی جہاز تھے۔ یہ سپاہ گولہ باری کر رہی تھی تمام میدان جنگ میں آگ برسا رہی تھی ہر طرف دہواں ہی دھواں نظر آرہا تھا رات کو دن بنا رکھا تھا توپوں کے گڑگڑانے کی مہلک شگاف آوازوں سے پیر فلک کا بھی قلب ہلا جاتا تھا۔ انگریزی فوجوں نے اس مقام پر اس قدر گولہ باری کی کہ جو بیان سے باہر ہے کچھ دنوں تک اس مقام پر برابر اس طرح جنگ ہوتی رہی ترکی غریب جو خندقوں میں پوشیدہ تھے وہ بھی برابر اپنے دشمنوں کو جواب دیتے رہے لیکن ان کی حالت بہت زیادہ ناگفتہ بہ تھی وہ سب کے سب تھکے ہوئے تھے اور زخموں میں چور چور ہو رہے تھے تعداد میں بھی یہ لوگ کم رہ گئے تھے۔

کمال پاشا کی تجویز

اس وقت جب کہ دونوں طرف سے لڑائی ہو رہی تھی۔ اتاترک کمال پاشا نے ترکوں کی موجودہ حالت دیکھی اور انگریزی فوج کا جوش و خروش بھی دیکھ کر یہ تجویز کیا۔ کہ جب تک انفنزہ کی پہاڑی پر سے دشمنوں کو نہ ہٹا دیا جائیگا اسوقت تک ترکی فوجوں کا سنبھالنا اور ان کا محفوظ رہنا ایک غیر ممکن بات ہے چنانچہ آپ نے بہادری سے کام لیا اور ترک سپاہ کے حوصلے بڑھائے ان کو جوش میں لائے۔

انگریزوں نے کچھ دیر تک جنگ جاری رکھنے سے اس بات کا اندازہ لگا لیا۔ کہ اس طرح گیلی پولی پر قبضہ کرنا از حد دشوار امر ہے چنانچہ وہ پیچھے ہٹ گئے تھے۔ مگر ابھی تک انفنزہ کی پہاڑیوں کے جنوبی حصے انگریزوں کے قبضے میں تھے۔ اور دشمن اونچے مقام پر موجود تھے۔ جہاں سے یہ برابر ترکی خندقوں پر گولہ باری کر رہے تھے۔ اور آگ کی بارش برسا رہے تھے محض اس بنا پہ اتاترک کمال پاشا نے اس پہاڑی کو کامل طور پر واپس لینے کا تہیہ کر لیا کیونکہ اس پر قبضہ ہونے کے سبب ترکوں کی حالت بگڑتی جا رہی تھی۔

غازی ممدوح کی حیرت انگیز خدمات

انگریزی فوجیں رات دن برابر ترکی خندقوں پر گولہ باری کر رہی تھی۔ آگ برسا رہی تھیں متواتر گولہ باری کے سبب میدان جنگ کرلی نار بنا ہوا تھا اور سرفروش ترک بے بسی کی حالت میں خندقوں میں موجود تھے قریب قریب ہر ترکی سپاہی زخمی ہو چکا تھا لیکن وہ پھر بھی بہادر تھے اس لئے وہاں جمے رہے۔ اسی وقت اتاترک کمال پاشا کو خبر

پہنچی کہ ترکی فوج اس قابل نہیں کہ وہ آگے بڑھکر دشمنوں پر حملے کرے اس کی حالت بدترین ہو چکی ہے اور نہ وہ فوج خندقوں سے باہر آنے کے لئے تیار ہے کیونکہ اس میں اتنی جان ہی نہیں جو وہ باہر آکر اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرسکے غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے جب یہ سنا تو وہ بہ نفس نفیس خود ہی ہر خندق میں تشریف لے گئے گولہ باری کی مطلق بھی پرواہ نہ کی۔
آگ کا ایک بڑا سمندر تھا جسے آپ بہ دلیری اور بے جگری سے چل کر عبور کر رہے تھے۔
چنانچہ جب آپ خندقوں کے قریب پہونچے تب اتاترک کمال پاشا نے پکار کر اپنی بلند آواز میں کہا اے ترکی کے ہونہار بھائیو وسپاہیو وطن کے جاں نثار پروانوں میں یہ جانتا ہوں کہ تم لوگوں نے کتنی بہادری سے یہ جنگ لڑی ہے اس لئے آپ سب صاحبان قابل ستائش ہیں۔
میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم سب زخمداری کے عالم میں ہو میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تمہاری پوزیشن باہر جانے کی نہیں ہے اور یہ بھی میں جانتا ہوں کہ وقت پر اپنی وطن کی خاطر اپنی آخری سانس تک جانیں بھی قربان کر سکتے ہو اے بہادرو وہونہارو تم جلدی کر رہے ہو بہت جلدی اتنی جلد بازی اچھی نہیں اس عجلت سے کوئی فائدہ نہ نکلے گا اطمینان رکھو میں خود آگے بڑھتا ہوں خوب یاد رکھو کہ اب میں خود آگے بڑھتے ہوئے دشمنوں کو نیچا دکھانے کی خاطر مجاہدانہ قدم اٹھاتا ہوں جلدی نہ کرنا اطمینان سے کام لینا۔ میری آواز پر کان دھرنا مجھے دیکھتے رہنا موقع کا انتظار کرو میں آگے جا رہا ہوں جب میں اپنا ہاتھ بلند کروں تو تم سمجھ لینا کہ وقت آن پہونچا میرا ہاتھ دیکھتے ہی فوراً باہر آجانا۔

چنانچہ اس طرح غازی مصطفےٰ کمال پاشا بذات خود ہر خندق کے پاس گئے اور پکار پکار کر ترکوں کو ہدایت کی ان کے حوصلے بڑھا دیئے۔

غازی موصوف کا حیرت انگیز استقلال

انھیں دنوں کا تذکرہ ہے جبکہ آپ ایک خندق میں جا رہے تھے اور اپنی باتوں سے تھکے ہوئے زخم خوردہ ترک سپاہیوں کے حوصلے بڑھا رہے تھے اس وقت آپ ایک خندق میں کھڑے

ہوئے تھے ہر طرف سے آپ کو ترک سپاہی گھیرے ہوئے تھے اتاترک مصطفیٰ کمال پاشا سب سے آگے تھے اور ترکوں کو نصیحت کر رہے تھے۔ اسی وقت ایک خندق میں ایک بم آکر گرا جس سے آپ ۲۵ فٹ کے فاصلے پر تھے دھماکے کی آواز سنکر ترک بھونچکا رہ گئے انہوں نے حیرت سے آپ کی جانب دیکھا آپ ابھی تک بالکل ہی مطمئن تھے استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ آپ نے اس بم کی مطلق بھی پرواہ نہ کی

دوسرا بم اسی وقت دوسرا بم صرف ۲۰ فٹ کے فاصلہ پر آکر گرا جس نے ترک سپاہیوں کو اور بھی حیرت زدہ اور ششدر کر دیا لیکن آپ نے اس وقت بھی خوف و ہراس کو اپنے دل میں جگہ نہ دی اسی اطمینان سے کھڑے رہے گویا یہاں پر بم آکر گرا ہی نہیں ہے آگ کی بارش میں بھی آپ اپنا استقلال نہ جانے دیتے تھے۔

تیسرا بم ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ ایک تیسرا بم صرف آپ سے ۱۵ فٹ کے فاصلے پر آکر گرا اس واقعہ کو دیکھکر ترکوں نے چاروں طرف سے آپ کو گھیر لیا اور کہنے لگے آپ پیچھے ہو جائیں انگریزی فوجیں بم بازی کر رہی ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو کسی قسم کا صدمہ نہ پہونچ جائے۔ اتاترک کمال پاشا نے مسکراتے ہوئے کہا اب وقت نکل گیا میں ایسی حرکت کرکے اپنے سپاہیوں کے سامنے ایک بری مثال پیش کرنا نہیں چاہتا اتاترک کمال پاشا کا یہ فقرہ سن کر ترک حیران ہو کر انگشت بدنداں رہ گئے وہ حیران تھے۔ آپ کی شجاعت پر حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے بہت سے آدمی تو اس وقت سکتے کے عالم میں رہ گئے۔ اتاترک کمال پاشا نے سگرٹ نکالی اور اسے منہ سے لگا کر سلگا لیا وہ بالکل بے فکر اور نہایت ہی مطمئن نظر آرہے تھے۔ اتفاق سے چوتھا بم اس جگہ آکر نہیں گرا شاید انگریزی فوج کسی دوسری محاذ کی جانب روانہ ہو گئی تھی۔

وقت خالد

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی حکمت عملی

اتاترک کمال پاشا نے جب ہر خندق کے پاس پہونچ پہنچ کر خود سپاہیوں سے، گفتگو کی اور ان کا حوصلہ بڑھایا تب آپ کو اس بات کا پوری طرح سے یقین ہو گیا تھا کہ ہر ترک آپ کے اشارے پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جائے گی۔

چنانچہ دوسرے دن آپ اپنی جگہ سے نکلے اور بندوق ہاتھ میں لے کر نہایت ہی بہادری سے انگریزی فوجوں کی جانب بڑھ گئے۔

بہادر ترک سپاہی خندقوں میں سے اپنے اس قائد اعظم کی حرکت کا بغور مطالعہ کر رہے تھے انہوں نے جب کمال پاشا کو اس بہادری اور شجاعت سے دشمنوں کی جانب بڑھتے دیکھا تو وہ خود بھی جوش شجاعت سے جھومنے لگے اور خون غیرت نے جوش مارا۔ وہ آپ کی اس شاندار بہادری پر تڑپ اٹھے۔

اگرچہ اس وقت غازی کمال پاشا کسی خاص موقع کی تلاش میں دشمنوں کی جانب نہیں بڑھے تھے بلکہ آپ کا مقصد صرف یہ ہی تھا۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو ایک مرتبہ گیلی پولی کی پہاڑیوں پر ترکوں کو خندقوں میں سے نکال کر انگریزی فوج سے ٹکرا دیا جائے چنانچہ اسی حکمت عملی کو آپ نے اپنے دماغ میں جگہ دی تھی اور آپ کو اس جھڑپ کے ہو جانے سے یقین تھا کہ بہادر ترک ضرور خندقوں سے باہر آتے ہی دشمنوں کو چھپا کر دیں گے۔ کیونکہ وہ بھی زخم خوردہ شیروں کی طرح وہاں پڑے ہوئے تھے اور انتہا سے زیادہ تنگ آچکے تھے اس لئے اتاترک کمال پاشا کو پورا یقین تھا کہ ایسی حالت میں ترک بھوکے شیروں کی طرح اپنے دشمنوں پر حملہ کر دیں گے اور ان کو اپنی نہ جانے والی گولیوں کا نشانہ بنا دیں گے۔

چنانچہ جب آپ دشمنوں کے قریب پہونچ گئے۔ تو آپ نے اپنا داہنا ہاتھ بلند کر دیا
جس کا مطلب محض یہ تھا کہ موقع آگیا ہے۔ تم نکل آؤ۔
ترک سپاہیوں کی نگاہیں اس کی جانب لگی ہوئی تھیں انہوں نے جب اپنے
اپنے بہادر افسر اعلیٰ کا اشارہ پایا تو تو فوراً ہی یہ خیال کرکے کہ ان کے قائد اعظم نے
موقع دیکھتے ہوئے طلب کیا ہے وہ خندقوں میں سے گرجتے ہوئے شیروں کی طرح سے
بلبلا کر کھڑے ہوئے سب کے ہاتھوں میں بھری ہوئی بندوقیں اور رائفلیں تھیں آن
کی آن میں دشمنوں کے سر پر گھٹائے مہیب بن کر چھا گئے۔
ان کے پہنچتے ہی اتاترک کو اپنی کامیابی کی از حد خوشی ہوئی کیونکہ آپ صرف ترک
سپاہیوں کو خندقوں سے باہر نکال لانا چاہتے تھے۔ اور انہوں نے باہر نکلنے سے جرمن جنرل
اعلیٰ سے انکار کر دیا تھا۔ چنانچہ کمال پاشا کی اس شاندار حکمت عملی نے بہادر ترکوں پر جادو
کا اثر کیا اور ان کو تازہ دم سپاہیوں کی طرح میدان جنگ سے وقت لا کر کھڑا کر دیا ان
کے وہاں پہونچتے ہی کمال پاشا نے اپنی گونجتی ہوئی آواز میں ان سب سے آگے بڑھتے ہوئے کہا
بہادرو دیکھتے کیا ہو دشمن عاجز آچکے ہیں سب کے سب تم لوگوں کے رحم پر ہیں۔
دیکھنا کوئی زندہ نکل کر جانے نہ پائے سب کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنا دو اور ان لوگوں
کو دکھا دو کہ ترک قوم ابھی زندہ ہے اور وہ اپنے وطن کی ایک انچ زمین بھی خون
کے دریا بہائے بغیر دوسری قوم کو دنیا کبھی بھی گوارا نہ کرے گا۔
بہادر ترک کمال پاشا کی اس تقریر نے آگ پر تیل کا اثر کیا۔ ترک تو پہلے ہی سے
سے تیار تھے دلیرانہ اقدام کیا اور ان کے سروں پر پہونچ کر گولیوں کا مینہ برسا دیا۔
انگریزی فوج اس ناگہانی بلا کر دیکھ کر گھبرا گئی ان لوگوں کو اس بات کا احساس
بھی نہ تھا۔ ترک ان کے سامنے آکر اس طرح مقابلہ کرنے نکلیں گے۔
ترکی سپاہیوں نے اس تجربہ کاری سے گولیاں برسائیں کہ انگریزی فوج میں

ہل چل مچ گئی اور لاتعداد سپاہی فریق ثانی کے اس معرکے میں کام آئے۔

ترکوں نے جو جنگ کا یہ رنگ دیکھا اور اپنے دشمنوں کو قتل ہو کر گرتے ہوئے دیکھا تو ان کے حوصلے اور بھی بڑھ گئے بس پھر کیا تھا [illegible] پڑ گیا تھا شیر ہو گئے اور دور تک [illegible] انگریزی فوجوں کو پسپا کر کے گیلی پولی [illegible] کے اس حصہ پر بھی اپنا قبضہ کر لیا تھا جو کچھ دنوں سے ان کے دشمن قابض [illegible] ترکوں نے اپنے [illegible] زبردست شکست دی اور ان کو [illegible] وہ کسی طرح بھی گیلی پولی پر قبضہ میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

فتح کے بعد

گیلی پولی کی فتح کے بعد [illegible] دشمنوں کو اس جگہ سے [illegible] حالت درست ہو گئی اور [illegible] نے اطمینان کا سانس لے کر [illegible] متعلق [illegible]

اس فتح کے باعث مرحوم اتاترک [illegible] اور جرمنی آفیسران نے آپ کی اس تجربہ کاری کے سامنے اپنے سر جھکا دیے کیونکہ کسی کو بھی یقین نہ تھا کہ اس معرکے میں ترک کامیابی حاصل کر سکیں گے گیلی پولی ایک مضبوط مقام تھا۔ جس پر کمال پاشا کی وجہ سے ترکوں نے اپنا قبضہ کر کے اپنی گری ہوئی حالت سنبھالی اور ادھر ادھر پھرنے کے قابل ہو گئے ورنہ خندقوں میں تو یہ لوگ محصورین کی صورت میں تھے۔ اور ان سے باہر آتے ہوئے ان کو خطرہ محسوس ہوتا تھا۔ اس بات کا سبب محض یہ تھا کہ انگریزی فوج پہاڑی کے ایک حصہ پر قبضہ کر چکی تھی۔ جہاں سے وہ لوگ بم وغیرہ آسانی سے پھینک سکتے تھے۔

قدرت خداوندی کا مظاہرہ

پوری فتح حاصل کرنے کے بعد اتاترک مصطفیٰ کمال پاشا جرمنی جنرل لیمان ساندرس کے سامنے اس فتح کی تفصیل سنا رہے تھے جو اس وقت اس جگہ موجود تھے۔ اچانک ایک جانب سے فائر ہوا گولی غازی ممدوح کی کلائی کی گھڑی پر لگی جو چکنا چور ہو کر گر پڑی آپ نہایت اطمینان سے جس

طرح کھڑے ہوئے فتح کی تفصیل سناتے رہے برابر سناتے رہے اور اس واقع کا آپ کے دل پر ذرہ برابر بھی اثر نہ ہوا خدا کی قدرت دیکھیے کہ گولی کلائی کی گھڑی پر لگی اسے توڑ دیا لیکن آپ کو اس گولی نے کسی قسم کا بھی نقصان نہیں پہونچایا اب یہ خدا کی قدرت کا مظاہرہ نہیں تھا تو اور کیا تھا اس جگہ اور بھی ترک سپاہی تھے جو آپ کا اس قسم کا استقلال دیکھکر حیران رہ گئے ان میں سے ایک ترک سپاہی نے عقیدت مندی سے آپ کی ٹوٹی ہوئی گھڑی اٹھا کر پیش کی جنرل لیمان سانڈرس بھی اس واقعہ پر عش عش کر اٹھا اس نے فرط مسرت سے اپنی کلائی کی گھڑی کھول کر مصطفیٰ کمال پاشا کی کلائی پر اپنے ہی ہاتھ سے باندھ دی آج تک وہ ٹوٹی ہوئی گھڑی عجائب خانہ میں محفوظ ہے۔

جنگِ عظیم

ایک عرصہ تک یہ خونریز جنگ جاری رہی جس میں ترکوں نے ہر محاذ پر اپنی خودداری غیرت قومی اور سرفروشی کے جوہر دکھائے شروع شروع میں ہر شخص کا یہی خیال تھا۔ کہ اس لڑائی میں جرمنی تمام دنیا کو فتح کرے گا کوئی بھی اس پر غالب نہ آسکے گا۔ لیکن خدا کو یہ بات منظور نہ تھی آغاز میں تو جرمنی کا پلہ بھاری رہا اور اس نے ایک ہی گولے میں بلجیم کے اس مضبوط اور مستحکم قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ جس پر اہل یورپ کو بہت بھروسہ تھا اور یہ خیال تھا کہ بلجیم کا قلعہ زبردست کوششوں کے باوجود بھی فتح نہ ہو سکے گا۔

جیسا تحادی میدان جنگ میں آگئے اور ہر طرف سے دباؤ پڑنے لگا اس وقت دو چار قسم کی کمزوریوں کے باعث جرمنی کو شکست ہوگئی۔ جس کے سبب ترکی کو زبردست

ترکی کو زبردست نقصان اُٹھانا پڑا اور اس کی رہی سہی قوت بھی جرمنی کی اس شکست سے بالکل فنا ہوگئی اور تمام کو بھی باقی نہ رہے جس کا ترکوں کو ازحد ملال اور افسوس ہوا لیکن وہ مجبور تھے اس میں ان کی خطا بھی کیا تھی جنگ کا جو انجام قدرت کو منظور تھا وہ ہی ہوا۔

غازی "انور" پاشا کا ترکِ وطن

اس شکست کی وجہ سے جنرل لیمان سانڈرس اور غازی انور پاشا ترکی سے چلے گئے غازی انور پاشا کے چلے جانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔ کہ ترکوں نے محض ان کے کہنے پر جرمنی کا ساتھ دیا ورنہ کمال پاشا تو ان کا ساتھ دینے سے پہلے ہی ناراض تھے اور وہ خلاف بھی تھے انور پاشا کو اس بات کا ازحد احساس ہوا ان کی وجہ سے ترکوں نے جرمنی کا ساتھ دیا جس کے سبب ان کو اس جنگ میں ایک نقصانِ عظیم اٹھانا پڑا

آپ کی غیرت نے شکست کے بعد ترکی میں رہنا گوارہ نہ کیا دوسرے آپ کو ایک اس بات کا بھی احساس تھا کہ آپ نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے مشورے پر عمل کیوں نہیں کیا۔ اگر وہ اس پر غور کر لیتے اور کچھ دیر بھی مصطفےٰ کمال پاشا کے ساتھ تبادلہ خیالات کر لیتے تو اتا ترک ضرور انور پاشا کا خیال بدل دیتے اور ترکوں کو ہرگز ہرگز جرمنی کے ساتھ شریک ہو کر اس جنگ عظیم میں حصہ نہ لینے دیتے۔ لیکن اب کیا ... ہو سکتا تھا تیر کمان سے نکل کر جا چکا تھا مجبوراً انور پاشا کو اپنے عزیز وطن ترکی کو الوداع کہنا پڑا۔

"انور" پاشا کے بعد "مصطفےٰ کمال" پاشا

جب غازی انور پاشا ترکی سے چلے گئے تو ان کی جگہ خالی ہوگئی ساتھ ہی ساتھ جرمنی کی شکست کے بعد جنرل لیمان سانڈرس بھی ترکی سے اپنے وطن جرمن کی طرف تشریف لے گئے اس طرح ان کی جگہ بھی خالی ہوگئی۔ ترکوں نے مشورہ کرنے کے بعد جنرل

لیمان سانڈرس کی جگہ مصطفےٰ کمال پاشا کو اپنا افسر اعلیٰ تسلیم کر کے ان کو اپنی تمام فوجوں کا
کمانڈر انچیف مقرر کر دیا اس طرح غازی مصطفےٰ کمال پاشا ترکی کے سبب سے
بڑے جنگی افسر بنا دئے گئے افسوس اگر کاش جرمنی افسران غازی
کمال پاشا کے مشورے پر عمل کرتے اور ان سے اختلاف نہ کرتے تو ترکوں کو کبھی
بھی اتنی ناکامی نصیب نہ ہوتی بار ہا غازی ممدوح نے جرمنی آفیسران سے اختلاف
کیا ان کی کارروائیوں کو غلط بتایا لیکن انہوں نے نہ مانا جس کا نتیجہ یہی ہوا کہ ان کو خود
ہی شکست عظیم تسلیم کرنی پڑی ہمارا خیال ہے کہ اگر شروع ہی سے اس شیر بیشۂ
شجاعت کو فوج کے کلی اختیارات دے دئے جاتے تو یہ ترکی تو یہ ترکی کے حق میں
بے حد مفید ثابت ہوتا ۔

شکست کے بعد

جب اتحادیوں نے ترکوں کو مجبور کر کے سلطان اپنا آلہ کار بنا کر ظالم یونانیوں
کو ترکی میں جبراً ترکوں کی مرضی کے خلاف داخل کرا کر ان کو سمرنا میں جگہ دے کر
ان کا قبضہ کرا دیا۔ تو اس وقت ترکوں کی کیا حالت ہوئی اور ان کو کس قسم کا نقصان
اٹھانا پڑا وہ سب ذیل کے اشعاروں سے ثابت ہو سکتا ہے۔

چند اشعار المیہ

اے مسلم خوابیدہ اٹھ اور سوئے سماں دیکھ
چھائی ہے یہ کیوں مطلع دین پہ گھٹا دیکھ
جا دیکھ سمرنا میں یتیموں کا تڑپنا
انگورہ میں بہتا ہوا خون شہدا دیکھ

مظلوم خواتین کے سُن نالۂ و شیون
بیرحمی سے کٹتا ہوا بچوں کا گلا دیکھ
پہچان کہ سر کس کے ہیں نیزوں کی انی پر
کس کا ہے گلا آج تہ تیغ جفا دیکھ

ترکوں کی اس مظلومیت میں کمال پاشا نے ان کی قیادت کی اور ضبط شدہ آزادی جو اس شکست کے بعد ان سے چھین لی گئی تھی۔ وہ جس طرح حاصل کی گئی باقی اوراق میں آپ دیکھیں گے۔

حصّہ ثانی

اتحادیوں کے تسلط کے بعد جدید ترکی کا قیام

کھوئی ہوئی آزادی کسطرح حاصل کیگئی

سلطانی حکومتوں کا خاتمہ

جمہوریۂ ترکیہ کا سنگ بنیاد

یونانی مظالم کا خونریز واقعہ

ترکانِ احرار کی حیرت انگیز قربانیاں

آزادی کے نام پر

تن۔ من۔ دھن۔ سب کچھہ قربان کردینیوالے غازیان اسلام

شمشیر بکف   کفن بردوش   میدان جنگمیں

اتاترک

مصطفےٰ کمال پاشا کے زریں کارنامہ

ترکی کا

جہادِ آزادی

جب جرمنی شکست تسلیم کر چکا تب اتحادیوں نے ایک اور چال چلی انہوں نے سلطان ترکی کو جو ان دنوں ان کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنا ہوا تھا ترکی میں داخل ہونے کی اجازت حاصل کی۔

اتاترک مصطفےٰ کمال پاشا وغیرہ نے اس کے خلاف اپنی آواز بلند کی مگر کون سنتا تھا سلطان نے ان لوگوں کو اجازت دے دی کمال پاشا نے کہا بزرگوں کی عظمت و جلال اور ان کے خون سے بنائی ہوئی اس عظیم الشان سلطنت کو لڑے بغیر اتحادیوں کے ہاتھ میں سونپ دیا زبردست غلطی ہے جب درہ دانیال کی جانب سے خود قسطنطنیہ کا مشہور فاتح اعظم سلطان محمد ثانی ہی اس علاقے کو فتح نہیں کر سکا تھا تو ان کی کیا مجال ہے جو ہمارے علاقہ پر قابض ہو سکیں۔ یہ سچ ہے کہ جرمنی کی شکست ترکوں کی شکست ہے لیکن ابھی ترک اس قابل ہیں کہ وہ اپنے وطن کی حفاظت کر سکیں ان کو اپنے دشمنوں سے بچا سکیں اور آپ نے یہ بھی کہا کہ اگر اتحادی تمام عمر بھی قسطنطنیہ کو حاصل کرنے کے لئے جنگ کرتے رہیں گے تو یہ لوگ قیامت تک اپنے

مقصد میں کامیاب نہ ہوسکیں گے۔

سلطان پر انہوں نے جال پھیلا دیا تھا اس لئے اتاترک کمال پاشا کے اس مشورے پر عمل نہ کیا گیا وہ لوگ جو جنگ کے موقع پر اس کو حاصل کرنے کی بنا پر اپنی ہار مان چکے تھے۔ اس موقع پر بے مقابلہ ملک کے اندرونی حصہ میں داخل ہوتے ہی ترک کے تاریخی دارالخلافہ پر اپنا قبضہ جمالیا۔ سلطان نے ان کے اشارے پر ترکی شیروں کو اس بات کا حکم دے دیا کہ وہ بے قیل وقال اپنے اپنے ہتھیار واپس دے دیں سلطان کے اس حکم سے ملک کے طول و عرض میں ایک قسم کی سنسنی پھیل گئی مجبوراً ان کو سامان حرب کو اتحادیوں کے سپرد کر دینا پڑا اس طرح ان لوگوں نے ترکی کو بالکل ہی بے دست و پا کر دیا۔ اور ان سے زبردستی ان کی مرضی کے خلاف ان کی آزادی چھین لی۔

ترکی اقتدار کا خاتمہ

جب اتحادی افواج نے قسطنطنیہ پر قبضہ کرلیا اور ترکی اقتدار کا خاتمہ ہو گیا تو ہر شخص رنجیدہ اور مایوس نظر آنے لگا ہر ترک کے چہرے سے حزن وملال ٹپکنے لگا ہر طرف غم والم کی گھٹا چھا گئی ملک کے طول و عرض سے یاس و ناامیدی کے آثار نمایاں ہونے لگے ترکی کے لئے یہ زمانہ انتہائی منحوس اور ناقابل برداشت تھا ایسی حالت میں بھی ترکوں نے اپنا ایثار ہاتھ سے نہ جانے دیا اور نہایت ہی امن سے ان لوگوں نے سلطانی حکم کے مطابق اپنے ہتھیار اتحادیوں کے سامنے ڈال دئے اس ناگہانی مصیبت نے لوگوں کو کمزور اور خوف زدہ بنا دیا ہر لیڈر پریشان نظر آنے لگا ہر جماعت میں اخلاقی انتشار اور اضطراب پیدا ہو گیا۔

اتاترک کمال پاشا دارالحکومت

ان دنوں غازی موصوف حلب چھوڑکر قسطنطنیہ میں آئے ہوئے تھے۔ جو ترکوں کو ایسی حالت میں دیکھا تو سینہ شق ہو گیا آنکھوں سے آنسو نکل پڑے ترکی کے ہاتھ سے نکل جانے کا از حد قلق ہوا آپ نے سمجھ لیا کہ یہ ایک غلامی کی زنجیر ہے جو سلطان نے خود ہی ان کے پیر میں

میں ڈال دی ہے۔

سلطان سے ملاقات غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے ترکی سلطان سے ملاقات کی اور تبادلہ خیالات کی بنا پر آپ نے ان سے دو چار سوال کئے۔ اتحادی قبضہ کے خلاف ناراضگی ظاہر کی چونکہ سلطان ان کے اثر میں تھا اس لئے آپ کو کہہ دیا گیا کہ جو فیصلہ ہو چکا ہے اس کے مطابق ترکوں کو عمل کرنا چاہیئے کمال پاشا کو سخت ملال ہوا

مصطفیٰ کمال پاشا کے احساسات اس کے بعد جب کمال پاشا نے ترکوں کی روح فرسا مظاہرے دیکھے تو آپ تڑپ کے بیچین ہو گئے آپ نے عزم مصمم کر لیا کہ جب تک خود ہی آزادی حاصل نہ کی جائے گی آرام نہ کیا جائے گا چنانچہ آپ نے کچھ عرصہ کے لئے خاموش زندگی اختیار کر لی۔ آپ بالکل چپ چاپ رہا کرتے تھے کسی سے نہ بولتے تھے گھنٹوں آزادی حاصل کرنے کے لئے غور کیا کرتے تھے۔

ترقی کا مستقبل بہت زیادہ غور کرنے کے بعد مرد ترکی کے اس مسیحا نے اس کے مستقبل کے لئے ایک نقشہ بنایا اور ایک عجیب طریق پر کام شروع کرنے کا ارادہ کر لیا آپ کو یقین تھا کہ جو کام آپ شروع کریں گے اس میں ضرور کامیابی ہوگی کیونکہ قدرت ہمیشہ حق کا ساتھ دیتی ہے اور آپ حق پر تھے۔

لائحہ عمل آپ نے اپنے دماغ میں یہ نقشہ بٹھا لیا کہ قسطنطنیہ چھوڑ کر اناطولیہ میں اپنا کام شروع کرنا چاہیئے وہ اس طرح کہ وہاں جو بے شمار جماعتیں مدافعت ملی کے نام پر قائم ہیں کسی طرح ان تمام جماعتوں کو ایک کر کے یعنے تمام ترکوں کو ایک پلیٹ فارم پر کھڑا کر کے ایک نہایت ہی مضبوط اور طاقتور جماعت قائم کی جائے اس کے بعد ترکی فوج کو استقلال ملی کی سعی کے لئے کام میں کیا جائے اس سے اچھی عمدہ ترکیب آپ کے دماغ میں نہیں آئی آپ کا خیال بالکل درست تھا اور جو نقشہ آپ

نے بنایا تھا اس موقع پر اور ایسی صورت میں اس سے عمدہ اور مفید ترین تیار ہونا غیر ممکن تھا۔

اناطولیہ میں در اصل بہت سی جماعتیں قائم تھیں لیکن وہ سب علیحدہ علیحدہ تھیں جو تسبیح کے دانوں کی طرح بکھری پڑی تھیں آپ نے ان سب کو ایک کر کے ایک ہار بنانا چاہا تاکہ سب مل کر ایک بڑی جماعت میں شریک ہو جائیں آپ جانتے تھے اس بڑی جماعت سے بہت بڑا کام لیا جا سکتا ہے چونکہ وہ مدافعت ملی کے لئے قائم تھیں اس لئے آپ نے استقلال ملی کی سعی کے لئے ان سے کام لینا چاہا اسی میں ترکی کی آزادی پوشیدہ تھی۔

عملی کارروائی۔ آتا ترک مصطفےٰ کمال پاشا دنیا میں سب سے پہلے شخص جنہوں نے آزادی اور اس کے حصول پر عملی کارروائی کا نہایت ہی شاندار آغاز کیا اس سے قبل اس کی عملی کارروائی تاریخ میں کسی جگہ بھی دیکھنے میں نہیں آئی آپ کئی مرتبہ خود بھی سلطان المعظم سے ملے اور اس معاملہ پر بہت دیر تک گفت و شنید ہوئی لیکن ان ملاقاتوں سے کسی خاص قسم کا فائدہ نہ نکلا

جلسے اور تقریریں سلطان المعظم سے مل لینے کے بعد آپ ملک کے مشہور اور بڑے بڑے لیڈروں سے ملے ان کو مشورے دئے تبادلہ خیالات کئے علاوہ ازیں عام جلسوں میں آزادی کے موضوع پر زبردست اور دل ملا دینے والی تقریریں کیں۔

انگریز آفیسر اور اتحادی جاسوسوں کی نگاہیں آپ پر لگی ہوئی تھیں چنانچہ اتحادیوں کی جانب سے فوراً سلطان المعظم کی خدمت میں رپورٹ کی گئی اور بتایا گیا کہ کمال پاشا لوگوں کو بغاوت پر آمادہ کر رہا ہے۔

نتیجہ حکم ان رپورٹوں کا بھی آپ پر کچھ اثر نہ ہوا اور جو کام آپ نے شروع کیا تھا

اسے برابر جاری رکھا۔

اتحادی آپ کو رشک بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے اور آپ ان کی آنکھ میں ایک خارِ مغیلاں کی طرح کھٹک رہے تھے۔ اتحادیوں نے انھیں دنوں میں سلطان المعظم کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ کمال پاشا کو اس جگہ سے نکال کر جلا وطن کر دیں۔ تاکہ ابھرنے والا فتنہ کسی طرح ابھی دبا رہے۔ ہم پہلے بھی دیکھ آئے ہیں کہ باب عالی اتحادی حکومت کے ہر اشارے پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو جاتے تھے اس لئے ان کے اس حکم پر بھی عمل کیا سلطان نے غازی کمال پاشا کو حکم بھیج دیا کہ آپ

انسپکٹر جنرل کا عہدہ لے کر مغربی علاقہ (اناطولیہ) چلے جائیں اور ترکی سپاہیوں سے ان کے ہتھیار چھین لیں۔ انسپکٹر جنرل ترکی میں ایک بہت بڑا عہدہ خیال کیا جاتا ہے

چنانچہ آپ نے باب عالی کے اس حکم پر عمل کیا اور حقیقت میں آپ جانتے بھی تھے۔ کہ کسی طرح اناطولیہ پہونچ کر جلدی سے جلدی اپنی عملی کاروائی کا کام اس جگہ سے شروع کر دیں۔ تاکہ ترکی کی ضبط شدہ آزادی دوبارہ حاصل کر لی جائے۔

انڈیا میں سب سے پہلی خبر

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے متعلق سب سے پہلی خبر ریوٹر ایجنسی کے ذریعہ قسطنطنیہ سے ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۹ء میں آئی جس میں آپ کے متعلق ذیل کی چند سطور مرقوم تھیں۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا نامی ایک فوجی آفیسر اس قومی تحریک کے بانی ہیں آپ کی وجہ سے یہ تحریک ترکی میں ظاہر ہوئی ہے آپ ایک مشہور سیاسی لیڈر ہیں آپ ہی نے داماد فرید پاشا کی وزارت عظمیٰ

کو استعفا دینے پر مجبور کر دیا ہے اس وزارت کے بعد آپ نے ایک
قومی وزارت مرتب کر لی ہے۔

موجودہ تحریک کا اصل مقصد روایات اسلامی کو زندہ رکھنا اور ترکی
کے جاہ و جلال کو محض برقرار رکھنا ہے۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا ایک سچے حریت
پسند مسلمان ہیں اور وہ کسی یورپین حکومت کی سربراہی کے سخت مخالف ہیں۔
اس سے قبل ہندوستان میں غازی مصطفےٰ کمال پاشا کا نام پہلے کبھی نہیں سنا سُنا
گیا تھا۔

اتحادی قبضے کے بعد نئی آفت

جب اتحادی ترکی میں اپنے پاؤں نہایت ہی مضبوطی سے جما چکے تب انہوں نے
اپنے دل کی آرزو اور اُمیدوں کو کامیاب بنانے کے لئے نئی چال چلی۔ وہ لوگ
بہادر ترکوں سے اپنی عداوت کا انتقام لینا چاہتے ہیں۔

سمرنا ترکی کا ایک مشہور علاقہ ہے جہاں ترکوں کے علاوہ یونانی آباد ہیں۔
اتحادیوں نے ملک معظم سے کہا چونکہ سمرنا میں یونانیوں کی تعداد زیادہ ہے اس
لئے اس شہر پر سے ترکی کا قبضہ ہٹا کر یونان کو قبضہ کر لینے دیا جائے ملک معظم تو صرف
اتحادیوں کی ہاں میں ہاں ملانا جانتے تھے۔ چنانچہ آپ نے اسی وقت منظور کر لیا۔
اتحادیوں نے مظالم اور سنگدل یونانیوں کو سمرنا میں داخل ہونے کی اجازت دے
دی۔ ترکوں نے جب یہ روح فرسا خبر سنی تو سب کو بہت ملال ہوا یونان ایک چھوٹی
سی سلطنت ہے جس کی بڑی سلطنتوں میں کچھ بھی عزت و وقعت نہیں جو ہمیشہ ترکوں
کے سامنے اپنا سر جھکاتی رہی ہے جو باب عالی کے قدم بوس ہوتی رہی ہے۔ ترکوں
نے اُس نئی مصیبت کو بھی بڑی بہادری سے برداشت کیا اور سُلطان المعظم کے حکم

کے مطابق نہایت ہی اطمینان سے ان کو قبضہ کر لینے دیا۔
یونانی ترکوں سے پہلے ہی جلے بیٹھے تھے اور وہ امید سے زیادہ ناراض تھے
چنانچہ ان کے لئے انتقام لینے کا یہ نہایت ہی لاجواب موقعہ تھا۔ اس لئے انہوں
نے جو مظالم ڈھائے ہیں وہ

سمرنا میں یونانی مظالم

سے اقتباس کر کے اس جگہ پیش کئے گئے ہیں تاکہ عوام اس بات کا اندازہ لگا لیں کہ
اس وقت جب کہ مصطفےٰ کمال پاشا نے خود کو قائد وطن کی خدمت میں پیش کیا۔
ملک اور قوم کی کیا حالت تھی۔ اور ترک کیسی کیسی مصیبتوں اور تکلیفوں میں پھنسے
ہوئے تھے یونانی مظالم کی داستان سے اتاترک کمال پاشا کی قابلیت اور شجاعت کا
پتہ چل جائے گا۔ کیونکہ ایسی گری ہوئی حالت میں قوم کو ایک فاتح بنانا اور ملک
کی آزادی کو ایسی حالت میں حاصل کر لینا تعجب تھا۔ ورنہ یونانیوں کی پشت و پناہ
پر خود اتحادی کے پردے میں اتحادی ہی کی سیاست کا زبردست کارفرما تھا۔

——)*(——

اہلِ یونان کے روح فرسا مظالم کا دردناک مرقع

سمرنا میں یونانی مظالم

اتاترک کمال پاشا نے کیسی مصیبت سے اپنی قوم اور وطن کو بچایا

ولایت سمرنا بحر چین کے کنارے ایسائے کوچک کی ایک ولایت ہے جو اپنی سرسبزی وشادابی کے لحاظ سے ایک باغ ہے اور اپنی تجارتی خوش حالی کی وجہ سے دولت کا خزانہ اس کو قدرت نے بہتر جائے وقوع عطا فرمائی ہے کہ وہ ایشائے کوچک کے زندگی کے لئے بمنزلہ دل کے ہے ترک اگرچہ اس کو اپنے وطن عزیز کا ایک قیمتی علاقہ اور اپنے بزرگوں کی ہڈیوں کا مدفن ہونے کی وجہ سے ہمیشہ سے عزیز رکھتے ہیں۔ مگر جب سے مسیحت کے علمبرداروں نے ان کی سلطنت کو قطع برید کرنا شروع کیا ہے اور یورپ کے اسلامی اثرات سے پاک کردینے کے لئے زبردست کوششیں عمل میں آنے لگی ہیں۔ اس وقت سے ان کو اپنے وطن کے اس تجارتی ہرگز کی زیادہ قدر ہو گئی۔ مگر افسوس کہ یورپین قوموں نے ابتدا سے ترکوں کو مٹانے کا تہیہ کرلیا ہے۔ اس میں وہ برابر کامیاب ہو رہی ہیں کہ انہوں نے اب اس قوم کو صرف یورپ ہی سے نکال دیا ہے۔ اور نہ صرف ایشیا ہی کے مقبوضات اس سے چھین لئے ہیں بلکہ اسے اپنے وطن میں بھی چین سے نہیں بیٹھنے دیتیں اور سمرنا کو اس کے تاریخی ربوتانی، سے پامال کرا رہی ہیں۔ جس قوم کو یورپ

ے نکلنا پڑا ہو جس سے عراق و شام چھین لئے گئے ہوں جس کو آرمینا سے بے دخل کر دیا
گیا ہو اور جو ایشیائے کوچک کے ایک محدود رقبہ میں سب طرف سے سمٹ کر بند کر دی
گئی ہو اس سے سمرنا کو چھین لینا اس کو ہلاکت کے گڑھے میں پھینک دینا نہیں تو اور
کیا ہے ہندوستان سے اگر بمبئی کلکتہ اور کراچی علیحدہ علیحدہ کر کے جاپان کو دے دیا جائے
تو اندازہ کرو کہ اس ملک کی اقتصادی حالت کس درجہ گر جائے گی؟ مصر سے اگر اسکندریہ
سے چھین کر یونان کے حوالے کر دیا جائے بتاؤ کہ اس کی مالی حالت پر کتنا برا اثر پڑے گا
اٹلی سے اگر نیپلز اور وینس سے لے کر آسٹریا سے ملحق کر دئے جائیں تو غور کرو کہ اس کی
خوش حالی کے لئے یہ کیسا زبردست خطرہ ہوگا بس ایک معمولی سمجھ والے انسان کے لئے
یہ سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں کہ ترکوں سے سمرنا چھین لینے سے مقصود سوائے اس کے اور
کچھ بھی نہیں کہ اس بدنصیب قوم پہ ترقی کا دروازہ بند کر دیا جائے اور اس کو ذلیل
اور پامال کرنے کے لئے عین اس کے سر پر ایک حقیر دشمن مسلط ہے اس شدید ظلم کو حق
بجانب ثابت کرنے کے لئے دعوے کیا جا رہا ہے کہ سمرنا در اصل یونان کے سابق وزیر اعظم
موسیو وینز ویلوس نے سنہ ۲۰ء ۱۸ جون کو ڈیلی ٹیلی گراف میں لکھا تھا کہ سرزمین سمرنا
کی رو سے یونان کے فوجی قبضے میں دی گئی ہے وہ صرف   سمرنا پر مشتمل کی گئی بلکہ
اس میں نیسہ۔ قصابہ۔ ایوالیق۔ آئی حصار کا ایک حصہ اور بالکیر کے ضلع قم کا ایک
حصہ بھی شامل ہے اور ان علاقوں کی کل آبادی ۹ لاکھ پچاس ہزار ہے ان میں تین
لاکھ ایک ہزار سے کم مسلمان۔ ۵ لاکھ پچاس ہزار یونانی بیس ہزار یونانی پندرہ ہزار
یمن اور پچاس ہزار یورپین ہیں۔ اس لحاظ سے ترکی آبادی کل آبادی کا مشکل سے
تیسرا حصہ ہے ان اعداد و شمار کی صحت میں ترکوں کو تامل ہے مگر امریکن ذرائع سے جو
اعداد حاصل ہوئے ہیں اور جو مجلس صلح میں پیش کئے گئے ہیں۔ وہ ان کو تسلیم کرتے
ہیں۔ اس تحریر کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یونان کا دعوے سمرنا پر صرف یہ ہے

کہ اس ولایت کی آبادی میں یونانیوں کو اکثریت حاصل ہے۔ اب اس دعوے کی صدق و کذب کو جانچنے کے لئے ہم کو مردم شماریوں کے نتائج سے گواہی طلب کرنی چاہیئے۔

اناطولیہ میں اب موسم سرما اپنی برف باریوں کے ساتھ شروع ہو چکا ہے جہاں تقریباً دو لاکھ مسلمان ہیں جنھیں سمرنا سے یونانیوں کے مظالم نے جلا وطن کر دیا ہے وہ صحراؤں وادیوں اور سڑکوں پر پڑے ہوئے ہیں۔ اپنی ہر چیز سے محروم کر دئے گئے ہیں اب نہ ان کے پاس مکان ہیں نہ انھیں کپڑے میسر ہیں اور ان کے لئے غذا اور دوا کا کوئی سامان ہے گھروں سے محروم ہو چکے ہیں اور جب تک سمرنا پر یونانی قابض ہیں وہ ایسے ہی رہیں گے۔

دولتیں لٹ چکی ہیں اور اگر یونانی ان پر مسلط ہیں تو وہ کبھی ان کے مالک نہ ہو سکیں گے۔ پھر اب کس طرح ان غریبوں کو جاڑے کی سختیوں سے محفوظ رکھا جائے آغاز شدائد سے اب تک یہ بدنصیب کرنل انڈرسن اور جنرل میں اتحادی فوج کے سرداروں کے پاس کئی وفود اور سینکڑوں عرضداشتیں بھیج چکے ہیں مگر بے اثر یونانیوں کے شعبۂ تبلیغ واشاعت نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ خود مسلمان ترکی حکومت سے بیزار ہو کر یونانی حکومت کے زیر اثر رہنا۔

چاہتے ہیں اور اتحادی ارباب ریاست ان کی ان جھوٹی اشاعتوں کو حق سمجھ کر ایمان لے آتے ہیں۔ حالانکہ ان کا کذب ایسا ہی روشن ہے جیسا نصف النہار پر آفتاب روشن ہوتا ہے اپنے جبر و ظلم کو غیر قوموں پر مسلط کرنے کے لئے یونانی جس قوم کے تلمیذی واقعات پیش کر کے دنیا کو دھوکا دینا چاہتے ہیں ان میں سے آج تک ایک بھی سچا ثابت نہیں ہوا مثلاً ایک دفعہ تمام یونانی اخبارات نے یونانی حکومت کی مذمت میں ایک اعلان شائع کر دیا۔ جو شخص مفتی ایدان کے نام سے تھا حالانکہ مفتی ایدان کا نام شفیق بے نہیں جانتے آفندی ہے اور انھوں نے کبھی اس قسم کے اعلان پر دستخط نہیں کئے۔

مگر اس قسم کی حرکات عثمانی یونانیوں میں سے ایک کو بھی دھوکہ میں نہیں ڈال سکیں اور یونانی غاصب ان کوششوں میں اپنے وقت کو فضول ضائع کرتے ہیں عثمانی یونانیوں میں سے ہر ایک عثمانی ہے اور عثمانی رہنا چاہتا ہے۔ ہمارے اس بیان کے ثبوت مسٹر ہشامتھ کی رپورٹ کو پڑھ لینا کافی ہے۔ اگرچہ وہ عثمانی حکومت کے ایک معزز عہدیدار ہیں مگر انہوں نے اس وقت اس کی حمایت کی ہے جب ان پر اس کا کوئی دباؤ نہ تھا۔ بلکہ ان کو اس حمایت کی وجہ سے سخت تکلیفیں اٹھانی پڑیں صرف مسٹر ہشامتھ ہی نہیں۔ بلکہ یونانیوں کے قبضے کے بعد سے اب تک ۔۔ یہ عثمانی یونانی برہانیہ میں اور ۵۰۰ و نیزلی میں ہجرت کر کے آگئے ہیں۔ اور مسلمان مجاہدوں کی طرح وہ بھی ہر طرح کی تکلیفیں بھگت رہے ہیں

[illegible] شخص کی سمجھ میں آسکتا ہے کہ اس قدر یونانی نیوں یونانی تہذیب پر عثمانی بربریت کو ترجیح دے رہے ہیں حالانکہ یونانی تہذیب [illegible] تہذیب ہے اور ان کے ہم مذہبوں کی تہذیب اور عثمانی بربریت ۔ بربریت ہے ۔ اور مذہب والوں کی بربریت ؟ للعجب !

[illegible] پرسں نہیں سمرنا میں جس قدر اٹالین اور فرنچ وا نگریز ہیں۔ سمرنا کے انگریزی ایوان تجارت نے فیصلہ کیا ہے کہ ہے کہ اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کر کے یونانی پنجہ سے سمرنا کو چھڑانا چاہتے ۔ اسی طرح امریکن اٹالین اور فرنچ جماعتوں نے بھی ہر طرح یونانی قبضہ [illegible] کیا ہے کہ ان سب نے اپنے نمائندے بھی پیرس اور لندن بھیجے ہیں تاکہ اتحادیوں [illegible] یونانی افواج کو سمرنا سے خارج کرنے کی درخواست کریں اور ترکی کو ترکوں ہی کے لئے باقی [illegible] کوشش کریں۔ مگر سب بیکار اب تک ہر قلم کے جرائم اور ہر ممکن بدکاری کا مسلسل جاری [illegible] وہی لوٹ مار وہی قتل و غارت اور وہی ادھم کشتی ایک پر امن قبضہ کی خواہش [illegible] رہی ہے اس پر مزید یہ کہ یہ یونانی جنگل میں اف کرنا گناہ ہے اور احتجاج ایک [illegible] جمعیت امینہ کے مفتی نے اتحادی مجلس تحقیق کے ارکان کو ایک رپورٹ

یونانیوں کے مظالم کے متعلق دی تھی۔ اس جرم پر اس کی سخت بے حرمتی کی گئی ان کا گھر لوٹ لیا گیا۔ اور انہیں جلاوطن کیا گیا۔ اسی طرح وہ ہر ایک شخص کو جو اپنی شکایات پیش کرتا ہے۔ سزا دیتے ہیں۔ اور اس کی زبان کاٹ لینے کی کوشش کرتے ہیں اس عظیم الشان تہذیب اور حیرت انگیز انسانیت کے برکات کا نتیجہ ہے کہ سمرنا کے انگریز صوبہ سمرنا کے صرف مالی نقصانات کا تخمینہ ۸ کروڑ پونڈ یعنے ایک ارب بیس کروڑ روپیہ لگاتے ہیں۔ مگر یہ تخمینہ کلیۃً حقیقت پر مبنی نہیں ہے کیونکہ یونانیوں نے بہت سے واقعات کو چھپایا ہے۔ ہم مسئلہ اناطولیہ کو حل کرنے کے لئے۔ اتحادیوں سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ اتحادی مجلس التحقیق نے جو رپورٹ پیش کی ہے اسے شائع کیا جاوے اور اگر اس رپورٹ کو یونانیوں تک بھی پہونچایا گیا ہے اور ان سے ان کے متعلق جواب طلب کیا جاوے جواب طلب کرنے سے ہمارا یہ مطلب نہیں کہ ان کو صرف آئندہ احتیاط کرنے کی ہدایت کر دی جاوے بلکہ ان کو ایسا ئے کوچک سے نکل جانے کا حکم دیا جائے۔

ہماری ان کوششوں کا یونانی خواہ کتنا ہی مقابلہ کریں مگر یقیناً صداقت کو غلبہ ہو کر رہے گا۔ صداقت پرست دنیا اگرچہ اب یک سو رہی ہے مگر یقیناً وہ بیدار ہو جائے گی۔ اور اس کو اندھا بنانا یونانیوں کے بس کا کام نہ ہوگا اس زمانے میں بھی بعض لوگ جاگ رہے ہیں۔ انھیں میں سے ایک سمرنا کے ساحل پر فریخ مردڑ رو بیا کرلیسی کے افسر بھی ہیں۔ مگر شاذ آخر میں ہم با آواز بلند یہ اعلان کرتے ہیں کہ جب تک ایک ایک ترک بحرا یجین کے کنارے پر اپنی جان نہ دیگا۔ اس وقت تک یونان سمرنا میں چین سے حکومت نہیں کر سکتا۔ اور جب تک ہماری اس نزعیہ پر کشمکش جاری رہے گی اس تک دنیا میں امن و صلح کے قیام کی امید کرنا حماقت ہے۔ مجلس صلح کے نام لوزین کی مجلس عثمانی کا [illegible] اس زمانے میں جبکہ اتحادی [illegible]

سمرنا پر غور کر رہے ہیں ہم نہایت ادب سے اس کے ساتھ اپنی دلی خواہش کو جو تمام عثمانی قوم کی خواہش ہے پیش کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ جلد سے جلد یونان کے قبضہ سمرنا کو ختم کر دیا جائے جو بلا وجہ کیا گیا ہے اس قدر خونریزی اور غارت گری کا باعث ہوا ہے کہ اس پر خود اتحادی مجلس التحقیق نے اظہار نفرت و حقارت کیا ہے ترکی قوم اپنے مقدس وطن پر کسی غیر قوم کے قبضہ کو ایک منٹ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتی اگر یونانی قبضہ سمرنا پر سے نہ اٹھایا گیا تو جب تک یونانی یا غیر ملکی سپاہی حاکمانہ حیثیت سے ہمارے ملک میں مقیم ہیں اس وقت تک ہم لڑتے رہیں گے حتیٰ کہ ہم سے ایک بھی زندہ نہ رہے

سینگ کے تازہ واقعات

سینگ پر قبضہ کرتے ہی یونانیوں نے ترکی جنڈارمہ کے امیں علی بجارش احمد علی عثمان احمد اوغلو آغندی مصطفےٰ احمدی پوشنگ رجب۔ ابراہیم۔ بیرام اور حسن۔ بیرم کو قتل کر دیا۔ اور جان باغ زادہ کی خوبصورت کوٹھیوں کو آگ لگا دی اسی ہفتے انہوں نے قریہ اخودوس پر حملہ کر دیا اور حاجی مصطفےٰ کی سات سو اور قیوم مصطفےٰ کی دو سو بکریاں لے گئے محمد حاجی اوغلوی۔ موسیٰ احمدی مہاجر یولس احمد صالح اور مہاجر محمد کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد وہ میمہ دا ایک گاؤں میں گھس گئے وہاں انہوں نے جو سفاکیاں کیں ان کا ایک ادنیٰ سا واقعہ یہ ہے کہ فاطمہ خانم جو یہاں ہجرت کر کے آئی تھی۔ داہنا ستان کاٹ لیا قریہ گرمزلی میں انہوں نے اوسطا کی جوان بیٹی کو پکڑ کر بہت بری طرح مارا اس گاؤں سے وہ دو سو۔ بکریاں لوٹ لے گئے ہتھیاروں کی جستجو کے بہانے سے انہوں نے عمر لی۔ اور سورستان سینگ لی تاجر اور شاکر لی کی قیمتی قیمتی اور کارآمد چیزیں لوٹ لیں اور باشندوں کو موت کے رحم پر چھوڑ گئے۔ شہر سینگ میں انہوں نے تمام مسلمانوں کے گھر لوٹ لئے ان کی کھیتیاں جلا دیں [illegible] کو بالکل برباد کر دیا [illegible]

نے دفتر میں آگ لگادی اور تار گھر اور ڈاکخانہ کو مسمار کر دیا تمام ترک عورتوں کو بلحاظ سن وسال بے جرمتی کی گئی محلہ اشرف زادہ اجلی اور یے کر کے ۲۴۰ امکان جلا ڈالے۔ اور شہر کے چونک میں چھ مکان اور ۵۳ دوکانیں لوٹ لیں۔

انہوں نے شہر کی اکثر مسجدیں اور خانقاہیں مسمار کر دیں میں ان کے قیمتی سامان لوٹ لیے اور شیخ اسعد مفتی اسمٰعیل حنفی امام حاجی صالح اور حسنی آفندی کو گرفتار کر کے کسی نامعلوم جگہ بھیج دیا ہے۔ اینغول سے بروسہ کی طرف بھاگتے ہوئے انہوں نے کفری حصار غلیک لائن کے تمام گاؤں اور شہر جلا دیے کفری حصار میں انہوں نے کئی ہزار مردوں وعورتوں اور بچوں کو ایک مسجد میں بند کر کے آگ لگادی اور اس کے ارد گرد کھڑے ہو گئے جو غریب آگ سے نکل کر باہر نکلے ان کو گولیوں سے ہلاک کیا۔

باوجودیکہ انگورہ اور قسطنطنیہ کی حکومتیں برادران النظام اور احتجاج کر رہی ہیں اور انہوں نے بارہا اتحادیوں سے درخواست کی ہے کہ یونانی درندوں کو ان کی سفاکیوں سے روکیں مگر افسوس ہے کہ اتحادیوں کے کان اس طرف سے بہرے ہو گئے ہیں۔ یونانیوں کے وحشی مشرق میں امن قائم کرنے کے مقدس فرض کو انجام دینے کے لئے آچھوتے ہوئے ہیں جن علاقوں کو وہ ترکان احرار کی پیش قدمی سے چھوڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں ان پر توچلتے وقت ایسے ستم ڈھاتے ہیں کہ ان کا تصور نہیں کیا جاتا۔ بنی شہر آج کوئلوں کے ڈھیر کے نیچے دبا ہوا ہے دربند مار ناجیک سینور اسا غزلیک ومیرشت اور ان کے نواح قصبات اور دیہات میں اس وقت ایک بچہ بھی زندہ نہیں حتےکہ عیسائی بھی نہیں بچے اور کفری حصار اور بنی شہر کے نواح میں ۱۹ بستیاں بالکل جلا دی گئی ہیں یونانی بڑی کثرت سے مویشی لوٹ لوٹ کر یونان بھیج رہے ہیں چنانچہ اب تک ستر ہزار بکریاں اور گیارہ ہزار دو سو...

پار کر کے یونان بھیجے گئے ہیں پچھلے دنوں ہم نے سنا تھا کہ امریکہ نے ایک لاکھ گائیں
جرمنی روانہ کی ہیں۔ تاکہ جنگ کے بعد جو تباہی اس پر آئی ہے اس میں دودھ نہ
ملنے کی وجہ سے لاکھوں بچے بھوک سے مرگئے مگر آج ہزاروں معصوم بچے سمرنا میں قصداً
مارے جارہے ہیں اور کوئی ان کی خبر نہیں لیتا یہ مذہبی تعصب نہیں تو کیا ہے۔

(رازخاں غازی اور اس کے نواح کی سرگزشت) جیوی کپ میں۔۔ ۹ مسلمانوں
کو ایک مسجد میں بند کر کے جلا دیا گیا چنیا ربیک اور کیالین میں بھی مسلمانوں کو ایسی
ہی وحشتوں کا شکار ہونا پڑا بعض لوگ اس مصیبت سے بھاگ کر جنگل میں پناہ
گزیں ہوگئے ہیں مگر موت اب بھی ان کی تلاش میں ہے ضلع نوتم لیک میں ۵ گاؤں
ابھی تک محفوظ تھے مگر معلوم ہوا ہے کہ اب ان میں بھی آگ لگادی گئی ہے جو لوگ
جان بچاکر قسطنطنیہ پہونچے ہیں ان کا بیان ہے کہ یونانیوں کی وحشت حد سے فزوں
ہے اگر اس کا جلد تدارک نہ ہوا تو اس علاقے میں ایک مسلمان بھی زندہ نہ رہے گا
قسطنطنیہ کی حکومت کو معتبر ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ یونانیوں نے اسمد کے
۳۰۰ سے زیادہ معزز ترکوں کو گرفتار کر کے ایک مسجد میں قید کر دیا ہے اور ان کے
گھر لوٹ لئے ہیں ایک اور ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ دیسی جماعت یونانیوں کی۔
(ایک ، اس لئے مقرر کی گئی ہے کہ اگر یونانی فوج کو اسمد خالی کرنا پڑا تو وہ شہر اور
اس کے حوالی میں آگ لگادے۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کا دردناک اپیل

ہم کو غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی طرف سے ایک اعلان ملا ہے۔ جو
انہوں نے انگورہ کی عظیم الشان مجلس قومی کے صدر کی حیثیت سے شائع کیا ہے اس
اعلان میں یونانی سپاہیوں کے ان وحشیانہ مظالم کا کچھ حال درج ہے جو انہوں
نے بے کس ترکوں پر توڑے ہیں اس اعلان کے آخر میں انہوں نے مہذب دنیا سے

ایک دردناک اپیل کی ہے جس میں اسے مظلوم بچوں اور جاں بلب فاقہ کشوں کی اعانت کی طرف توجہ دلائی ہے اس اپیل کا روئے سخن خصوصیت کے ساتھ ان قوموں کی طرف ہے جنھوں نے یونان کو بے دست و پا ترکوں کے وطن میں گھس جانے کی اجازت دی تھی ہم نے اپنے کاموں میں بارہا یونانی مظالم حالات شائع کئے ہیں مگر جو واقعات اس اعلان میں شائع کئے گئے ہیں ان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اب یونانی حکومت نے باقاعدہ نظام کے ساتھ یہ انسانیت سوز حرکات شروع کردی ہیں۔ اور اس کے محکمہ جنگ نے سرکاری طور پر فوجوں کو اجازت دے دی پس اب تو یہ ثابت کرنے کے لئے کاوش کی ضرورت ہی نہیں کہ اناطولیہ میں یونان کے اترنے کا یہ مقصد نہیں کہ عہدنامہ سیورے کی تعمیل کرے بلکہ وہ صرف اس لئے ترکوں کے وطن میں داخل ہوا ہے کہ ہر اس ہستی کو مٹا دے جو اسلام کی پیرو ہے اور جس کی رگوں میں مجاہدین اسلام کا گرم خون دوڑ رہا ہے اس اعلان کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) اس اعلان میں مفصل طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ کتنی انسانی ہستیاں برباد ہوئیں اور کیسے کیسے بیش بہا اور تاریخی سامان تباہ کئے گئے۔ اناطولیہ کا وہ وسیع علاقہ جو بحر اسود سے بحر ایجین تک پھیلا ہوا ہے اور جو احرار عثمانی کی مدافعانہ جدوجہد کا محاذ ہے سارا کا سارا پامال کر دیا گیا ہے اب وہاں ایک چھوٹی سی بستی بھی سالم نہیں تمام شہر اور گاؤں جلا ڈالے گئے ساری کھیتیاں روند ڈالی گئیں آدھے سے زیادہ باشندے قتل کر دئے گئے اور اب سوائے فاقہ کش خانہ بربادوں کے اس سرزمین پر کوئی انسانی ہستی زندہ نہیں یہ علاقہ بڑے بڑے علماء اور فضلا کا مسکن تھا مگر وہ اب سب کا سب ان وحشیوں کی زندگی کا شکار ہو رہے ہیں۔ جن کو باقاعدہ یونانی فوج کہا جاتا ہے اس اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بدنصیب کسی طرح ان یونانیوں کے پھندے سے بچ گئے ہیں

وہ اب سوائے موت کی آرزو کے دنیا میں اور کچھ نہیں کرسکتے کسی کی آنکھیں نکال لی گئی ہیں کسی کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے گئے ہیں اور کسی کے بدن سے کھال کھرچ دی گئی ہے ان میں ان... اتر کی اسیر جنگ کا بھی حال درج ہے جن کو یونانیوں نے رد کر کے اس بیدردی کے ساتھ شہید کیا تھا۔ کہ تصور سے بھی روح کانپتی ہے۔

(۲) عورتوں کی عصمت دری کرنے کے بعد وحشی ان کو مکانوں میں بند کر کے جلا دیتے ہیں۔

(۳) تاریخی یادگاروں اور عالیشان عمارتوں کو انہوں نے بالکل برباد کر دیا ہے۔ مسجدوں خانقاہوں اور بندگان دین کے مقبروں کو سالم چھوڑ دینا ان کے نزدیک گناہ عظیم ہے اور وہ خصوصیت کے ساتھ علماء اور مذہبی پیشواؤں کو شہید کرنا ضروری سمجھتے تھے۔

(۴) انہوں نے سلطان ارطغرل کے مقبرے کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا ہے آخر میں انہوں نے دنیا اور دنیا والوں سے دریافت کیا ہے کہ ترکی کی قوم جو اپنی عزت قومی کے لئے ایک شریفانہ جنگ کر رہی ہے کیا اس کو اسی طرح برباد کیا جائے گا اور تم سب تماشہ دیکھو گے؟

مصطفےٰ کمال پاشا کا پیام

امریکہ کے نام

یونانیوں کی محشر ستانی داستان مظالم تو آپ نے پڑھ لی ہے جس سے امید ہے کہ آپ نے اس بات کا ضرور اندازہ لگا لیا ہوگا کہ اس وقت ترکوں کی حالت کس قدر گری ہوئی تھی اور اتحادی تسلط نے ان غریبوں کو کس حد تک غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر ترکی حکومت کو ایک محکوم حکومت بنا لیا تھا۔

ایسی حالت میں اگرچہ ترکوں کے بڑے بڑے سردار ہمت ہار کر بیٹھ گئے ان کے حوصلے پست پڑ گئے تھے۔ لیکن غازی ملت مصطفےٰ کمال پاشا نے ہمت نہ ہاری اور جس طرف آپ نے قدم اٹھا دیا تھا۔ پیچھے نہ ہٹایا ہمت اور استقلال میں نام کو بھی فرق نہ آنے دیا اس وقت جبکہ اناطولیہ میں تمام ترکوں کی آپ ایک جماعت بنانے میں کامیاب ہو چکے تب آپ نے امریکہ کے نام ایک پیام بھیجا جو حسب ذیل ہے۔

پیام ایک قوم ہے جو اسی آزادی اور جمہوریت اور خود مختاری کے لئے کوشش کر رہی ہے ہمت سے کام لے رہی ہے جس کے لئے ایک مرتبہ آپ لوگوں نے بھی جدوجہد کی تھی۔ میں یہ جانتا ہوں کہ دنیا میں اس وقت کچھ لوگ ایسے بھی موجود ہیں جو آپ کو ہم ترکوں سے بدگمان کرانا چاہتے ہیں۔ ہم آپ کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ وہ محض ان لوگوں کے ایجنٹ ہیں جو ہم سے لڑ رہے ہیں۔ یا ان لوگوں

کے ایجنٹ ہیں جو پوشیدہ طریق پر ہمارے دشمنوں کو مدد دے رہے ہیں۔ جوان
کے پشت و پناہ ہیں۔ وہ لوگ ہماری آزادی جیسی قیمتی چیز کو ہم سے ہمیشہ ہمیشہ
کے لئے چھین لینا چاہتے ہیں۔ برا بر کرم آپ کو ان لوگوں کی باتوں پر ہرگز ہرگز
اعتبار نہ کریں۔ اور ہم لوگوں کی جانب سے اپنے قلب بالکل صاف رکھیں دلوں
میں کسی قسم کی بدگمانی پیدا نہ ہونے دیں ترکان احرار اپنی آزادی اور خود
مختاری کی خاطر اپنے دشمنوں سے لڑ رہے ہیں۔ تاکہ وہ بھی اپنی دنیا میں آپ کی
قوم کی طرح ترقی انصاف عدل کرنے کا باعث بن سکے۔

امید ہے کہ آپ جھوٹی باتوں پر نہ اعتبار کرتے ہوئے حقیقت کا
سراغ لگا کر ہم لوگوں کو حق بجانب خیال کر سکیں گے۔

دوسرا پیام اہل ہند کے نام

دوسرا پیام اتاترک کمال پاشا نے اہل ہند کے نام بھیجا جو مندرجہ
ذیل ہے۔

ہم کو امید ہے اور پختہ یقین ہے کہ ہندوستان کی موجودہ آزادی کی
تحریک جو ہم لوگوں کی طرح آپ کے وطن کے جانباز۔ جاں نثار اور مستقل مزاج
بہادر انسانوں کی سیادت میں آپ کی قوم بڑھ رہی ہے بہت ممکن ہے کہ تھوڑے
ہی عرصہ میں آپ صاحبان کو فتح نصیب ہو اور آپ بھی کامل آزادی اور خود
مختاری حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ ہم اہل ہند کی اس کامیابی کی خاطر
خداوند تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا مانگتے ہیں کہ وہ ان کو ان کے مقصد میں کلی کامیابی
عطا فرمائے۔ ہماری حصول آزادی میں ایک ضروری حصہ ہندوستان کا بھی شامل

ہے براہ کرم ان سیاسی برادران ہند کی خدمت میں ہم لوگوں کا سلام پہونچانے کے سبب پیدا کیجئے۔ جن مشفق و مہربانوں نے ترکی کو مفاد پہونچانے کی امید افزا کوشش کی ہے۔

جنگ آزادی

یہ دو پیام پہونچانے کے بعد مصطفےٰ کمال پاشا علی الاعلان جنگِ آزادی میں حصہ لینے لگے۔ اور ترکوں کی ایک بڑی جماعت انگورہ میں یونانیوں کے خلاف کھڑی کر دی۔

انگورہ میں اجتماع

اتاترک مصطفےٰ کمال پاشا نے انگورہ کو اپنا فوجی ہیڈ کوارٹر قرار دیا۔ کیونکہ یہ علاقہ موجودہ وقت کے لئے صورت حال کو دیکھتے ہوئے اچھا تھا۔ دارالحکومت قسطنطنیہ سے ترکوں کے لئے زیادہ مفید اور محفوظ مقام تھا۔

غریب ترک ان دنوں نہایت ہی سفاکی سے ستائے جا رہے تھے ان کو قتل کیا جا رہا تھا۔ عورتوں کی عزت خاک میں ملائی جا رہی تھی معصوم بچوں کو تلواروں کی نوکوں پر اچھالا جا رہا تھا۔ ان کے مکانوں میں آگ لگائی جا رہی تھی مسجدوں میں خون کے دریا بہائے جا رہے تھے۔ بوڑھوں کو بری طرح تباہ کیا جا رہا تھا۔ ایسی حالت ستم رسیدہ ترکوں کے صرف انگورہ ہی ایسا مقام تھا جہاں آکر وہ اطمینان کا سانس لے سکتے تھے۔ یا سر جھکا کر بیٹھ سکتے تھے چنانچہ ہر طرف سے ستائے ہوئے ستم زدہ ترک انگورہ میں آکر جمع ہونے لگے۔ اس طرف ایک بہت بڑی جماعت قاعد اعظم کمال پاشا کے جھنڈے کے نیچے بیتاب

اور بے قرار نظر آنے لگی اس بڑی جماعت میں صرف مرد ہی شامل نہیں تھے۔ بلکہ ترکی عورتیں بھی دل وجان سے حصہ لے رہی تھیں۔ بوڑھے بچے سب کے سب شامل تھے۔ عورتوں میں بھی آزادی کی روح پھونک دی گئی تھی۔ جو ایسی حالت میں زخمی ترکوں کی مرہم پٹیاں کرتی تھیں۔ ان کے لئے عمدہ تیماردار ثابت ہوئی تھیں۔

یونانیوں کی پریشانی

رفتہ رفتہ یہ خبر جاسوسوں نے یونانیوں کو پہونچادی اور ان کو بتادیا کہ مصطفےٰ کمال پاشا اپنی باغیانہ کوشش میں کامیاب ہوتا جارہا ہے اگر اس کو باغی روشن سے نہ روکا گیا تو اس کی جاری کی ہوئی تحریک ان کے لئے بہت زیادہ خطرناک اور نقصان وہ ثابت ہوگی چنانچہ یونانیوں نے کمال پاشا کے باغیانہ حرکت کے متعلق اتحادیوں کو لکھا۔ اور آپ کے خلاف ایک زبردست احتجاج بلند کی اتحادیوں نے یہ خبر سلطان المعظم تک پہونچائی وہ تو ان کے ہاتھوں میں اس وقت سے کٹھ پتلی بن چکے تھے جب سے کہ سنہ ۱۹۱۸ء میں مندروس کے مقام پر ایک صلح نامہ مرتب ہوا تھا جس کی رو سے دول ترکیہ کو ایک محکوم حکومت قرار دیا گیا تھا۔ چنانچہ سلطان ترکی سے اصرار کیا گیا۔ انہوں نے کمال پاشا کو اناطولیہ سے قسطنطنیہ میں طلب کیا۔

مصطفےٰ کمال پاشا کا انکار

چنانچہ جب اتاترک کمال پاشا کے پاس سلطان ترکی کا حکم نامہ پہونچا تو آپ نے نہایت ہی بے پروائی سے سلطانی حکم نامہ کو ٹھکرا کر یہاں

سے جانے سے بالکل ہی صاف صاف انکار کر دیا کیونکہ آپ جانتے تھے۔ کہ ایسی حالت میں انگورہ سے قسطنطنیہ جانا ان کے لئے کس قدر خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آپ نہیں گئے سلطان کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کو واپس بلانے کے لئے بیحد اصرار کیا اس پر شہر اناطولیہ نے ناراض ہو کر سلطان کی خدمت میں اپنا استعفٰے روانہ کر دیا اور لکھ دیا کہ میں ایسے وقت میں غریب اور ستم زدہ ترکوں کو چھوڑ کر اناطولیہ میں سے دارالحکومت میں نہیں آسکتا۔

گرفتاری کا حکم نامہ

سلطان کو کمال پاشا کی اس حرکت پر از حد غصہ آیا کچھ اور لوگوں نے بھی سلطان المعظم کو بھڑکا دیا اور ابھارا چنانچہ اسی روز سلطان نے اتاترک مصطفےٰ کمال پاشا کا وارنٹ گرفتاری جاری کر دیا۔

شوکت وجلال

اتنے ہی عرصہ میں کمال پاشا نے اس قدر رعب وجلال اور شان وشوکت حاصل کر لی تھی۔ کہ کسی شخص نے بھی اب تک وارنٹ گرفتاری لے جانے کی جرأت نہ کی اس طرح ظالم وسنگدل یونانیوں کے تمام ناپاک منصوبے خاک میں مل گئے اور ان کی حسرتوں کا خون ہو گیا وہ امیدیں پامال ہو گئیں۔ جو اتاترک کمال پاشا کی گرفتاری سے وابستہ تھیں۔

انگورہ کانفرنس

۲۳ اپریل ۱۹۲۰ء کو مصطفےٰ کمال پاشا اور آپ کے دوسرے ساتھیوں نے اپنے وطن عزیز کو آزاد کرانے کی خاطر اپنی آزادی حاصل کرنے کے لئے سر ین انگورہ میں ایک کانفرنس منعقد کی جس میں ہر ایک شہر کے دو نمائندے ل ہوئے اس شاندار سیاسی تحریک کا حلقہ روز بروز بڑھتا گیا اور اس قلیل عرصہ میں بہت زیادہ وسعت اختیار کر لی انگورہ کی اس کانفرنس ام

مجلس وطن کبیر ترکی

رکھا گیا اس مجلس کے صدر خود مجاہد اعظم اتاترک مصطفیٰ پاشا تھے پبلک پ پر اس قدر بھروسہ اور اعتبار تھا اور ترک اس قدر خوش تھے کہ انہوں نزی موصوف کو اس تحریک کے کامیاب بنانے کے لئے اختیار پورے پورے زا دیئے تھے آپ کو مجبور کیا گیا کہ آپ جس طرح بھی چاہیں اپنے عزیز وطن رندہ صفت دشمنوں کے منحوس قدموں سے پاک کریں انہوں نے وعدہ کر لیا ہ وہ سب آپ کے اشارے پر ہر وقت کام کرنے کے لئے بالکل ہی تیار گے۔

چنانچہ اس قسم کے اختیار ملتے ہی غازی مصطفےٰ کمال پاشا ایک خود مختار حاکم ثیت سے اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرنے لگے۔

جنگ آزادی کا آغاز

اس وطنی حکومت نے قائداعظم مصطفےٰ کمال پاشا کے اشارے کے مطابق
ایک ہی وقت میں حسب ذیل فریقوں سے جنگ شروع کر دی۔
مشرق میں۔ آرمینا کی حکومت اریفاں سے
جنوب میں۔ فرانسیسیوں سے
مغرب میں۔ یونانیوں سے جنہوں نے مظالم ڈھا رکھے تھے۔
شمال و مغرب میں۔ سلطان عبدالحمید خلیفہ ترکی سے جو ان دنوں اتحادیوں کے
ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے ایک ہی وقت میں پرجوش لڑائی شروع
کر دی گئی ان میں سے ہر ایک معرکے کے قائداعظم خود مصطفےٰ کمال پاشا تھے آپ
نے بڑی ہوشیاری اور بہادری اور پختہ کاری سے اپنے مخالفین کا مقابلہ کیا
اور ایسی جاں فشانی اور سرفروشی سے ایک جہاد کا آغاز کیا گیا کہ ۱۹۲۲ء تک
ہر ایک معرکے کو آپ نے سر کر لیا۔

غازی کا لقب

اتاترک مصطفےٰ کمال پاشا کی اس قسم کی زریں اور نہ فنا ہونے والی خدمات
سے متاثر ہو کر ترکان احرار نے خلوص عقیدت کے سبب آپ کو غازی کے لقب
سے ممتاز فرمایا چنانچہ اسی وقت سے آپ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کہلانے لگے۔
اور اسی نام سے دنیا جہان کے ہر حصہ میں امید سے قبل ہی مشہور ہو گئے۔

کفر کے فتوے

ایسی حالت میں جب کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا فتح پر فتح حاصل کر رہے تھے
اور ترکان احرار اپنے کھوئے ہوئے علاقے اپنے دشمنوں سے واپس لے رہے
تھے [illegible] حالت میں جب کہ سلطان ترکی کے خلاف ترکوں نے غازی موصوف
کی قیادت میں جنگ جاری کر رکھی تھی۔ آپ پر ایسے وقت میں کفر کے فتوے
بھی [illegible] لگوائے گئے۔ تاکہ تمام ترک ان کے خلاف ہو جائیں اور ہر طرف
نفرت کا اظہار ہونے لگے مگر ترک اب غافل نہ تھے۔ وہ بیدار ہو چکے تھے۔
وہ [illegible] خوب اچھی طرح سمجھ سکتے تھے اس لئے انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ بھی غداران
[illegible] کی ان کے قائد اعظم کو ذلیل کرانے کی ایک چال ہے ایک خطرناک حکمت
عملی ہے جس سے دشمنان وطن فائدہ اٹھا کر ان کے پاؤں کی زنجیروں کو اور بھی
مضبوط کر کے ان کو غلامی میں رکھنا چاہتے ہیں۔
اس طرح دشمنوں کا یہ منصوبہ بھی خاک میں مل گیا اور غازی مصطفےٰ کمال
[illegible] کی اور وہ برابر اسی مستقل مزاجی اور بے پروائی سے
[illegible] وہ [illegible] سے کر رہے تھے۔ ورنہ دشمنوں نے
[illegible] کامیاب حربہ استعمال کیا تھا۔ لیکن چونکہ غازی موصوف
[illegible] پرست وطن کی خاطر اپنی جانیں قربان کر رہے تھے اس لئے
[illegible] نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ ان کی مدد کی اور مصیبتوں
[illegible] ہر طرف سے گھرے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ آہستہ آہستہ
[illegible] مطلع بھی صاف ہونے لگا۔ یہ ترکان احرار کی خوش قسمتی

اور خوش نصیبی تھی ورنہ کفر کا فتوے لگ جانے کے بعد غازی مصطفیٰ کمال پاشا کا میدان عمل میں جمے رہنا ایک غیر ممکن اور خلاف قیاس بات تھی کیونکہ ملک کے طول و عرض میں آپ کے خلاف جذبہ نفرت پھیلانے کی حکومت ترکیہ کی جانب سے پوری کوشش کی گئی تھی۔

مصطفیٰ اصغیر ہندی

مصطفیٰ اصغیر ہندی ایک شخص تھا جسے ہندوستانی بنایا جاتا ہے اس نے غازی مصطفےٰ اکمال پاشا کے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ سخت افسوس ہے اس شخص کی حالت پر جو ایک ایسے قائداعظم کا خون بہانے کے لئے تیار ہو جائے جو ہر وقت خود ہی اپنے وطن اور اپنی قوم کی خاطر خود ہی اپنا خون بہانے کے لئے تیار رہو مصطفےٰ اسغیر کے خلاف ترکی میں زبردست اظہار منافرت کیا گیا اور وہ شخص آج تک بُرے لفظوں سے یاد کیا جاتا ہے جسے انگورہ گورنمنٹ نے اس کی گرفتاری کے بعد پھانسی کی سزا دی تھی۔

مہلک حملہ

مصطفیٰ سغیر آپ کی تلاش میں تھا ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ دولت کے لالچ نے اس کو اندھا کر کے مجبور کر دیا تھا۔ اس کے پردے میں کوئی اور بات تھی۔ تاہم وہ اس ناپاک ارادے کے لئے پوری طرح سے تیار رہتا۔ اور ہر وقت موقع کی تلاش میں لگا رہتا تھا چنانچہ ایک روز موقع پا کر اس نے

غازی مصطفےٰ کمال پاشا پر کامیاب حملہ کیا اور اور چاہا کہ وہ اپنے ناپاک ارادے اور مقصد میں کامیاب ہوجائے مگر ایسا نہ ہوا کیونکہ ایسی حالت میں قدرت کمال کو فنا نہ کرنا چاہتی تھی ان سے ابھی بہت کچھ کام لینا باقی تھا۔

مصطفیٰ اصغر نے اپنی جانب سے حملہ تو کر دیا۔ مگر وہ ناکام رہا اور اسی وقت اسے گرفتار کرلیا گیا۔ جب تمام معرکے سر ہوچکے اور ترکوں نے مکمل آزادی اور کامل خود مختاری حاصل کرلی اس وقت انگورہ کی عدالت میں اس پر مقدمہ چلایا گیا۔ جس میں مجرم نے خود اقرار جرم کرلیا۔ اور پھر عدالت میں کہہ دیا کہ بے شک میں کمال پاشا کو قتل کرنے کے لئے آیا تھا۔ لیکن وہ گرفتار اس کے اس اقرار جرم سے عدالت میں زبردست سنسنی پھیل گئی۔ چنانچہ اس جرم میں لسے پھانسی پر لٹکا یا گیا۔ اور دیکھنے والوں نے اس کا عبرت خیز منظر بھی دیکھا یہ بالکل سچ ہے کہ جس کو خدا بچائے اُسے کون مارے یہ بھی اسی کی قدرت ہے کہ اُس نے اُس وقت بھی غازی مصطفیٰ کمال پاشا کو دنیا میں زندہ رکھا۔ جب تک کہ آپ نے اپنا کام ختم نہ کرلیا۔ کمال پاشا ان خوش نصیب اور خوش قسمت انسانوں میں ہیں جو دنیا میں اپنا کام پوری طرح ختم کرنے کے بعد دنیا سے اٹھائے گئے ہیں۔ ورنہ اکثر لوگ اپنا کام ادھورا چھوڑ جاتے ہیں۔ اور ان کے مرنے کے بعد اس کام کو اس کے جانشین ہی پورا کرتے ہیں۔

لطیفہ خانم

ان ہی دنوں میں جب کہ جنگ آزادی جاری تھی خواتین ترکی بھی اس میں حصّہ لے رہی تھیں اور وہ بہادر ترکوں کے دوش بدوش اپنے دشمنوں

سے مقابلہ کر رہی تھیں ان خواتین میں اگرچہ بہت سی عورتیں قابل الذکر ہیں ان ہی میں سے ایک لطیفہ خانم بھی تھیں جو حسین خوبصورت تھیں عفیفہ تھیں عالم شباب میں تھیں جن کے دل میں غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی محبت ان کی بہادری اور شجاعت کے سبب پیدا ہو گئی تھی چونکہ ان کا محبوب کمال پاشا مرد میدان تھا۔ اس لئے ان کے دل میں اپنی محبت عزت اور انسبت پیدا کرنے کے لئے انہوں نے بھی ہر معرکہ میں پر جوش کارہائے نمایاں کئے اور ایسے ایسے کام انجام دئے کہ ترکان احرار بھی انگشت بدندان رہ گئے چنانچہ وہ غازی موصوف کے دل پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئیں اس طرح دونوں میں گہری محبت پیدا ہو گئی۔

آزادی حاصل کرنے کے بعد غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے حسین و بہادر لطیفہ خانم سے رسوم اسلامیہ کے مطابق شادی کر لی۔

جنگ سقاریہ

میں

صبر آزما استقلال

غازی مصطفےٰ کمال پاشا ایک ایسے بہادر اور شجاع جرنیل تھے۔ کہ جن کے جوش و خروش میں کسی وقت بھی کمی نہ آتی تھی۔ چنانچہ جنگ سقاریہ سقاریہ کے موقعہ پر جو یونانیوں اور ترکوں کے درمیان ہوئی اس میں آپ کی بہادری کی شان لوگوں نے نگاہ حیرت سے دیکھی۔

اس جنگ میں غازی مصطفےٰ کمال پاشا برابر بائیں شانہ روز اپنے دشمنوں سے مصروف جنگ رہے ان جنگوں میں جنگ سقاریہ ایک مشہور جنگ ہے جس میں یونانیوں کی مور و ملخ سی کثیر فوجوں نے سر سے ایڑی تک کا زور لگا کر ترکوں سے مقابلہ کیا اور بری بے جگری سے مقابلہ کرتے رہے۔ اس لڑائی میں ایک موقع پر آپ کا مرکب زخمی ہو کر گر پڑا جس کی وجہ سے غازی مصطفیٰ کمال پاشا بھی زمین پر گرے اور آپ کی ایک پسلی ٹوٹ گئی مگر اس کے باوجود بھی شیر اناطولیہ نے ہمت نہ ہاری اپنی تکلیف کا ذرا بھی احساس نہ کیا مسلسل جہاد کرتے رہے۔ اس وقت تک آپ نے دم نہ لیا جب تک انھوں نے اپنی مخالف یونانی فوجوں کو میدان جنگ سے بھگا کر شکست فاش دے کر فتح نہ حاصل کر لی۔

یونانیوں کے

ناپاک ارادے

جب یونانیوں نے یہ دیکھا کہ مدد حاصل کرنے کے باوجود روز بروز ان کی قوت کم ہوتی جا رہی ہے۔ ہر میدان میں ان کو ہر مصیبت اٹھانی پڑتی ہے۔ تب وہ مجبور ہو گئے اور غور کرنے لگے وہ جانتے تھے۔ کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے جو جنگ ان کے خلاف جاری کر دی اس میں ان کا کامیاب ہونا غیر ممکن ہے کیونکہ کئی مرتبہ انھوں نے اپنی پوری طاقت سے ترکان احرار کا مقابلہ کیا اور ہر معرکہ میں یہ ہی اندازہ لگایا کہ فتح ان ہی کی ہو گی لیکن ان کو ترکوں سے مغلوب ہونا پڑا ان ہی باتوں کے سبب ان کے حوصلے بالکل

پست ہوگئے اور وہ صورت حالات کو بہتر بنانے کی بابت خوب غور کرنے لگے انجام کاران میں یہ بات طے پائی کہ زمین کے نیچے سرنگیں بنا کر ان میں بارود اور بم وغیرہ بھر کر زمین کو اس طرح اوپر سے پاٹ دیا جائے تاکہ ترکوں کو مطلق بھی اس بات کا علم نہ ہو۔ یہ بات قرار پاتے ہی یونانیوں نے اپنا یہ کام شروع کر دیا اور اس کو اس قدر پردۂ راز میں رکھا کہ کسی کو بھی علم نہ ہوا۔ چنانچہ لوئی کی پہاڑی کے نیچے زبردست سرنگیں بنالیں اور ان میں بارود اور بم وغیرہ بھر دئے ان تمام سرنگوں کو آخری میں ایک سرنگ میں ملا کر اس کو ختم کر دیا گیا۔

جہاں سرنگ کا دہانہ تھا وہاں انہوں نے اپنے چند آفیسران بٹھا دئے اور ان کو اس بات کی تاکید کر دی گئی کہ جب ترکی فوجیں لوئی کی پہاڑی پر پہونچ جاتیں گی تو ان کو ظاہر کرنے کے لئے یا تو جھنڈی دکھائی جائے گی اور یا بم پھینکا جائے گا ٹھیک اسی وقت سرنگ میں آگ لگا دی جائے تاکہ اس طرح تمام ترک سپاہی فنا بھی ہو جائیں اور یہ حصہ پامال بھی ہو جائے یونانیوں کو اپنی اس حکمت عملی پر پورا بھروسہ تھا نوئی کی پہاڑیوں کے ایک طرف ترکان احرار پڑے تھے اور دوسری جگہ سنگدل یونانی۔ وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح ترکوں کو دھوکہ دے کر لوئی کی پہاڑی کے اس حصہ تک لے آئیں جہاں سرنگیں موجود ہیں تاکہ ان کا نام بھی صفحۂ ہستی سے لفظ غلط کی طرح مٹا دیا جائے اس میں شک نہیں کہ اگر یونانی اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے تو ضرور ترکوں کو زبردست نقصان اٹھانا پڑتا۔ بہت ممکن تھا کہ اس طرح وہ لوگ یونانیوں کو اس معرکے میں مغلوب کرنے میں کامیاب ہوئے۔

خلاق عالم کی قدرت کا مظاہرہ

اتفاق سے ترکی جاسوس کو اس بات کا علم ہوگیا چونکہ قدرت ترکوں کے ساتھ تھی اس لئے اس پوشیدہ حلمت عملی کا بھی پتہ چل گیا ورنہ دشمنوں نے اپنی طرف سے اس بات کو توامید سے زیادہ پوشیدہ اور مخفی رکھا تھا بلکہ خاص خاص یونانی آفیسروں کو اس بات کا حال معلوم تھا۔

غازی مصطفٰے کمال پاشا کو جب اس بات کا راز معلوم ہوا تو آپ کو اس کی ازحد خوشی اور مسرت حاصل ہوئی کیونکہ خلاق عالم نے اپنی قدرت اعلیٰ کا کانمونہ دکھا کر ترکوں کو زبردست پیش آنے والے خطرے سے بچا لیا ورنہ اس کا تو اب خداہی حافظ تھا ترک جاسوسوں نے سرنگوں کا نقشہ بنا کر بھی پہونچا دیا۔

لوئی کی پہاڑی پر موجود تھے اور وہ صرف اس خیال میں تھے۔ کہ ترک ان پر حملہ کردیں تو وہ پیچھے یہاں تک ہٹنا شروع کر دیں کہ وہ جائے مقصود تک پہونچ جائیں کمال پاشا نے جب یہ دیکھا کہ یونانی فوجیں ٹھیک اس مقام پر موجود ہیں۔ جہاں کی سرزمین کو سرنگوں سے چھلنی کرکے اس میں مادۂ آتش گیر داخل کرکے پاٹ دیا گیا ہے تو آپ نے اس پہاڑی کی جانب اپنے ترک سپاہی کو روانہ کر دیا۔ جہاں سے چھپے ہوئے یونانیوں کو سرنگ اڑا دینے کے لئے مطلع کرنا تھا۔

چنانچہ ترک سپاہی وہاں پہونچ گیا یونانی افسر دوربین ہاتھوں میں لئے اس سے پہاڑی کی جانب دیکھ رہے تھے یونانی فوجیں نہایت اطمینان سے اس خطرناک مقام پر مقیم تھیں ان کو اس بات کا احساس تک بھی نہ تھا انہوں

نے جو گڑھا اپنے دشمن کے لئے کھودا تھا اس میں وہ خود ہی گرنے والے ہیں وہ یہ نہ جانتے تھے۔ کہ انہوں نے جو قبر ترکان احرار کے لئے بنائی ہے۔ آج اس میں وہ خود ہی دفن ہونے والے ہیں۔ ترک سپاہی اپنا بھیس بدل کر اس پہاڑی پر پہونچا وہ افسر جو سرنگ میں آگ لگانے کے لئے مقرر تھے۔ وہ بھی اُن کو دیکھ کر ہوشیار ہو گئے اور اپنے کام کو ختم کرنے کے لئے بیقرار نظر آنے لگے۔ ترک سپاہی نے اس جگہ پہونچتے ہی جھنڈی دکھائی یونانی آفیسر نہ سمجھے کہ موقع بالکل قریب ہے اور ترکی فوجیں وہاں تک پہنچ گئیں ہیں جہاں ان کو ضرر پہنچانا ہی تھا۔ چنانچہ انہوں نے جھنڈی دیکھتے ہی سرنگ کے مادۂ آتشگیر میں آگ لگا دی۔

سرنگ میں آگ لگنا ہی تھی۔ کہ لوئی کی پہاڑی کے چھوٹے بڑے پتھر اپنی جگہ سے اٹھ گئے اور جس قدر بھی اس جگہ موجود تھے۔ سب کے سب فنا ہو گئے اس طرح لوئی کی پہاڑی ترکان احرار کو زبردست فتح نصیب ہوئی اور یونانی اقتدار کا ترکی سے قریب قریب خاتمہ ہو گیا۔

ترکوں کی اس شاندار فتح سے اتحادیوں کو ازحد حیرت ہوئی۔ اور ان کی یہ بات پوری محسوس ہونے لگی کہ اب ترکی میں غیر اقوام کا قابض رہنا دشوار ہے۔

سلطانی حکومت کا اضطراب

اس طرف یونانیوں کی طاقت کو فنا کیا جا رہا تھا اور دوسری طرف آزادی کے جویا اور خود مختاری کے متلاشی ترک اپنے سلطان کے خلاف جہاد کر رہے تھے سلطانی سپاہ جوان دنوں برائے نام تھی اور بہت ہی قلیل رہ گئی تھی پسپا کئے

جا رہے تھے۔ سلطان معظم کو بھی یقین ہو چکا تھا کہ جو کام غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے شروع کیا ہے وہ ایک حد تک دراصل پورا ہوتا جا رہا ہے۔

ابھی تک دارالحکومت قسطنطنیہ پر اتحادیوں کا تھوڑا بہت اثر ضرور باقی تھا وہ چاہتے تھے۔ کہ اس جگہ مضبوطی سے اپنے قدم جمالیں مگر ان کو یہ کام دشوار معلوم رہا تھا۔

یونانیوں کی قیامت خیزیاں

اہل یونان نے صرف یہی نہیں کیا بلکہ انہوں نے ملکی تعصب سے بھی کام لیا ترکوں کو مذہبی نقصان پہونچانے کی پوری پوری کوشش کی جس کے سبب غیور اور بہادر ترکوں کی غیرت جوش میں آگئی چونکہ وہ خود کو پکے مسلمان خیال کرتے تھے اس لئے انہوں نے یونانی قبضے کے خلاف ایک ایسا شاندار قدم اٹھایا کہ اپنے دشمنوں کو اپنے عزیز ترین وطن سے نکال کر ہی دم لیا۔

آخری معرکہ

یونانیوں نے جب یہ دیکھا کہ برابر ترک ان سے اپنے علاقے چھین چھین کر واپس لئے جا رہے ہیں۔ تب انہوں نے اپنے دل میں اس بات کا متفقہ طور پر فیصلہ کر لیا کہ ایک مرتبہ ترکوں سے اپنی پوری طاقت کے ساتھ مقابلہ کر کے اپنی قسمت کا فیصلہ کر لیا جائے تاکہ یہ معاملہ پوری طرح ختم ہو جائے حقیقت یہ بھی کہ جتنے عرصے بھی یونانی ترکی پر قابض رہے ان کو برائے نام بھی اطمینان اور آرام نصیب نہ ہوا کوئی دن بھی ایسا نہیں گزرا جبکہ ان کو جنگ نہ کرنی

پڑی ہو۔

یونان تو کیا کوئی بھی حکومت زیادہ عرصہ جنگ نہیں کر سکتی یونان کو اپنے مددگاروں پر پورا پورا بھروسہ تھا۔ اور اس کو کامل یقین تھا کہ اتحادی جو ان کی پشت و پناہی پر ہیں وہ ضرور ان کا ساتھ دیں گے ان ہی لوگوں کے بھروسے پر اور ان ہی کی مدد کرنے کے خیال سے اس نے اس قدر ہاتھ پاؤں ہلائے اور غریب و بیکس تھکے ماندے زخم خوردہ ترکوں کو ناحق ستا ان کو پریشان کیا اور ان کی آزادی پر ناحق ڈاکہ مارا۔ اپنی قدیمی عداوت کا انتقام لینے کے لئے اس طرح کوشش کی لیکن افسوس اس نے اس بات کا نہ خیال کیا کہ ابھی ترکی پر اس کا اور اتحادیوں کا نیا قبضہ ہے ترکی میں بغاوت اور جنگ کی آگ بھڑک رہی ہے اس کو یہ ضرور سوچنا تھا۔ کہ ترک جیسی غیور قوم کیونکر ان تمام باتوں کو ٹھنڈے دل سے برداشت کرے گی اور ایک وہ قوم جس کے پاؤں میں آج تک غلامی کی زنجیر پڑی ہو غلامی کی عادی نہ ہو جس نے آزادی کی ہوا رکھی ہو وہ قوم کس طرح اتنی جلدی اور اتنی آسانی کے ساتھ غلام بن جانے کے لئے مجبور ہو جائے گی۔

غلط اندازہ

ترکوں کے دشمنوں نے اپنے دل میں یہ اندازہ لگا لیا تھا۔ کہ جرمنی کی شکست اور اتحادیوں کے داخلے کے بعد ترکوں کی قوت بالکل صفر کے برابر رہ گئی ہے اور یہ لوگ اس جنگ عظیم میں حصہ لینے کے بعد اس لائق ہی نہیں رہے ہیں کہ اب وہ کچھ عرصہ تک دوبارہ اپنی میانوں میں سے شمشیر نکال کر ان کو بلند کریں یا خم ٹھونک کر میدان جنگ میں کود پڑیں البتہ

اگر وہ لوگ ترکی کی پہلی تاریخ کا مطالعہ کرتے اور ان کی غیرت و شجاعت کا احساس رکھتے تو ان پر یہ ثابت ہو جاتا کہ ترک ایسی گری ہوئی حالت میں بھی اپنی آزادی کی کوشش کریں گے۔ اور وہ بھی اس وقت جب کہ ان کو ایک بہادر اور زبردست سیاسی قائداعظم غازی مصطفےٰ کمال پاشا جیسی باکمال ہستی مل گئی ہو تا ترک ترکوں کی تنظیم چاہتے تھے اور آپ کا دلی مقصد صرف یہ تھا کہ وہ اپنی تمام کو صرف ایک ہی پلیٹ فارم پر لا کر کھڑا کر دیں خدا کا شکر ہے کہ غازی موصوف اپنے اس مقصد میں پوری طرح کامیاب ہو گئے۔ اور اپنی تمام قوم کو ایک ہی جماعت میں شریک کر لیا۔ اب بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ تمام ابنائے وطن اپنی آزادی کی خاطر سر جوڑ کر اس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں اور وہ پھر ابھی اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہوں۔

بعد جرمنی کی حالت

ادھر جرمنی کی شکست پر جرمنی میں زبردست سیاسی تحریک شروع ہو گئی تھی ملک کے اندر ہی اندر قیصر جرمنی کے خلاف اظہار نفرت کیا جانے لگا تھا بہت سے بڑے بڑے لیڈر سیاسی لیڈر جو پہلے ہی سے اس جنگ کے خلاف تھے وہ قیصر سے ناراض ہو گئے ہو گئے تھے۔

سر ہٹلر کو یہ اچھا موقع ہاتھ آیا اور وہ اس پارٹی کے قائداعظم بن گئے

قیصر کے خلاف تھی تھوڑے ہی عرصہ میں قیصر جرمنی کو تخت سے معزول کر کے ہٹلر نے جمہوری حکومت قائم کر دی اور جرمنی کے شہنشاہ یعنی قیصر کو گرفتار کر کے نظر بندی کے لئے ایک جزیرہ کی جانب روانہ کر دیا۔

جنگ عظیم
کے
متعلق غازی کمال پاشا کے
خیالات

آپ نے اپنے خیالات لوگوں پر پہلے ہی ظاہر کر دیئے تھے اور سب کو بتا دیا تھا۔ کہ جرمنی وقت سے پہلے جنگ میں حصہ لے رہا ہے اس لئے ایسے وقت میں جنگ عالمگیری کی ابتدا کرنا اس کے لئے ضرور نقصان دہ ثابت ہوگی جس میں جرمنی کو زبردست نقصان اٹھانا پڑے گا۔

چنانچہ اس زمانے میں غازی مصطفےٰ کمال پاشا معمولی افسروں میں گنے جاتے تھے۔ اس لئے کسی نے اس بات کی پرواہ نہ کی آخر غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی پیشین گوئی پوری ثابت ہوئی اور جرمنی کو بری طرح اتحادیوں کی مرضی کے مطابق ایک صلح نامہ لکھ کر میدان جنگ سے پیچھے ہٹنا پڑا اور یہی جرمنی کی

شکست اور اس کے نقصان کی صورت تھی اس میں شک نہیں کہ اگر جنگ کچھ عرصہ اور اس جنگ کو جاری نہ کرتا بلکہ رفتہ رفتہ اپنی طاقت اور بڑھا لیتا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اگر وہ اپنے دشمنوں کی طاقت کا بھی اندازہ لگا لیتا تو وہ ضرور کامیابی حاصل کرتا۔

جلد بازی کا نتیجہ

چونکہ قیصر کا اندازہ غلط تھا اور اس نے دوسری سلطنتوں کی طاقت کا پوری طرح ایک زبردست حساب دان کی طرح ان کی قوت و طاقت کا صحیح اندازہ نہیں لگایا تھا۔ اس لئے اس کی جلد بازی کا نتیجہ اس کے لئے برا ثابت ہوا اور ساتھ ہی ساتھ ترکوں کو بھی شکست ماننا پڑی کاش اس وقت غازی کمال پاشا کی اس پیشیں گوئی کو اہمیت دی جاتی اور جلد بازی کے خلاف ملک سے صدائے احتجاج بلند کی جاتی تو قیصر جرمنی ضرور کچھ عرصہ کے لئے ابھی اور انتظار کر لیتا وہ جنگ روک کر اس معاملہ پر غور کر لیتا لیکن چونکہ قدرت کو تو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اس لئے جرمنی کو زبردستی میدان جنگ میں کودنا ہی پڑا اس جلد بازی کا جو بھی نتیجہ ہوا وہ آج دنیا کے بچے بچے کو معلوم ہے کہ جنگ عظیم کا کیا انجام ہوا اور اس میں جرمنی اور ترکی کی پوزیشن اپنے مخالفین کے مقابل میں کیا رہی۔

سلطان کی معزولی کا ارادہ

ادھر جرمنی میں تو قیصر کی حکومت کا قریب قریب خاتمہ ہو گیا تھا اور ہٹلر جمہوریت قائم کر کے خود ہی ڈکٹیٹر بن بیٹھا تھا۔ ادھر جا نباز اور

سرفروش ترک سلطان ترکی کو تخت سے دست بردار ہو جانے کے لئے مجبور کر رہے تھے اور وہ چاہتے تھے قیصر کی طرح خلیفہ وقت کو بھی معزول کر کے اس جگہ جمہوریت قائم کر دی جائے۔

سلطان نے جب یہ دیکھا کہ اس کی سلطنت اس کے ہاتھ سے نکلی جا رہی ہے تب انہوں نے بھی ترکان احرار پر سختیاں شروع کر دیں خلیفہ کی جانب سے اس قسم کے جاسوسوں کی ایک بڑی جماعت محض اس لئے چھوڑ دی گئی تاکہ وہ ہر وقت باغیوں کی خبریں پہنچاتے رہیں جاسوس مصطفےٰ کمال پاشا کی ہر ایک کاروائی نوٹ بک میں درج کرتے جا رہے تھے اور وہ خبریں برابر باب عالی تک پہونچتی رہتی تھیں جن کے سبب سلطان کی حالت بھی بدلتی جا رہی تھی اور اس میں انقلاب پیدا ہوتا جا رہا تھا۔

خواتین انگورہ کی خدمات

یونانی ایک وسیع میدان میں ترکوں کے خلاف جنگ کر کے اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لئے جمع ہو چکے تھے۔ ان کے پاس بے شمار سامان حرب اور جنگی جہاز وغیرہ موجود تھے۔ ترکوں کو بھی اس کی تیاری کا پورا پورا علم ہو چکا تھا اور وہ جانتے تھے کہ ان کی آزادی کا یہ آخری اور فیصلہ کن مقابلہ ہے۔ چنانچہ جنگ شروع ہو گئی اس وقت اتاترک غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو محاذ جنگ پر جنگی جہازوں کی ضرورت محسوس ہوئی۔

آپ نے ترکوں سے کہا کہ محاذ جنگ پر اگر جنگی جہاز نہ پہونچائے جائیں گے تو اس معرکے میں ترکوں کا کامیاب ہونا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے بہادر

ترک یہ سن کر دم بخود رہ گئے کیونکہ جنگ شروع ہو چکی تھی محاذ جنگ کا اس جگہ سے کافی فاصلہ تھا درمیان میں سمندر کی بجائے ایک خشک میدان تھا۔ اس لئے اس مقام تک جہازوں کا پہونچا دینا ایک غیر ممکن بات نظر آئی کسی نے بھی وہاں تک جہازوں کے پہونچا دینے کا اقرار نہ کیا۔

غازی کمال پاشا نے دیکھا کہ ترکوں پر اس سرے سے لیکر اس سرے تک بالکل ہی خاموشی چھا گئی اور کسی نے بھی جواب نہ دیا۔ چنانچہ آپ قریب قریب جہازوں کی امداد سے تو ناامید ہی ہو گئے اس وقت خواتین انگورہ بھی اس جگہ موجود تھیں جن میں سے آمنہ خانم ایک قابل الذکر خاتون ہیں انہوں نے آگے بڑھ کر مصطفیٰ کمال پاشا سے کہا۔ آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو نکہ جو کام تھکے ماندے ترک نہیں کر سکتے۔ اس کو ہم سب کرنے کے لئے تیار ہیں آپ بالکل بے فکر ہو جائیں وقت سے پہلے ہی محاذ جنگ تک جنگی جہاز پہونچ جائیں گے خدا کی ذات سے ہمیں امید ہے کہ آپ کی ضرورت پوری ہو جائے گی۔

غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے آمنہ خانم کی زبانی یہ جو سنا تو آپ کو خوشی اور مسرت تو ضرور ہوئی لیکن ساتھ ہی حیرت بھی ضرور ہوئی کیونکہ خشکی کے راستے سے جہازوں کو محاذ جنگ تک پہونچنا ایک اہم کام تھا لیکن خواتین انگورہ نے آپ سے جو کہا تھا وہ کر کے دکھلا دیا۔ لاتعداد عورتیں اس کام کو انجام دینے کے لئے تیار ہو گئیں انہوں نے اپنے گروہ کے تین حصے کئے جن میں سے پہلا گروہ جہاز کے دھکیلنے کے لئے مقرر ہوا۔ تو دوسرا گروہ آگے آگے تختے بچھاتا جاتا تھا تاکہ جنگی جہاز آسانی کے ساتھ محاذ جنگ تک پہونچ سکیں تیسرا گروہ پیچھے سے تختے اٹھا اٹھا کر دوبارہ آگے پہونچاتا جاتا تھا۔ چنانچہ اسیطرح خواتین انگورہ نے اپنی اس شاندار [illegible] عملی [illegible] جنگی جہازوں کو محاذ جنگ پر پہونچا یا [illegible] عش عش کر بیٹھے

جنگ شروع ہوئی اتا ترک کمال پاشا کی موجودیت نے ترکوں کے حوصلے بڑھا دیئے آپ نے اپنی فوج کے درمیان پہنچ کر بلند آواز میں سب کو پکار کر کہہ دیا۔ بہادرو گھبرانے کی کوئی بات نہیں حوصلہ کرو ہمت کرکے آگے بڑھتے چلے جاؤ۔ خدا کا شکریہ ہے کہ جنگی جہاز اس جگہ تک پہونچ گئے ہیں جن کی مدد سے آپ صاحبان بہت جلد اپنے دشمنوں کو میدان جنگ سے بھگا دیں گے

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی اس تقریر نے ترکوں کو شیر بنا دیا ان میں ایک نئی روح پھونک دی انہوں نے جو جنگی جہازوں کو اپنی پشت پر موجود پایا تو وہ غضبناک شیروں کی طرح آگے بڑھے اور بزدل یونانیوں کی صفوں کو درہم برہم کرتے ہوئے آگے تک بڑھ گئے۔

یونانی سپاہیوں نے بھی اس موقع پر بڑی ہمت سے کام لیا اور چاہا کہ میدان سے قدم نہ ہٹائیں لیکن ترکوں کے اس شاندار اقدام کے سامنے ان کی تمام کوششیں بیکار ثابت ہوئیں اور وہ اپنی امیدوں میں کامیاب نہ ہوسکے۔

فتح کامل

ترک برابر پیش قدمی کرتے رہے اور آگے ہی بڑھتے رہے اتاترک مصطفےٰ کمال پاشا نے اس موقع پر یونانیوں کو اتنی زبردست شکست دی کہ ان کی رہی سہی طاقت کا بھی خاتمہ ہوگیا اور ان کا تمام وقار اور چند روزہ غرور وتکبر خاک میں مل گیا۔ اس طرح بری طرح شکست مان کر یونانی سپاہی میدان جنگ سے ترکوں کی فتح تسلیم کرکے بھاگ اٹھے۔

اس فتح کی خبر بجلی کے پر لگاکر ترکی میں ہر طرف پہونچ گئی ترکوں نے زبردست خوشیاں منائیں خدا کا شکریہ ادا کیا۔

چنانچہ اس طرح یونانیوں کو بہادر ترکوں نے اپنے وطن سے پوری طرح سے نکال کر کامل آزادی اور خود مختاری حاصل کرلی یہ تھی فتح کامل جو ترکان احرار نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے سبب اتنی جلدی حاصل کرلی۔
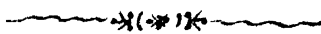
دارالحکومت میں اضطراب

یونانیوں کو اپنے وطن سے نکال کر اب کمال پاشا نے اپنی تمام تر توجہ سلطانی حکومت پر لگادی کیونکہ قسطنطنیہ میں ابھی اتحادیوں کا اثر باقی تھا اور سلطان ان کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنا ہوا تھا چنانچہ آپ نے اعلان کردیا

کہ سلطان المعظم کو تخت سے علیحدہ کر کے ان کو معزول کر دیا جائے تاکہ ترکی میں ہر طرف آزادی اور خود مختاری قائم ہو سکے۔

یونانیوں کے اخراج سے ترکان احرار کے حوصلے بہت زیادہ بڑھ گئے تھے اور ان کے دشمن بھی خوف زدہ ہو رہے تھے۔ دارالحکومت میں جب ترکوں کی اس فتح کی خبر پہونچی تو حکومت میں اضطراب و یاس کی لہریں دوڑ گئیں سلطان خود بھی خوف زدہ نظر آنے لگے۔ جاسوسوں نے یہ بھی خبر پہونچا دی کہ اب ترکان احرار غازی مصطفیٰ کمال پاشا کے اعلان کے مطابق قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کے بعد خلیفہ کو معزول کر دینا چاہتے ہیں۔

سلطان ترکی کی معزولی

غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے اس فتح کے بعد قسطنطنیہ کی جانب رخ کیا تاکہ وہاں سے اتحادیوں کی طاقت کو فنا کر کے اپنے وطن کو بالکل ہی آزاد اور خود مختار بنا لیا جائے سلطان کی فوج نے مقابلہ کیا لیکن ان کو بہت جلد پسپا ہونا پڑا۔ ترکان احرار نہایت ہی بے پروائی سے دارالحکومت قسطنطنیہ میں فاتحانہ طور پر داخل ہو گئے اتحادی دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے غازی مصطفیٰ کمال پاشا چند افسر لے کر سلطان کے محل میں پہونچے اس موقع پر بھی دشمنوں نے آپ کو ختم کرنے کی کوشش کی لیکن قدرت کو ابھی یہ منظور نہیں تھا اس لئے اس مرتبہ بھی آپ بال بال بچ گئے وہاں پہونچ کر خلیفہ کو تخت سے دست بردار ہو جانے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ سلطان اسی روز حکومت سے معزول کر دئے گئے اور غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے اس طرح شخصی حکومت کا خاتمہ کر کے ترکی سے اس کا

تخت ہی پلٹ دیا۔
ترکی سلطان اور حکومت کے خیرخواہوں کو نہایت ہی حسرت و یاس کے عالم میں قسطنطنیہ کو الوداع کہنا پڑا۔

اتحادیوں کے

اقتدار کا خاتمہ

قسطنطنیہ میں احرار کا قبضہ ہوتے ہی اتحادیوں کے اقتدار کا ترکی سے بالکل ہی خاتمہ ہو گیا اور وہ ترکوں کے اس عزیز وطن کو چھوڑ دینے کے لئے پوری طرح سے مجبور کر دیے گئے۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے آزادی کے لئے سب سے پہلے عملی کام شروع کیا تھا اور اپنے کام میں انہوں نے امید و قیاس سے قبل ہی شاندار کامیابی حاصل کرکے دنیا کے لئے ایک اچھی مثال قائم کر دی۔

سابقہ عہدنامہ سے

غازی

موصوف کا انکار

جب آپ نے تمام فتوحات حاصل کرلیں اور ترکی پر اپنا قبضہ کرلیا اس وقت آپ نے اعلی الاعلان عہدنامہ سندلدس سے انکار کردیا یہ عہد نامہ ترکوں اور اتحادیوں کے درمیان ۱۹۱۸ء میں ہوا تھا آپ نے اس پر عمل کرنے سے انکار کرکے تلوار کی نوک سے اس عہدنامہ سابقہ کو بیاک کرادیا اتحادیوں کو مجبور ہوجانا پڑا اس عہدنامہ کی بجائے آپ نے اپنا عہد نامہ اوران کے مقام پر ۲۴ر جولائی ۱۹۲۳ء کو مرتب کرایا۔

عہدنامہ لوزان میں ترکوں کو بالکل آزاد اور خودمختار قرار دیا گیا نیز ترکی کی جو حدود چھین کر دوسری حکومتوں کو دے دی گئی تھیں ان سب کا بدستور ترکوں کے قبضہ میں رہنا تسلیم کیا گیا۔

۲۴ر جولائی ۱۹۲۳ء کا یہ دن اتحادیوں کے لئے بڑا ہی دردناک اور منحوس دن تھا ورنہ ۱۹۱۸ء کے عہدنامے کے مطابق انہوں نے اپنے دلوں میں اس بات کا فیصلہ کرلیا تھا کہ ترکی اقتدار ختم ہوگیا اور اب فلسطین و عراق کی طرح ترکی کو بھی ہضم کرلیں گے اس طرح تمام دنیا جہان میں ان ہی کے لگے گا۔ لیکن شیر اناطولیہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے ان کی تمام امیدوں

پر بہت ہی جلد پانی پھیر کران کو مجرم کر دیا۔

جمہوریہ ترکیہ کا قیام

جب بیرونی حملوں کو روکنے کا انتظام کر لیا گیا اور شہر میں تسلی بخش بندوبست ہو گیا۔ اس وقت ترکوں نے ترکی میں جمہوریت قائم کرنے کا اعلان کر دیا اور ۲۹ر اکتوبر ۱۹۲۳ء سے ترکی میں جمہوریہ ترکیہ کا قیام ہو گیا مجلس ترکیہ نے اتفاق رائے سے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو جمہوریہ ترکیہ کا صدر مقرر کر دیا۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی ہر دلعزیزی

جمہوریہ ترکیہ کی صدارت کی میعاد آئین میں صرف چار سال رکھی گئی لیکن غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی ہر دلعزیزی کا یہ عالم تھا کہ مرتے دم تک جتنی مرتبہ بھی صدارت کا انتخاب ہوا اس میں آپ ہی کو بالاتفاق صدر منتخب کیا گیا۔ اگر غازی موصوف سے ترکوں کو محبت نہ ہوتی۔ اور وہ لوگ آپ کو عزیز نہ خیال کرتے تو اتنے عرصہ میں کم از کم ایک مرتبہ تو کسی دوسرے شخص

کو اپنا صدر منتخب کر لیتے لیکن ایسا نہیں ہوا جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ نے کوئی بھی ایسا کام نہیں کیا جو ترکوں کی مرضی کے خلاف ہوسکتا تھا۔

صدر جمہوریہ ترکیہ کی

اصلاحات

۲۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء ترکی جمہوریت کا یوم آغاز ہے اس تاریخ کے بعد ترکی کو بیرونی مداخلتوں سے جمہوریت کے سبب بالکل ہی نجات مل گئی۔ مگر ابھی ملک کی اندرونی حالت قابل اطمینان اور تسلی بخش نہ تھی بلکہ بہت زیادہ گری ہوئی تھی۔ ان دنوں جھوٹے پیروں دھوکہ باز ملاؤں پیشہ ور واعظوں نے ترکی میں ذلت ویسی و پستی کے نہایت ہی بدترین جذبات پیدا کر رکھے تھے۔ جن کے سبب ملک کو از حد نقصان پہونچتا رہتا تھا جہل و ناخواندگی کا ترکی میں دور دورہ تھا سڑکیں یا موجود نہ تھیں ریلوں کا نشان بھی نہ تھا شفاخانے بھی نہیں تھے۔ مدرسوں اور یونیورسٹیوں کے نام بھی سننے میں نہ آتے تھے۔ پبلک لائبریریاں نایاب تھیں۔ وبائی امراض کا غلبہ رہتا تھا۔ ترکوں کی صحتیں بہت بگڑ چکی تھیں۔ غرض یہ کہ اس قوم کی اس وقت کوئی بھی کل سیدھی نہیں تھی۔ ترکی حکومت کی سابقہ ایک سال کی بدنظمی نے تمام قوم کے خمیر میں عفونت اور بدبو پیدا کر رکھی تھی اور یہ عفونت پرانی ہونے کی وجہ سے جسم وجان میں اس طرح سرایت کر چکی تھی کہ اس کو دور کرنا گویا گوشت کو ناخن سے جدا کرنا تھا اور یہ کام یعنے اصلاح دشمنوں کے گولے اور بموں کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو جانے سے بدرجہا مشکل اور اہم تھا یہ

دیکھ کر دنیا جہان کو حیرت ہوئی کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا صرف ایک بہادر سپاہی اور مرد میدان ہی نہیں تھا بلکہ اس کے زمانے میں بھی آپ نے بلند خیالی عالی دماغی اور غیر معمولی جرأت و بیباکی کا ثبوت دیا۔ آپ نے اس جراح کی طرح جو مریض کے پھوڑوں کی نزاکت کو محسوس کرنے کے بعد جب ان کو چیر ڈالنا ضروری سمجھتا ہے۔ تو پھر اس پر مریض کے چیخنے چلانے کا مطلق بھی اثر نہیں ہوتا مصطفےٰ کمال پاشا نے بڑی بے جگری اور ہمت کے ساتھ بیسیوں اصلاحات کو اپنے اس عزیز وطن میں نافذ فرمایا اور چاروں طرف کے شور و غوغا کے باوجود آپ کے عزم و ارادے میں نام کو بھی تزلزل نہیں پیدا ہوا جس کا آج یہ نتیجہ ہے کہ ترکی حکومت دنیا کی طاقت ور اسلامی حکومتوں میں شمار کی جاتی ہے

اسلامی حکومتوں میں ایک بھی ایسی حکومت نہیں ہے جو ترکی کے مقابلہ میں آسکے۔
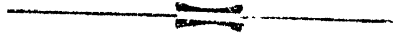
غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی اصلاحات
کا یہ زبردست ثبوت ہے کہ ترکی کا موجودہ
پایۂ تخت انگورہ برلن اور لندن سے کچھ
کم شان کا مالک نہیں ہے

اگر آج عالمگیر جنگ چھڑ جائے۔ تو
ترکی کے ماسوا کوئی ایک بھی ایسی اسلامی
سلطنت موجود نہیں ہے۔ جو پوری طرح
اپنی خود حفاظت کر سکے۔

کم عمر بچوں کیلئے سینما کو ممنوع قرار دیا گیا

اتاترک نے ۱۶ سال سے کم عمر بچوں کے لئے سینما دیکھنا ممنوع قرار دے دیا اس قسم کی اصلاح ایک سچا مسلمان ہی کرسکتا تھا آپ نے ترک کیپ کی بجائے انگریزی ٹوپیوں کو فروغ دیا۔ آج پھر ترک پھر نہایت ہی مسرت کے ساتھ انگریزی ٹوپیوں کو استعمال کرتا ہے۔ مدرسہ قائم کئے گئے یونیورسٹیاں کو وجود میں لایا گیا۔ شفاخانوں کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا۔ اور ملک میں ریلوے لائن بچھا دی گئی جس کے سبب تجارت میں اور بھی چار چاند لگ گئے۔

ترکی سے ملاؤں اور جھوٹے پیروں کا زور کم کر دیا گیا۔ اسلام کو موجودہ وقت کے مطابق بناوٹی باتوں سے پاک کر کے ترکوں کے سامنے پیش کیا اور ان کی کمزوریوں کو ان کے سامنے ظاہر کرتے ہوئے ان کو دور کرنے کی کوشش

کی اور اس میں کامیابی بھی حاصل کی ترک پہلے سپاہی ہوا کرتے تھے آپ نے ان
کو تجارت کی طرف لگایا چونکہ یہ ملک زراعت کے لئے موزوں ہے اس لئے اس
پیشے کی طرف بھی توجہ دی ترک زراعت میں بھی حصہ لینے لگے

اس سے قبل ملک میں کوئی بھی کارخانہ موجود نہیں تھا اس لئے ترکوں
کو اپنی ضرورت کا سامان باہر سے منگوانا پڑتا تھا آپ نے اپنے وطن کی
ضرورتوں کا احساس کرتے ہوئے ملک میں کارخانے بھی قائم کردئے تاکہ
ترک اپنی ہر ضرورت اپنے ہی وطن سے پوری کرسکے اس طرح ترکوں کی رقم کا
وہ حصہ دوسرے ملکوں میں جاتا تھا وہ جانے سے رک گیا۔ اور اپنے ہی وطن
میں کام کرنے لگا جس سے ملک کو بہت زیادہ فائدہ ہوا۔

درۂ دانیال چونکہ ایک زبردست جنگی مقام تھا اس لئے اس کی بند
دوسری سنگاپور بنی ہوئی ہے اگر کوئی حکومت اس طرف سے داخل ہوکر
حملہ کرنا چاہے تو وہ کامیاب نہیں ہوسکتی۔

پندرہ سالہ عہد حکومت

میں غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے ترکی کا تمام وہ کام ختم کرلیا۔ آپ
جسے اپنی زندگی ہی میں ختم کرنا چاہتے تھے۔ اس قلیل سے عرصے میں ترکی نے
اتنی زبردست ترقی کی کہ جس کی نظیر تاریخ میں بھی نہیں مل سکتی۔

امن عالم کا
علمبردار

غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے اپنی اس پندرہ سالہ عہد حکومت میں نہ صرف
اپنے وطن اور قوم میں اصلاحات ہی نہیں کیں۔ بلکہ ان لوگوں سے بھی اپنی
دوستی پیدا کرلی جو ہمیشہ سے ترکی سلطنت کے دشمن تھے۔ چنانچہ انگلستان ہی کی
حکومت ایک ایسی حکومت ہے کہ جو سالہا سال سے ترکوں کی دشمن چلی آتی
ہے۔ آپ نے ان سے کہا کہ ہم کو امن عالم کے لئے دوستانہ تعلقات قائم کرنے
کی ضرورت ہے۔ تاکہ بندگان خدا کا خون ناحق نہ بہایا جائے۔ چنانچہ آج وہی
یونان جو کل دشمن تھا۔ ترکی کا سب سے گہرا دوست ہے علاوہ ازیں اسلامی
حکومتوں میں آئے دن ناراضگی اور عداوت رہتی تھی آپ نے ایران عرب
افغانستان اور مصر وغیرہ کو ملا کر سب میں دوستانہ تعلقات پیدا کردئے اب
اگر آج ایک اسلامی حکومت پر بلا نازل ہو تو تمام اسلامی حکومتیں اس کا ہاتھ
بٹانے کے لئے تیار ہوسکتی ہیں فرانس سے بھی ان کے دوستانہ تعلقات ہیں اور
برطانیہ سے بھی۔ جرمنی بھی ترکوں کی جانب سے کسی قسم کی کشیدگی نہیں پاتی
حالانکہ حبشہ پر اٹلی کا قبضہ ہوجانے کے بعد اس سے بھی آپ نے گہرے مراسم
پیدا کرلئے ہیں غازی موصوف نے آج تک کبھی بھی کمزور حکومت پر غاصبانہ

قبضہ کرنے کا ارادہ نہیں کیا اور نہ کبھی کسی ہمسایوں کی حکومت کو ستایا آپ
امن عامہ کے سب سے بڑے علم بردار تھے۔ آپ نے اکثر اپنی تقریروں میں
فرمایا ہے کہ ہم جنگ کرنا نہیں چاہتے ہم کسی کو ناحق ستانا نہیں چاہتے
ہم کسی قوم کو اپنا غلام بنانا نہیں چاہتے ہم کسی کی آزادی پر چھاپہ مارنا
نہیں چاہتے۔ ہم دوسروں کا حق چھین کر اپنی حکومت وسیع کرنا نہیں چاہتے
ہم کسی حکومت کا دل دکھا کر اس کی دشمن حکومت کا ساتھ دے کر اُسے خوش
کرنا بھی نہیں چاہتے۔ اگر چاہتے ہیں تو صرف یہ کہ دنیا میں امن رہے۔ اور
ہم امن سے اپنے ہی وطن میں حکومت کرتے رہیں البتہ اگر کوئی ہم کو ناحق ستا
نا یا چھیڑے گا۔ تو ہم پتھر کا جواب پتھر سے دیں گے اور اپنے دشمنوں کے منہ
میں اپنے ہاتھ ڈال کر ان کے کلّے جبڑے چیر ڈالیں گے اور ایسی حالت میں
ترکوں کی تلواریں دوبارہ مسلمانوں سے باہر آجانے کے لئے بیقرار ہو جائیں گی۔

اتاترک کا لقب

جمہوریہ ترکیہ نے آپ کو اتاترک کا لقب
مرحمت فرمایا جس کے
معنی

ترکوں کا باپ

ہے آپ کے اس لقب سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ اہل وطن کو آپ سے کس قدر محبت اور انسیت تھی کہ جو انہوں نے مسرت عقیدت کے ساتھ آپ کو اتاترک کے لقب سے یاد کیا اور آج غازی مصطفےٰ اکمال پاشا دنیا جہاں میں اتاترک کے نام ہی سے یاد کئے جاتے ہیں ہر زبان کے اخباروں میں جہاں کہیں بھی آپ کا ذکر آتا ہے وہاں لفظ۔

"اتاترک"

ہی لکھا جاتا ہے۔

دارالحکومت جمہوریہ ترکیہ انگورہ قرار دیا گیا تھا۔ چنانچہ آپ نے انگورہ کا نام بدل کر انقرہ رکھدیا۔ آج جغرافیائی اور تاریخی کتابوں اور رسائل میں انگورہ کا نام انقرہ لکھا جاتا ہے اور ہر ملک کے لوگ اب انگورہ کو انقرہ کہنے لگے ہیں ترک بھی اپنے دارالحکومت کو لفظ انقرہ ہی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

اور

صبح غم

جب اتا ترک مصطفٰے کمال پاشا اپنا کام ختم کر چکے تو قدرت نے بھی آپ کو اس فانی دنیا میں زیادہ عرصہ باقی رکھنا مناسب نہ خیال کیا چنانچہ آپ جگر کی شدید بیماری میں مبتلا ہوگئے۔ آپ کی علالت سے ترکی کے طول و عرض میں غم والم کی لہریں دوڑ گئیں ترکوں کے علاوہ ہر مسلمان مغموم نظر آنے لگا۔ آپ کی صحت کے لئے مساجد میں دعائیں مانگی گئیں قابل ڈاکٹروں کا بورڈ معالج قرار دیا گیا لیکن وقت آچکا تھا مرض بڑھتا گیا۔ جوں جوں دوا کی ڈیڑھ ماہ پہلے آپ کی بابت سخت علالت کی خبر آئی تھی جسے سن کر مسلمان مضطرب اور بے چین ہوگئے تھے۔ لیکن کوئی کیا جانتا تھا کہ مرض کے اس شدید دورے سے آپ اس لئے بچ گئے ہیں کہ آپ نے ماہ رمضان ہی میں داعی اجل کو لبیک کہنا ہے جو آپ کی مغفرت کی زندہ دلیل اور کافی ثبوت ہوسکتا ہے چنانچہ آپ کی حالت رو بہ صحت نظر آنے لگی۔ اور عوام کو یقین ہوگیا کہ عنقریب اتا ترک بالکل تندرست ہوجائیں

گے۔ لیکن ماہ رمضان المبارک میں مورخہ ۱۰ ر نومبر ۱۹۳۶ء کو یہ خبر ریڈیو کے ذریعہ نہایت ہی افسوس و ملال کے ساتھ سنی گئی۔ کہ شمع ترکی ۹ بج کر ۵ منٹ پر گل ہوگئی۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

آفتاب اناطولیہ کی آخری گھڑیاں

یوں تو کچھ عرصے سے آپ بیمار تھے لیکن چند دنوں سے یہ منحوس خبریں ہمارے کانوں میں آرہی تھیں کہ اب روز بروز آپ کی حالت نازک ہوتی چلی جارہی ہے ترکی میں ایک پمفلٹ میں بھی شائع ہوا تھا کہ ترک پروانوں کی طرح جگر لگا رہے ہیں ملک کے طول و عرض میں غم و الم کی گھٹائیں چھا گئی تھیں ترک آپ کی خبر سننے کے لئے اِدھر اُدھر دکھائی دیتے تھے جو امید سے زیادہ بیقرار پھر رہے تھے داعئ اجل کو لبیک کہنے سے تین روز پہلے ہی سے آپ بیہوش تھے۔ آفیسران اور ڈاکٹر کا بورڈ اس جگہ موجود تھا انجام کار وہ وقت آہی پہونچا جس سے دنیا کا کوئی فرد بھی گریز نہیں کرسکتا اس وقت آپ نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔

آخری وقت اور

کلمۂ شہادت

اس وقت جبکہ آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز ہونے والی تھی

آپ نے سب کے سامنے کلمہ شہادت پڑھا اور کہا کہ میں اس بات سے خوشخبری ہوں کہ میں اپنے عزیز وطن ترکی کو اچھی حالت میں چھوڑ رہا ہوں اور جو کام میں نے شروع کیا تھا اسے ختم کرنے کے بعد خوشی خوشی جا رہا ہوں آپ نے سب کے سامنے دوبارہ کلمہ شہادت پڑھا اور مرض کے آخری و معمولی سے ہی دورے میں جان بحق ہو گئے۔

پولیس کا زبردست انتظام

حکومت کو غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی نازک حالت کا اندازہ ہو چکا تھا۔ اس لئے ہر طرف پہلے ہی سے پولس کا زبردست انتظام تھا کہ ملک میں کسی قسم کی بد انتظامی نہ ہوسکے۔ چنانچہ اسی روز آپ کے انتقال پر ملال کی خبر ملک میں براڈکاسٹ کی گئی جسے سنتے ہی ترکی میں صفیں بچھ گئیں اور ہر شخص کے دل پر غم و الم کی بجلیاں گر پڑیں اسکول دفاتر بند ہو گئے لوگوں نے اپنے کاروبار فوراً بند کر دیئے سر دآہوں کے سوا اس روز کچھ اور نہ سنائی دیا۔ ترکوں کو غازی مرحوم سے کچھ اس قدر انسیت اور محبت تھی۔ کہ ان کے دل غم و الم سے شق ہو گئے آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑے۔

انتقال سے پندرہ روز پہلے جب کہ آپ کچھ روبہ صحت ہو گئے تھے
آپ نے مسلمانوں کے نام اپنا ایک پیغام دیا تھا جو حسب ذیل ہے۔

دنیائے جہان کے مسلمانوں کو حضرت رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر پوری سختی کے ساتھ عمل کرنا چاہئے۔ ان کے حکم کے مطابق چلنا چاہیئے۔ کیونکہ اس میں مسلمانوں کی ترقی کا راز مضمر ہے۔ یہ پیام آپ نے وزیر اعظم اور وزیر خارجہ کے سامنے دیا تھا۔

آپ کے اس پیام کے ذریعہ ہم کو آپ کے یکتا و سچا مسلمان ہونے میں ذرّہ برابر شبہ نہیں رہتا۔ امید ہے کہ اگر ہم کو غازی موصوف سے دلی ہمدردی اور قلبی محبت ہے تو ہم آپ کے آخری اس پیام کی عزت کرتے ہوئے آپ کی وصیت کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ تاکہ مرحوم کی روح مسرت حاصل کرسکے۔

آپ کا یہ آخری پیام مسلمانوں کی زندگی کے لئے ترقی کا پیام ہے جس کے ذریعہ ہماری دنیا بھی سُدھر سکتی ہے۔ اور عقبےٰ بھی۔

ملکی انتظام کو بحال رکھنے کے سبب اسی وقت صدارت کا تمام کام اس وقت کے لئے اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ جب تک کہ آپ کی جگہ کسی کو صدر نہ مقرر کر لیا جائے۔

ہم لوگ غازی موصوف کے اس انتقال پُر ملال کا ماتم اس وقت تک کرتے رہیں گے۔ جبتک ہم کو آپ کا صحیح جانشین نہ ملجائے گا۔ آہ ایسی حالت میں آپ کی موت کی خبر کا آجانا فرزند اسلام پر غم والم کی بجلی کا گر جاتا ہے حضرت آپ کی موت کا غم اور سوگ ترکی ہی میں نہیں منایا گیا۔ بلکہ ہر ملک میں یہ خبر انتہائی افسوس والم کے ساتھ سنی گئی ہے ہم نے اس روز بہت سے مسلمانوں کو موت کی خبر سن کر روتے ہوئے دیکھا ہے

چونکہ غازی موصوف کی حالت بہت زیادہ نازک تھی اور آپ تین روز سے بالکل بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ ڈاکٹروں نے بتا دیا تھا کہ آپ کی حالت اچھی نہیں ہے جو لمحہ بہ لمحہ نازک ہوتی جا رہی ہے چنانچہ ترکی وزیر اعظم جلال بایار تمام شب انگورہ سے سفر کرنے کے بعد علی الصبح ہی یہاں پہونچ گئے۔

اسوقت جبکہ آپ اپنی قیمتی زندگی کی آخری گھڑیاں گزار ہمشیرہ و متبنہ لڑکیاں رہے تھے اس وقت آپکے قریب آپ کی ہمشیرہ اور متبنہ لڑکیاں موجود تھیں کہ جنکو آپ نے پرورش کیا تھا جنکے والدین جہاد آزادی میں شہید ہو گئے تھے وہ بالکل سب کی سب خاموش تھیں جو نہایت ہی بیقراری اور بےچینی کے ساتھ آپ کی اس آخری حالت کا مطالعہ کر رہی تھیں ان کے چہرے سے حزن و ملال ٹپک رہا تھا سخت غم والم کے حال میں تھیں۔

ہندوستان میں عالمگیری ماتم

صدر مسلم لیگ

مسٹر جناح کا بیان

اتاترک مصطفےٰ کمال پاشا کی افسوسناک خبر سن کر صدر آل انڈیا مسلم لیگ مسٹر جناح نے متأثر ہوتے ہوئے فرمایا اتاترک غازی مصطفیٰ کمال پاشا زمانہ حال کے سب سے بڑے باوقار لیڈر رہے مجھے امید ہے کہ آپ کے اس انتقال سے تمام دنیا کے مسلمانوں کو انتہا سے زیادہ غم وملال ہوگا۔ اور تمام دنیائے اسلام یقیناً آپ کے ماتم میں اسوقت مبتلا ہوگی دنیا میں کوئی بھی ایسا شخص نظر نہیں آئے گا۔ جسے آپ کی جلیل القدر خدمات سے اختلاف یا انکار ہو۔ غازی موصوف جمہوریہ ترکیہ کا سنگ بنیاد رکھ کر ایک جدید ترکی بنانے والے تھے۔ آپ نے اپنی قوم کو ہر بڑے خطرے سے بچانے کے لئے ایسی زبردست خدمات انجام دیں ہیں کہ جن کی نظیر دنیا کی بڑی سے بڑی سے بڑی تاریخ بھی آج پیش کرنے سے قاصر ہے وہ اپنے مقصد میں اپنی زندگی

کر دیا بعد ازاں زندہ کر دیا۔ جو کہ مطلق العنانی اور مظالم کے دور دورہ کی وجہ سے ماند پڑ گئے تھے خدا کرے کہ ترقی یافتہ ترک قوم آزادی کے قیمتی مقاصد کو اچھی طرح قائم رکھ سکے جو کہ اسے اپنے مشہور عالم لیڈر اتاترک سے ملے ہیں اگرچہ اتاترک کا جسم تو فنا ہو گیا ہے مگر ان کی یاد ہمیشہ ان لوگوں کے دلوں میں تازہ رہے گی جو کہ سیاسی آزادی کے خواہاں ہیں۔

مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی کا بیان

اتاترک مصطفےٰ کمال پاشا آزادی کے سچے دلدادہ تھے اگر وہ تمام لوگوں کے خیال کے مطابق ڈکٹیٹر بن گئے اور اس میں شبہ و شک نہیں کہ وہ ڈکٹیٹر تھے لیکن آپ نے ڈکٹیٹرانہ رویہ محض اس لئے اختیار کیا تھا کہ ترکوں کا دماغ قلب اور روح مغلوب نہ رہے کہ جن کو خلفا اور مذہبی پیشواؤں نے غلام بنا دیا تھا۔ ترکی آج آزاد ہے خدا کرے کہ ان کی آزادی دنیا کے ایک عظیم ترین شخصیت کی روح کے زیر اثر روز بروز ترقی کرتی رہے تاکہ ان کی روح ہمیشہ چین سے رہے ان کی روح عظیم اور دلیر تھی۔ اور ان کے لئے ایک مثال تھی جو کہ زندگی کے مختلف پہلوؤں کو تنگ نظری سے دیکھتے ہیں۔
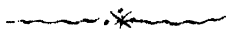
ہی میں کامیاب ہوگئے تھے۔ اگرچہ آج تک اتاترک مصطفےٰ کمال پاشا دنیا میں نہیں رہے مگر آپ اپنے بعد ایک متحدہ ملک طاقتور حکومت مضبوط قوم اور شاندار آزادی چھوڑ گئے ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ آپ کی یاد تازہ رکھے گی آپ کے انتقال سے نہ صرف مسلمان بلکہ تمام دنیا ایک زبردست مایہ ناز ہستی سے ہمیشہ کے لئے آج محروم ہو گئی ہے۔

گاندھی جی کی رائے

گاندھی جی مون برت رکھے ہوئے تھے جب آپ کو اتاترک کمال پاشا کے انتقال کی خبر پہونچی تو سخت صدمہ ہوا آپ نے اپنے بیان میں فرمایا ہے۔

اتاترک مصطفےٰ کمال پاشا کی وفات ٹرکی کا نقصان عظیم ہے مجھے ترکوں سے دلی ہمدردی ہے۔ خدا کرے وہ اس نازک مرحلے کو برداشت کرلیں۔

مسز سروجنی نائیڈو کا بیان

آپ کے متعلق مسز سروجنی نائیڈو کا بیان بے شمار اخباروں میں شائع ہو چکا ہے جو حسب ذیل ہے۔

اتاترک مصطفےٰ کمال پاشا ترکی قوم کو تمام قسم کی غلامی کی زنجیروں سے چھڑانے کے لئے دنیا میں مسیحا بن کر آئے تھے ان کی مقناطیسی شخصیت اور رہنمائی نے بہادر اور سپاہی قوم کے اندر قدیمی اور بلند مقاصد کو دوبالا

۱۹- نومبر کو کمال ڈے منایا جائے

صدر کانگرس

سوبھاس چندر بوس کی

اپیل

مسٹر سوبھاش چندر بوس صدر کانگرس فرماتے ہیں کمال پاشا صرف اناطولیہ کی لڑائی کے میدان ہی میں نہیں بلکہ قومی نو تعمیر کے معاملے میں بھی انقلاب پسند تھے وہ اس مقولے کی اک شاندار مثال تھے۔ کہ جو لوگ حصول آزادی کے لئے جد وجہد کرتے ہیں اور اسے حاصل کر لیتے ہیں ان میں جنگ کے بعد کے تعمیری کام کو عملی جامہ پہنانا چاہیئے۔ جنگ عظیم سے جو رومان نواز ہستیاں پیدا ہوئیں ان میں اتا ترک کمال پاشا یقیناً سب سے زیادہ دل کش شخصیت رکھتے تھے۔ انہوں نے جس طریق سے یہاں تک شہرت اور ہر دلعزیزی حاصل اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی وہ ایک رومان نواز شخصیت یا ایک حاتم ہیرو سے بہت کچھ زیادہ تھے اور ایک شاطر مدبر بھی تھے اور ایک ہوشیار سیاست داں بھی تھے ان کو اپنی زندگی جو غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی ان کے لئے ان کے دل و دماغ کے اوصاف ضرور ذمہ دار

ہوں گے وہ موجودہ صدی کے عظیم ترین ہستی تھے اور ترکی کو یورپین طاقتوں کے چنگل سے بچانے اور نجات دلانے والے تھے ترکوں کے اندر نئی جان پیدا کردینے کا سہرا ان کے ہی سر تھا۔ اگر یوروپین طاقتوں کا ایشیا پر ایک بار چڑھائی کرنے کی کوشش کی تو کمال پاشا کی ترقی یافتہ قوم مغربی فوج کے مقابلہ میں ہمارے برِاعظم کی حفاظت کرے گی ایک عجیب وغریب ہستی کو وفات پاجانا تمام دنیا بالخصوص ان لوگوں کو جو کہ ہم جیسے ستائے ہوئے ہیں چھپے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم انسانیت کے اس عظیم دلدادہ کو خراج عقیدت پیش کریں۔ لہذا میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ ۱۹۔ نومبر کو کمال ڈے منایا جائے جلسے کئے جائیں ریزو لیوشن پاس کئے جائیں۔ کمال پاشا کو خراج عقیدت پیش کیا جائے اور ترکوں کے اس قومی رنج میں ان کے ساتھ اظہار ہمدردی بھی کیا جائے۔

بمبئی میں ہڑتال

بمبئی ۱۱ر نومبر مصطفےٰ کمال پاشا کی وفات کے سلسلے میں آج شہر کے تمام بڑے بڑے مسلم محلوں میں مسلمانوں کی دوکانیں بند رہیں ان کے علاوہ ہوٹل.. ریسٹوریٹ اور ہیر کٹنگ سیلون بھی بند رہے مسلمانوں کے محلوں میں عام طور پر گوناگوں سرگوشیاں بھی دیکھنے میں آیا کرتی تھیں۔ آج اداسی ٹپک رہی تھی۔ کچھ گلیوں میں بالخصوص ان میں جو کہ مسجدوں کے قریب واقع ہیں سیاہ جھنڈے لہرا رہے تھے۔ صبح کے وقت مسلم والنٹیروں نے شہر میں گشت لگایا اور ہڑتال منانے کی تلقین کی ٹریم کاروں کے روکنے کی بھی کوشش کی گئی لیکن پولیس وہاں فوراً پہونچ گئی ٹریموں کا رحسب معمول وہاں چلتی رہی۔

لاہور میں ہڑتال

۱۱۔ نومبر آج لاہور میں بھی زبردست ہڑتال رہی سبزی اور پھولوں کے بازار تو بالکل بند رہے کل مسلم سکول اور کالج بھی بند رہے بادشاہی مسجد میں ایک لاکھ سے زیادہ آدمی ان کی مغفرت کے لئے دعا مانگنے کو جمع ہوئے اور شام کو اسی سلسلے میں ایک پبلک جلسہ بھی ہوا۔

دہلی میں ہڑتال

اینگلو عربک ہائی سکول۔ عربک کالج اجمیری دروازہ اسلامی مدارس اسلامی منڈیاں تمام کی تمام بند رہیں سبزی منڈی بھی بند رہی جہاں ہندوؤں نے بھی کامل ہڑتال کی تمام مسلمانوں نے اپنی دکانیں بند کر دیں۔ خصوصاً مسلمانوں میں سب سے زیادہ غم والم کی لہریں دوڑی ہوئی تھیں اور شہر کے گوشے گوشے میں اتاترک مرحوم کی اس وفات حسرت آیات کا ذکر ہو رہا تھا آج تانگوں میں سیاہ جھنڈیاں لگی ہوئی تھیں جو شہر کے طول وعرض میں برابر گشت لگا رہے تھے۔ ہر مسلمان آپ کے انتقال کی خبر سن کر مضطرب و بےچین آ رہا تھا اور جامع مسجد پر بھی تمام دوکانیں بند رہیں اور کافی سے زیادہ غم والم کے مظاہرے ہوئے۔

مسجد فتحپوری میں جلسہ

نماز جمعہ کے بعد مجلس اتحاد ملت کی طرف سے مسجد فتحپوری میں جلسہ ہوا
جس میں جناب مولانا ظفر علیخاں اور الحاج مولانا مظہرالدین صاحب مرحوم نے
تقریریں فرمائیں مسلمان کثیر تعداد میں مسجد فتحپوری میں جمع تھے جو نماز جمعہ کے بعد
وہیں بیٹھے رہے۔

کمپنی باغ میں جلسہ

مسلم لیگ صوبہ دہلی کی جانب سے کمپنی باغ میں جلسہ ہوا اور مولانا شوکت
علی نے اس جلسے میں ایک زبردست تقریر فرمائی یہ جلسہ ہارڈنگ لائبریری کے
قریب محمد علی گراونڈ میں ہوا اس جگہ بھی بے شمار لوگ تھے۔ مولانا شوکت علی صاحب
کی تقریر میں درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

جامع مسجد میں جلسہ

نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد میں مجلس احرار کی جانب سے جلسہ ہوا اس
جگہ بھی کافی تعداد میں مسلمان موجود تھے۔

ریڈیو میں تقریر

۱۰ر نومبر الحاج مولانا مظہر الدین صاحب نے ریڈیو میں اتاترک غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی وفات کے متعلق تقریر فرمائی جس میں آپ نے غازی مرحوم کی تمام زندگی کو نہایت ہی اختصار کے ساتھ عام لوگوں میں پہونچا دیا جو نہایت ہی پر اثر اور درد بھری تقریر تھی۔

چنانچہ اسی طرح ہر جگہ اور ہر مقام پر آپ کی وفات حسرت آیات پر زبردست غم انگیز مظاہرے ہوئے۔

(تاباں پریس دہلی)

یوپی اسمبلی کی کاروائی میں اتاترک مصطفےٰ کمال پاشا کی وفات پر

اظہار غم

پنڈت گوند بلبھ پنت وزیر اعظم کا

خراج عقیدت

لکھنو ۱۱ر نومبر سوالات سے قبل جناب پنڈت گوند بلبھ پنت جی وزیر اعظم نے یوپی اسمبلی میں مصطفےٰ کمال اتاترک کو خراج تحسین ادا کیا کاروائی سے پہلے آپ نے یوپی اسمبلی میں فرمایا۔

اتاترک کمال پاشا ایک غیر معمولی آدمی تھے ایسے آدمی مشکل ہی سے پائے جاتے ہیں وہ ایک غیر معمولی طاقت قوت اور حب الوطنی کے مالک تھے۔

سر محمد یوسف اور رنڈی پنڈت پارٹی نے وزیر اعظم کے الفاظ سے اتفاق فرمایا آپ نے اتاترک مصطفےٰ کمال کی بابت فرمایا کہ آپ صرف ایک مدبر اعظم ہی نہیں تھے۔ بلکہ وہ ایک قومی ہیرو بھی تھے وہ ان عظیم شخصیتوں میں سے تھے جنہوں نے بیسوی صدی کی تاریخ بنائی ہے۔

مسٹر عزیز احمد نے مسلم لیگ کی طرف سے تقریر کرتے ہوئے فرمایا صرف چند ماہ ہوئے جب کہ اتاترک کمال نے اپنی تمام ملکیت اپنی قوم کے حوالے کر دی تھی۔ حقیقتاً وہ ڈکٹیٹر نہیں تھے آپ نے کبھی جمہوریت کو کچلنے کی کوشش نہیں کی۔ اور اقلیت کے حقوق کو کبھی پامال نہیں کیا اور وہ اپنے پڑوسیوں کے لئے بھی کبھی مہلک ثابت نہیں ہوئے۔

سر مہاراج سنگھ نے اپنے ۱۹۳۷ء کے ترکی کے دورے کا ذکر کیا۔ جبکہ لوگ اتاترک کمال پاشا کا استقبال کر رہے تھے آپ نے اتاترک کا ہٹلر اور مسولینی سے مقابلہ کر کے بتایا کہ مصطفےٰ کمال پاشا کی شخصیت ان دونوں سے بڑھی ہوئی تھی۔ ایسے شخص کی موت ایک سانحہ عظیم ہے۔

آنریبل اسپیکر بابو پرشوتم داس ٹنڈن نے فرمایا۔

میری خواہش ہے کہ اسمبلی کی طرف سے ترکی قوم کو ہمدردی کا ایک پیغام بھیجا جائے اور یہ تجویز متفقہ طور پر منظور بھی ہو گئی۔

دہلی ریڈیو کی تقریر

آہ آج یہ سن کر تمام دنیا ماتم کدہ بن جائے گی کہ مصطفے کمال پاشا کا قسطنطنیہ میں انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون یہ بھی قدرت الٰہی کا ایک کرشمہ ہے کہ آج سے تقریباً تین ہفتے قبل جب ان کی نازک حالت تھی تو صحت یاب ہوگئے۔ اور آ بیماری کے اچانک حملہ کی خبر آنے کے ساتھ ہی ہم یہ سن رہے ہیں کہ جدید ترکی کا مجاہد اعظم اور دنیا کا مدبر اعلیٰ اس جہاں سے رخصت ہوگیا۔

آج جمعہ کی مبارک شب ہے اور رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہے جب کہ اسلامی اعتقاد و روایات کے کسی ادنیٰ مسلمان کی موت بھی مخصوص برکتوں اور خدائی رحمتوں کی حامل ہوتی ہے لہذا ترکی کے نجات دہندہ کی یہ موت ہی اس ملک کی نجات کی کافی ضمانت ہے اور کیا عجب ہے کہ تین ہفتے قبل کی صحت اور اس [illegible] نجات اور دفعتاً مرض کے حملہ میں یہی حکمت الٰہی مضمر ہو۔

بہرحال یہ مادی دنیا ہے جو آخرت کے انجام سے پہلے مادی نتائج اور مادی جذبات پر غور کرنے کی عادی ہے آؤ ہم اسے مادی دنیا میں غور کریں کہ مرحوم نے کیا خدمات انجام دیں اور ان کا موجودہ دنیا میں اس لحاظ سے کیا مرتبہ تھا۔

اس سوال کا جواب دینے کے لئے طویل وقت اور لامحدود صفحات کی ضرورت ہے جب کہ میرا قلب اس صدمہ عظیم سے پاش پاش ہے اور جب کہ سننے والوں کی بھی یہی حالت ہوگی۔ تو ظاہر ہے کہ میں اس سوال کا جواب بہت ہی

مرحوم اتاترک کسی مشہور خاندان یا شاہی کنبہ کے فرد نہ تھے۔ آپ سالونیکا کے ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے تھے ابھی آپ کی تعلیم بھی پوری نہ ہوئی تھی۔ کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کی تربیت کی اور اس لحاظ سے مرحوم کی عدیم النظیر و کامیاب زندگی اس امر کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہ ایک خاتون کی تربیت اپنے یتیم بچہ کو کہاں سے کہاں پہونچا سکتی ہے۔

مصطفیٰ کمال پاشا کی والدہ محترمہ انھیں تجارتی تعلیم دلانا چاہتی تھیں لیکن طبعی رجحان عسکری و فوجی تعلیم کی طرف تھا۔ سالونیکا کے ایک فوجی مدرسے میں داخل ہوگئے۔ اور محبت آمیز اصرار کے ساتھ اپنی والدہ ماجدہ کو بھی اس پر راضی کر لیا غرض یہ فوجی مدرسہ سے ایک سپاہی بن کر نکلے لیکن قدرت نے انھیں مردہ ترکی کا مسیحا اور زندہ ثبوت ترکی کا سب سے اعلیٰ و ہر دلعزیز حکمراں بنا دیا حتیٰ کہ آج اغیار بھی مصطفےٰ کمال کو روئے زمین کی سب سے مدبرین صف میں کھڑا کرنے کے لئے مجبور ہیں

مرحوم نے ایک ایسے موقعہ پر جبکہ جنگ یونان و ترکی میں ان کا وطن موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھا۔ اپنی والدہ مکرمہ کی قبر مقدس پر کھڑے ہو کر یہ قسم کھائی تھی کہ۔

"وہ ضرورت کے وقت اپنے وطن عزیز کی فلاح کیلئے کسی چیز سے بھی دریغ نہ کریں گے"

واقعات نے ثابت کر دیا کہ مرحوم نے اس حلف کو کس طرح پورا کیا اور ترکی کو کہاں سے کہاں پہونچا دیا۔

بہرحال مصطفیٰ کمال پاشا کے جہاد آزادی کا جو نتیجہ نکلا وہ آج دنیا کے سامنے ہے میں اس موقع پر ایک حال ہی کے سیاہ رو م لینڈن کے ایک بیان کا حوالہ

سولینی اور ہٹلر سے مقابلہ کرتے ہوئے دیکھا کہ مصطفےٰ کمال ان سے اعلیٰ و افضل ہے
اس کے ثبوت میں مصطفےٰ کمال کی زندگی کے مختلف پہلو پیش کئے جا سکتے
ہیں مگر میں اجمالاً عرض کرتا ہوں کہ کسی قوم کی زندگی میں چند سال کی مدت کوئی
حیثیت نہیں رکھتی اگر اس موقع کو پیش نظر رکھا جائے کہ اتاترک نے ایک ایسے
ملک کی کایا پلٹ کی جو ایک زرعی ملک تھا جس کے اندرونی وحدت بھی نہ تھی۔
ملک انتشار تھا جس کی اقتصادی زندگی تمام تر غیر ملکوں اور اجنبیوں کے قبضے میں تھی
جس کا نظام حکومت خراب نہیں بلکہ موجودہ زمانے میں ایک سو برس پیچھے بھی
تھا۔ ان حالات میں کمال پاشا کے کارنامے دنیا کے کارنامے دنیا کے مشہور مدبروں
کے کارناموں سے زیادہ اہم معلوم ہوں گے اتاترک کے کارنامے سب سے زیادہ
اقلیم مذہب میں نمایاں ہیں کمال اتاترک نے عام مذہبی حالت اس طرح بدلی کہ لوگوں
کی پابندی مذہب کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ اور خود بخود ایسا انقلاب پیدا ہو گیا جسے
ترکی کو مذہبی توہمات سے پاک کر دیا۔

کمال اتاترک کو یہ کہنا کہ وہ مذہب کے مخالف تھے ان پر ایک ظلم ہے۔ وہ
مذہب کے نام پر ان توہمات کے مخالف تھے۔ جن کو ترکی کے دور زوال کی تخلیق کہا
کہا جائے تو مناسب ہو گا۔

انہوں نے منتشر اور بیمار ترکی کو جس طرح متحدہ طاقتور بنا یا یہ ایک زبردست
کارنامہ ہے بلکہ حالات حاضرہ میں ایک سیاسی اعجاز ہے آپ نے اپنے ملک کو ایسی
مغربی رسوم سے بھی پاک کرنے کی کوشش کی جو آج اجتماعات انسانی کے لئے زہر
ہلاہل ثابت ہو رہی ہے آپ نے ترکی خواتین کو شراب خانوں یا ناچ گھروں میں
جانے کی قطعاً ممانعت کر دی تھی۔ اور نوجوان لڑکیوں کو جن کی سولہ سال سے کم عمر ہو
سینما دیکھنے کی ممانعت تھی۔ غرض اس قلیل عرصہ میں آپ نے سیاسی عروج کے ساتھ جو

اقتصادی ترقیاں اور جنگی وعسکری اصلاحات فرمائیں وہ یادگار زمانہ رہیں گی اور تاریخ کے روشن صفحات کا نور بنیں گی۔ خدا مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور فردوس میں آپ کو جگہ دے۔

ترکوں کی پنجصد سالہ تاریخ اور جدید ترکی کی سیر

جمہوریہ ترکیہ کے معمار

اتاترک

غازی کمال پاشا

کے

حالات زندگی

برٹش براڈ کاسٹنگ کارپوریشن لندن سے لیڈی میور نے جدید ترکی پر ایک دلچسپ اور بعض حیثیتوں سے نہایت پر از معلومات تقریر براڈ کاسٹ کی ہے جس کا مفید اردو ترجمہ ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔

ترکوں کی پانچ سو سال کی

تاریخ

جدید ترکی دو حصوں میں منقسم ہے ایک قطعہ ارض یورپ میں واقع ہو
جو درہ دانیال سے بحر اسود تک پھیلا ہوا ہے سابق دارالحکومت قسطنطنیہ جو آج
استنبول کہلاتا ہے۔ اسی قطعہ عرض میں شامل ہے دوسرا حصہ ایشیائے کوچک
کا ہے جس میں جدید دارالحکومت انقرہ بھی شامل ہے آبادی ایک کروڑ
تیس لاکھ ہے اس آبادی میں ۹۰ ترک ہیں۔ بقیہ آبادی کردوں اہل قفقاز اور
آرمینیوں وغیرہ پر مشتمل ہے ترک اصلاً ایک خانہ بدوش قوم تھے وسط ایشیا
ان کا وطن تھا۔ وہ اپنے مویشیوں کے لئے نئے نئے چراگاہوں کی تلاش میں اپنے
وطن سے روانہ ہوتے تھے۔ وہ ایک سیلاب کی طرح بڑھے اور جو کچھ سامنے
آیا اس کو بہالے گئے اور انجام کار انہوں نے فقط ایشیائے کوچک پر قبضہ کیا۔ جو
یورپ کے عین مقابلہ پر واقع ہے بلکہ جنوبی یورپ کے ایک بڑے حصے پر بھی
یہ قابض ہوگئے پانچ سو برس تک وہ جزیرہ نما بلقان پر قابض رہے۔ اس کے
بعد دیگرے یورپ میں ان کے مقبوضات ان کے ہاتھ سے نکل گئے ترک ایک
ایشیائی زبان بولتے ہیں اور ان کا مذہب پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب ہے

استنبول کا راستہ

آپ جہاز کے راستے سے ایتھنس دارالحکومت یونان سے استنبول جا سکتے ہیں۔ اگر آپ دن چھپے کے وقت ایتھنس سے روانہ ہوں تو صبح سویرے جزیرہ نینڈوس کے قریب آپ کی آنکھ کھلے گی۔ اس وقت آپ درہ دانیال کے دروازہ پر ہوں گے یہ پانی کی وہ پتلی سی لکیر ہے جو بحر روم کو جو اس مقام پر بحر الجین کہلاتا ہے بحر مارسورہ سے جوڑتی ہے اور استنبول کی طرف چلی جاتی ہے درۂ دانیال بحر مارمورہ اور باسفورس یورپ اور ایشیا کے درمیان حدود فاصل ہیں یورپ کی طرف والا ساحل درہ دانیال کے دروازہ کے قریب پہاڑی ہے مگر اس کے جواب میں دریائے کوچک ہموار ہے یورپ والا پہلو جزیرہ نما گیلی پولی کہلاتا ہے یہاں نیچی نیچی پہاڑیاں ہیں اور کہیں کہیں انگوروں کے باغات ہیں کچھ ہی آگے آپ کو جنگ گیلی پولی کے بہادروں کی یادگار ملے گی درہ دانیال کا سب سے کم چوڑا حصہ چناق کے قریب ہے ایک زمانے میں لارڈ بائرن نے اس کو تیر کر عبور کیا تھا۔ آج کل ذرا دیر کے لئے جہاز چناق کے قریب ٹھیرتا ہے تاکہ مچھلی خریدی جا سکے جو ترک ماہی گیر چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں لایا کرتے ہیں۔ اس کے بعد تمام دن اور تمام رات بحر مارمورا میں سفر کر کے صبح سویرے آپ استنبول پہونچ جائیں گے۔

استنبول کے سلطانی محلات

اور

شاخِ زرّیں

آگے چل کر لیڈی میور نے بتایا ہے کہ آج کل آپ کو سلطانی محلات کی سیر کا موقع مل سکتا ہے ان محلات کی چھتیں ہیں ان کے ستون سنگِ مرمر کے ہیں ور سیڑھیاں اور دروازہ بھی قابل دید ہیں۔ لیکن آپ کو شاخِ زریں کی ضرور سیر کرنی چاہیئے یا باسفورس میں ایک خلیج ہے جو عین استنبول کے قلب میں واقع ہے اس کے ساحلوں پر لوگوں کا اژدہام رہتا ہے اس پر مشہور گلاٹا برج ہے کہا جاتا ہے کہ سال میں کم سے کم دور کرو۔ اس پل کو پار کرتے ہیں۔ لیکن آپ استنبول کے بازار دیکھے بغیر نہیں رہ سکتے جو بہت مشہور رہیں حالانکہ اب ان کی شان پہلی سی نہیں رہی ہے استنبول کے بازار پٹے ہوئے ہیں اور مختلف قسم کے سامان کی تجارت کے لئے مختلف حصوں میں بنے ہوئے ہیں۔

ترکی کا جدید دارالحکومت

مگر استنبول اب ترکی کا دارالحکومت نہیں ہے بلکہ انقرہ جو پہلے انگورہ کہلاتا تھا۔ ترکی کا دارالحکومت ہے۔ انقرہ ایشیا میں واقع ہے استنبول سے انقرہ ایک رات کے ساتھ وہ طرز جدید کا دارالحکومت ہوگیا ہے۔ انقرہ جدید ترکی کی قوت اور نشو و نما کی نشانی ہے۔ اس مملک کو مصطفےٰ کمال اعظم نے جو غازی کے عنوان سے یاد کئے جاتے ہیں از سرِ نو بنایا سنوارا ہے۔

غازی مصطفٰے کمال کے حالات

زندگی

مصطفٰے کمال سنہ ۱۸۸۱ء میں سلونیکا میں پیدا ہوئے تھے انہوں نے قسطنطنیہ میں فوجی تعلیم حاصل کی اور پہلی مرتبہ سنہ ۱۹۱۱ء میں ترکی اور اٹلی کی جنگ کے دوران میں امتیاز حاصل کیا سنہ ۱۹۱۲ء میں جب وہ صوفیا بلغاریہ کا دارالحکومت میں فوجی اٹاچی تھے اس وقت میں ان سے واقف ہوئی بھی جنگ یورپ کے زمانے میں وہ قفقاز اور فلسطین میں بڑھے لیکن انھوں نے نام یونانیوں کے مقابلے میں پیدا کیا۔ جب سنہ ۱۹۲۱ء میں ایشیائے کوچک کے اندر انہوں نے یونانیوں کو شکست دی تھی یہ وہ وقت تھا کہ قدیم سلطنت عثمانیہ کو زوال ہو چکا تھا۔ سلطان اور اس کی حکومت قسطنطنیہ سے نکالی جا چکی تھی چنانچہ سنہ ۱۹۲۳ء میں جب ترکیہ جمہوریہ کے قیام کا اعلان ہوا مصطفٰے کمال اس سے پہلے صدر بنائے گئے سوال یہ ہے کہ مصطفٰی کمال کی زبردست طاقت کس چیز میں مضمر ہے اس غیر معمولی انسان کے متعلق جس نے ایک شکست خوردہ ملک کو عصر حاضر کو ایک فاتح مملکت بنا دیا ہے اور اس کی بالکل کایا پلٹ دی ہے بیس سال کے اندر اس نے تمام قدیم قوانین کو منسوخ کر دیا ہر شعبہ میں طرز حکومت کی اصلاح کر دی اور مذہب اسلام کو عصر حاضر کی ضروریات کے مطابق بروئے کار لایا۔ خود اس کا بیان ہے کہ اس کی کامیابی میں اس کی ماں کی تعلیم و تربیت کو بڑا دخل ہے اس کی ماں ایک زبردست کیریکٹر کی

ترکی میں ایک سو ایک ضرب توپ کی سلامی سے اتاترک

کی جگہ

غازی

عصمت پاشا انونو

کی

صدارت کا اعلان

صدر جمہوریہ

کا

انتخاب

استنبول کے رائٹر کا بیان ہے کہ ترکی قومی پارلیمنٹ نے اتفاق رائے

سے غازی مصطفی کمال پاشا مرحوم کی جگہ غازی جنرل عصمت انونو کو صدر جمہوریہ
انتخاب کیا ہے جس کا اعلان ایک سو ایک ضرب توپ کی سلامی سے ہوا لوگوں
کا خیال ہے کہ غازی عصمت انونو پاشا کے عہد حکومت میں ترکی کی داخلی و
خارجی پالیسی میں بالکل اختلاف نہیں ہوگا حکومت کی پالیسی وہی رہے گی جو
اتاترک مصطفی کمال پاشا کے عہد حکومت میں تھی۔

جدید صدر جمہوریہ ترکیہ

کی

سوانح حیات

غازی جنرل عصمت انونو پاشا غازی مصطفی کمال پاشا مرحوم کے قدیم
ترین شریک کار تھے۔ اور آپ تیرہ سال تک جمہوریہ ترکیہ کے وزیر اعظم بھی
رہ چکے ہیں۔ ترکی کی جنگ آزادی میں آپ نے غازی مصطفی کمال پاشا کی
فوج کے ایک حصہ کی کمان بھی آپ کے ہاتھ میں تھی ترکوں نے اس جہاد آزادی
میں یونانیوں کو جو شکست دی تھی اس میں بھی غازی عصمت پاشا کا ہاتھ
تھا۔ اس وقت آپ کی عمر ۵۵ سال کی ہے اور آپ چونکہ سالہا سال تک غازی
مرحوم کے دست راست رہے ہیں اسی لئے آپ کو ترکوں نے اتفاق رائے
سے صدر جمہوریہ ترکیہ کے لئے انتخاب کیا ہے۔ غازی عصمت پاشا اگرچہ اپنے
پیشے کے لحاظ سے ایک سپاہی ہیں مگر سنہ ۱۹۲۴ء میں جب لوزان کانفرنس میں

انہوں نے ترکی کی نمائندگی کی تھی اس موقع پر آپ نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ بحث و مباحثہ کی بھی قابلیت رکھتے ہیں کچھ زمانے میں وہ پبلک لائف سے بالکل علیحدہ تھے ملک معظم جارج ششم کی تاج پوشی کی تقریب میں بھی وہ ترکی کے نمائندے کی حیثیت سے شامل ہوئے تھے۔

ترکی کابینۂ وزارت میں تبدیلیاں

۱۲ر نومبر ۱۳ سال بعد ترکی کے وزیر خارجہ میں تبدیلی ہوئی ہے۔ اور وزیر خارجہ کی جگہ وزیر عدلیہ خارجہ مقرر کئے گئے نئے صدر غازی عصمت پاشا نے کابینہ میں دو اور نئے تقررات بھی منظور فرمائے ہیں۔

جدید کابینۂ وزارت کے اراکین

ایم جلال بایار وزیر اعظم رہے اس میں کچھ تبدیلی بھی نہیں کی گئی وزیر مالیہ جناب فواد بے بھی اپنے عہدے پر سرفراز رہے وزیر و فاد کا ئی بے بھی نہیں بدلے گئے۔ لیکن ہاں وزیر داخلہ البتہ ایم سیدام کو بنایا گیا ہے

مارشل فوزی چیماق پاشا چیف آف جنرل اسٹاف ترکی

آپ نے اپنا نام غازی عصمت انونو پاشا کے حق میں واپس لے لیا ہے س لئے غازی عصمت پاشا مقابلہ کے بلغیر صدر جمہوریہ ترکیہ منتخب کر لئے گئے

مارشل فوزی چقماق پاشا کی اس دست برداری کو ترکی میں بنظر استحسان دیکھا جارہا ہے۔

سرکاری اعلان

لندن میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ حکومت برطانیہ کی جانب سے فیلڈ مارشل لارڈ بیڈ بوڈ غازی مصطفی کمال پاشا کے جنازے میں شریک ہونگے۔

لارڈ موصوف نے درہ دانیال کے معرکے میں برطانوی فوج کی کمان کی تھی اس وقت غازی مصطفےٰ کمال پاشا ترکی فوج کے چیف آف دی سٹاف کی حیثیت میں تھے۔

عام خیالات

یہ عام لوگوں کا خیال ہے کہ تھوڑا بہت کام جسے غازی مصطفےٰ کمال پاشا اپنی زندگی میں ختم نہیں کر سکے ہیں اسے مرحوم کے جانشین غازی عصمت نونو پاشا ضرور ہی ختم کر دیں گے۔ کیونکہ آپ ایک عرصہ تک مرحوم اتاترک کے دست راست رہے ہیں۔ اس سبب سے بہت ہی آسانی سے مرحوم کے کام ختم کر دینگے یہ ہی وجہ ہے کہ ترکوں نے غازی عصمت پاشا کو بالاتفاق صدر جمہوریہ ترکیہ قرار دیا ہے خدا کرے ایسا ہی ہو۔

غازی مصطفے کمال پاشا

کے

متعلق نیا انکشاف

غازی مصطفے کمال پاشا کی موت کے بعد اس بات کا انکشاف ہوا ہے کہ مرحوم اتاترک نے اپنی موت سے پہلے ترکی جمہوریت کے سالگرہ والے دن ۲۹ ر اکتوبر کو ترکی کی صدارت سے استعفا دے دیا تھا لیکن وزیر اعظم اور ان کے کیبنٹ کے دوسرے ساتھیوں نے استعفے منظور کرنے انکار کر دیا کیونکہ انہوں نے یہ بات محسوس کر لی تھی کہ اتاترک کی زندگی کے آخری دن آگئے ہیں اور ان کی موت ترکی کے پریذیڈنٹ ہی کے طور پر ہونی چاہیئے۔ اس تصدیق طلب واقعہ سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ ترکوں کو غازی مرحوم سے کس قدر ہمدردی اور محبت تھی کہ انہوں نے مرتے دم تک بھی آپ کا دامن چھوڑنا نہ گوارا کیا۔ یہ ہے مرحوم صدر جمہوریہ ترکیہ کی ہردلعزیزی کا عالم۔

انگورہ یا انقرہ کے نام میں تبدیلی

سنا گیا ہے کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی یاد ہمیشہ ہمیشہ تازہ رکھنے کے لئے ترکوں نے اس بات کا فیصلہ کرلیا ہے کہ جدید دار الحکومت انقرہ یا انگورہ کا نام اتا ترک کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے آتا ترک رکھ دیا جائے گا اور آپ دار الخلافہ انگورہ یا انقرہ کو سب لوگ اتا ترک ہی کے نام سے پکاریں گے

آفتاب ترکی

کا

آخری دیدار

شوق دید کے پروانے کیونکر شہید ہو گئے

دنیا جانتی ہے کہ ترکوں کو اپنے اس قائد اعظم سے کس قدر محبت اور انسیت تھی۔ جب آپ کی صورت کو آخری مرتبہ دکھانے کا وقت قریب آیا اس وقت ہر ایک ترک یہی چاہتا تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو میں ہی سب سے پہلے اس چھپ جانے والے آفتاب کا دیدار کر لوں چنانچہ اس ذوق و شوق کا یہ انجام ہوا کہ لاتعداد ترک بیہوش ہو گئے بھیڑ زیادہ تھی کچھ کچلے گئے اور کچھ دیدار کے متوالے بہادر ترک اپنے اس قائد اعظم کے قدموں ہی میں شہید ہو گئے۔

—(✻)—

حلفِ وفاداری

یونیورسٹی کی لڑکیوں نے آپ کا
کفن تھام کر حلف وفاداری اٹھایا
ہے اور اس بات کا وعدہ کیا ہے قسم
کھائی ہے کہ غازی مرحوم نے آزادی
کی خاطر کام شروع کیے تھے یا جو اصول
بنائے تھے۔ وہ مرتے دم تک اس پر
عمل کرنے کی کوشش کریں گی تاکہ
مرحوم اتاترک کی روح جہاں بھی
ہو وہ خوش رہے

ایک سیاح کا بیان

ایک سیاح نے اپنے بیان میں فرمایا ہے۔ کہ میں جرمن گیا۔ وہاں ہر ہٹلر ڈکٹیٹر جرمنی کو دیکھا اٹلی گیا مسولینی کو دیکھا روس گیا وہاں اس کے عظیم الشان ڈکٹیٹر ستالین کو دیکھا پھر ترکی میں آیا اور غازی اتاترک مصطفےٰ کمال پاشا کو بھی دیکھا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جرمنی میں ہر ہٹلر۔ اٹلی میں مسولینی اور روس میں ستالین کو وہ عزت اور ہر دل عزیزی حاصل نہیں ہے جو ترکی میں ترکوں کے قائد اعظم اتاترک غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو حاصل ہے۔

چنانچہ اس بیان سے ہم کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ دنیا کا ایک سب سے بڑا انسان سب سے زیادہ محبوب مدبر سب سے زیادہ بہادر سپاہی اور سب سے عظیم الشان ڈکٹیٹر اٹھ گیا۔ آہ دنیا برسوں اس محبوب ترین رہنما اور عظیم الشان قائد اعظم کو یاد کرتی رہے گی۔ دنیا میں کوئی بھی ایسی قوم نظر نہیں آتی۔ جس نے آپ کی اس موت پر اظہار غم نہ کیا ہو۔ آپ کی وفات پر ترکی میں ہر حکومت کی طرف سے اظہار افسوس کے تار اسی دن سے آنے شروع ہو گئے تھے۔ خصوصاً آپ کی موت سے اسلامی دنیا کو تو اس زمانے

حلفِ وفاداری

یونیورسٹی کی لڑکیوں نے آپ کا
کفن تھام کر حلف وفاداری اٹھایا
ہے اور اس بات کا وعدہ کیا ہے قسم
کھائی ہے کہ غازی مرحوم نے آزادی
کی خاطر کام شروع کیے تھے یا جو اصول
بنائے تھے۔ وہ مرتے دم تک اس پر
عمل کرنے کی کوشش کریں گی تاکہ
مرحوم اتاترک کی روح جہاں بھی
ہو وہ خوش رہے

ایک سیّاح کا بیان

ایک سیاح نے اپنے بیان میں فرمایا ہے۔ کہ میں جرمن گیا۔ وہاں ہرہٹلر ڈکٹیٹر جرمنی کو دیکھا اٹلی گیا مسولینی کو دیکھا روس گیا وہاں اس کے عظیم الشان ڈکٹیٹر سٹالین کو دیکھا پھر ترکی میں آیا اور غازی آتا ترک مصطفےٰ کمال پاشا کو بھی دیکھا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جرمنی میں ہرہٹلر۔ اٹلی میں مسولینی اور روس میں سٹالین کو وہ عزت اور ہر دل عزیزی حاصل نہیں ہے جو ترکی میں ترکوں کے قائداعظم آتا ترک غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو حاصل ہے۔

چنانچہ اس بیان سے ہم کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ دنیا کا ایک سب سے بڑا انسان سب سے زیادہ محبوب مدبر سب سے زیادہ بہادر سپاہی اور سب سے عظیم الشان ڈکٹیٹر اٹھ گیا۔ آہ دنیا برسوں اس محبوب ترین رہنما اور عظیم الشان قائداعظم کو یاد کرتی رہے گی۔ دنیا میں کوئی بھی ایسی قوم نظر نہیں آتی۔ جس نے آپ کی اس موت پر اظہار غم نہ کیا ہو۔ آپ کی وفات پر ترکی میں ہر حکومت کی طرف سے اظہار افسوس کے تار اسی دن سے آنے شروع ہوگئے تھے۔ خصوصاً آپ کی موت سے اسلامی دنیا کو تو اس زمانے

میں ایک زبردست نقصان پہونچا۔ جس کی تلافی مشکل ہی نہیں بلکہ فی الحال تو غیر ممکن ہی نظر آتی ہے۔ آج اسلامی دنیا اس مرد مجاہد کے لئے اشکبار ہے۔ اور نہ معلوم کب تک چشم خوں فشاں قطرات اشک بہاتی رہے

غازی اعظم اتاترک کے جنازہ کا زبردست ماتمی جلوس

لاتعداد انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر

نماز جنازہ کے بعد تین منٹ تک

ترکی کے طول و ارض میں خاموشی

دل ہلا دینے والے روح فرسا مناظر

غازی اعظم آغوش لحد میں

۱۰ نومبر کی شب کو اتاترک غازی اعظم مصطفیٰ کمال پاشا مرحوم و مغفور کا جنازہ بڑی شان و شوکت سے نکالا گیا۔ اس وقت مختلف ممالک کے نمائندے اپنی اپنی حکومت کی نمائندگی کی ترکی فوج اور توپ خانہ تھا۔ مارشل چیاق

پاشا اپنی آنکھوں سے خون کے آنسو بہاتے ہوئے جنازہ کے ہمراہ تھے۔ صدر
جمہوریہ ترکیہ غازی عصمت انونو پاشا بھی سب کے آگے آگے تھے۔ آج
لاتعداد ترک اسی ماتمی جلوس میں شریک تھے۔ جن میں مسلمانوں کے
علاوہ عیسائی و ہندو باشندے بھی شامل تھے۔ انسانوں کا ٹھاٹھیں
مارتا ہوا ایک بڑا سمندر تھا۔ جس طرف بھی نگاہ اٹھ جاتی تھی۔ آدمی ہی
آدمی نظر آتے تھے۔ ترکی یونیورسٹی کے طلباء اسکول اور کالج کی لڑکیاں
بھی جنازے کے ہمراہ تھیں۔ مرحوم اتاترک کا تابوت پھولوں سے لدا ہوا
تھا۔ اگرچہ پولیس کا کافی انتظام تھا لیکن پھر بھی لاتعداد آدمی کثرت اژدہام
کے باعث کچلے گئے۔ ترکی تاریخ میں آج سے قبل کبھی بھی ایسا دردناک
منظر دیکھنے میں نہیں آیا۔ نماز جنازہ بڑی شان و شوکت سے ادا کی گئی۔ ہزاروں
لاکھوں مسلمانوں نے اس میں بھی حصہ لیا۔ جنازے کے پیچھے ترکی کے سب
افسر اعلیٰ تھے۔ غازی عصمت پاشا ان میں سب سے آگے تھے۔

ان کے بعد مختلف ممالک کے نمائندے ننگے سر چل رہے تھے
جلوس کے اختتام پر غازی موصوف کو آغوش لحد میں اتارا گیا۔ اس
وقت ترکی کے ہر فرد کی آنکھوں میں سے آنسو جاری تھے۔ بعض لوگ
تو اس طرح رو رہے تھے کہ جن کو دیکھ کر دیکھنے والوں کے جگر پاش
پاش ہو رہے تھے۔ (غیر ملکی) نمائندوں کی آنکھوں میں بھی آنسو ڈبڈبا
رہے تھے۔ اور ان کے چہروں سے حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے۔ غازی
موصوف کی قبر پر غیر ملکی نمائندوں نے اپنی اپنی حکومت کی طرف
سے پھول چڑھائے۔ ان کے بعد ترکی آفیسران نے پھولوں سے مرحوم
اتاترک کی قبر کو بالکل ہی چھپا دیا۔

اس طرح ترکی کا یہ چمکتا ہوا آفتاب دنیا جہاں کی آنکھوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روپوش ہوگیا۔

دعائے التجا

خداوندا مرحوم اتاترک کو غریق رحمت کرے اور اس مجاہد اعظم کو اپنے قرب میں جگہ دے اور لپسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تمت

طرابلس میں اٹلی کیخلاف جنگ

اور

ترکوں کی قیادت میں عربی حکومت کا قیام

استنبول یونیورسٹی میں وزیر اوقاف مصر کی تقریر

استنبول :- انور پاشا اور ان کے بھائی نوری پاشا نے جو کام انجام دیئے ان سے ترکوں کی تاریخ ہمیشہ روشن رہے گی" ان الفاظ میں استنبول یونیورسٹی میں عبدالرحمن بک عزام وزیر اوقاف مصر نے اپنی تقریر کا افتتاح فرمایا۔ موصوف یہاں اپنے سرکاری دورے پر تشریف لائے اور ترک طلباء کی درخواست پر آپ نے ترکی میں اپنی پہلی تقریر فرمائی عبدالرحمن بک عزام ۱۹۱۲ء سے ۱۹۲۱ء تک میدان جنگ میں رہے اور انور پاشاہ اور نوری پاشا کی معیت کا آپ کو کئی سال تک فخر حاصل رہا۔

مقرر نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا گذشتہ جنگ عظیم سے پہلے مصر کے ان نوجوانوں نے جو یورپ میں تعلیم حاصل کر کے آئے تھے۔ مصر کو اجنبی اقتدار سے آزاد کرانے کے لئے ایک انجمن "جمعیۃ ابوالہول" کے نام سے قائم کی۔ اس انجمن کا مرکز لندن قرار پایا اور یورپ کے مختلف مقامات میں اس کی شاخیں قائم کی گئیں ۱۹۱۴ء میں

انجمن کی کا اجلاس جنیوا میں قرار پایا میں نے لندن کی جمعیۃ کی طرف سے نمائندہ
منتخب کر کے بھیجا گیا۔ مگر سوء اتفاق سے اس سال جنگ عظیم چھڑ گئی اور ہمیں مصر سے جو
امداد ملتی تھی وہ بھی بند ہو گئی میں مایوس ہو کر بڑی مشکل سے مصر پہونچا۔ مگر وہاں میری
نگرانی شروع کر دی گئی۔ آخر تنگ آکر میں نے القصر العینی میں اپنا مطب کھول لیا اور میرا
کار و بار خوب چلنے لگا۔

مصر کی آزادی اور ترک

اس دوران مجھے زعماء اتراک سے ملنے کا اتفاق ہوا اور معلوم ہوا کہ ترک نوجوان
طرابلس میں مصر کی مغربی حدود پر جمع ہیں اور مصر کو اجنبی اقتدار سے آزاد کرنا چاہتے
ہیں۔ ترکوں نے اپنا ایک افسر بطور نمائندہ مصر بھیجا چنانچہ نمائندہ مذکور مخفی طور پر
عربی لباس میں آیا اور اس سے میری گفتگو ہوگی۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ ترکان احرار
مصر کو آزاد کرانا چاہتے ہیں تو میں بھی طرابلس کی طرف روانہ ہو گیا۔ طرابلس میں ترکی
فوج کی قیادت نوری پاشا (برادر انور پاشا مرحوم) اور جعفر پاشا فرما رہے تھے چنانچہ
میں نے طرابلس پہونچ کر دیکھا کہ نوری پاشا انگریزوں سے جنگ کرنے میں مشغول تھے۔
طرابلس کی یہ فوج مصریوں اور طرابلس کے عربوں پر مشتمل تھی جن کے قائد ترک تھے ہم
یہ جنگ سنہ ۱۹۱۶ء تک لڑتے رہے مگر چونکہ ڈیوک وسٹمنسٹر مسلح کاروں اور ٹینکوں سے ہم
پہ حملہ آور ہوئے اور ہمارے پاس ٹینک وغیرہ نہیں تھے۔ اس لئے انگریزوں نے طرابلس
کے داخلی حدود تک ہمارا تعاقب کیا اور سیدی عزیز پر ہمارا اور ان کا ایک زبردست
مقابلہ ہوا اور آخر ہم مصر کے قریب مقام مکرمہ میں واپس چلے آئے۔

اٹلی کیخلاف جنگ

اس کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ طرابلس کے عربوں نے اٹلی
کے خلاف علم جہاد بلند کر دیا ہے اور انہوں نے اٹلی کی فوج

کو مار بھگایا ہے اور ان کے اسلحہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ چنانچہ ہم وہاں پہونچے اور ہم نے طرابلس میں ایک عربی حکومت قائم کر لی مگر طرابلس کے مشرق حصہ پر خلیج سرت سے حدود مصر تک انگریزوں اور اطالویوں کا قبضہ تھا۔ تاہم ہم نے اطالویوں کے قبضہ سے طرابلس کا ساحل آزاد کرا لیا۔ اس وقت میں طرابلس کی جدید عربی حکومت میں حکومت میں نوری پاشا کا مشیر خاص تھا۔

استنبول کا سفر

۱۹۱۷ء میں میری صحت خراب ہو گئی۔ اس لئے میں ویانا پہونچا اور ویانا سے سیدھا استنبول پہونچا۔ استانبول میں ترکوں نے جس احترام کے ساتھ میرا استقبال کیا اس کی یاد ابھی تازہ ہے ترکوں نے مجھے خطابات اور تحفوں سے سرفراز کیا۔

انور پاشا اور روس کی جنگ

اس وقت روسی حکومت نے جو اشتراکی حکومت تھی اسٹاک ہالم میں ایک کانفرنس محکوم اقوام کو آزاد کرانے کی غرض سے منعقد کی جس میں شرکت کے لئے اسلامی حکومتوں کے نمایندوں کو بھی طلب کیا گیا۔ چنانچہ انور پاشا شہید نے مجھے حکم دیا کہ میں بطور نمایندہ اس میں شرکت کروں لیکن میں برلن، پہونچنے بھی نہ پایا تھا کہ مجھے آستانہ میں واپسی کا حکم ملا کیونکہ ترکی اور روس، میں جنگ چھڑ گئی تھی!

جب میں آستانہ میں واپس گیا تو معلوم ہوا کہ شہید انور پاشاہ نے قفقاز کے شہروں اور شمالی افریقہ پر حملہ کرنے کی ایک نئی اسکیم بنائی ہے۔ چنانچہ ان

کے بھائی جب طرابلس سے واپس ہوئے تو انہیں اس نئی فوج کا جسے انہوں نے "اسلام الردوس" یعنے جیش اسلامی کا نام دیا تھا - قائد اعظم بنا کر قفقاز پر حملہ کرنے کے لئے بھیجدیا - چنانچہ انہوں نے باکو پر قبضہ کرلیا اور ایک شدید معرکہ کے بعد واپس ہوئے -

مصر پر حملہ کرنیکی تیاریاں

اس کے بعد انور پاشا نے مجھے - امیر ترکی عثمان فواد اور نافذ پاشا کو طرابلس روانہ کیا اور ہم ایک آبدوز کشتی پر سوار ہوکر خلیج سرت پر پہونچے - عثمان فواد نے نوری پاشا کی جگہ طرابلس کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور ہم نے وہاں ایک جرار فوج تیار کی تاکہ اس کے ذریعہ مصر پر حملہ کریں اور اسے آزاد کرائیں کیونکہ ترکوں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ مصر کو آزاد کراکر اس پر خود مصریوں کی حکومت قائم کریں گے -

ترکی خلیفہ کی بزدلی

مگر افسوس کہ خلیفہ ترکی نے ہمارے عزائم پر پانی پھیر دیا - اور حکم دیا کہ ہم اپنے آپ کو اتحادیوں کے سپرد کردیں - نوجوان ترکوں نے خلیفہ کے احترام میں اس حکم کی تعمیل کی مگر میں نے اور عثمان فواد اور نوری پاشا نے اس حکم کی تعمیل سے صاف انکار کردیا - ایھا الاتراک! اس داستان سے میرا مقصد یہ ہے کہ اگر خلیفہ ترس نوجوان کو اتحادیوں کی اطاعت پر مجبور نہ کرتے تو آج ترکی کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا اور ترکی سلطنت کے حدود افریقہ اور روس تک وسیع ہو جاتے -

آپ نوجوانوں نے گذشتہ جنگ عظیم میں اپنی شجاعت کا وہ ثبوت دیا کہ اس کی نظیر تاریخ میں ملنی محال ہے مگر خلیفہ کی پالیسی نے تمام کام خراب کر دیا۔ اب بھی آپ اپنی شجاعت کا ثبوت دینے کے لئے بے چین ہیں اور آپ یقیناً کامیاب ہوں گے کیونکہ ترکوں کے موجودہ قائد وہ ہیں۔ جو گذشتہ جنگ عظیم سے کافی تجربات حاصل کر چکے ہیں اور جنہوں نے ترکی کو ازسرِنو زندگی بخشی ہے (چیرز۔ پر زور تالیاں)

موجودہ جنگ

موجودہ جنگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مقرر نے فرمایا کہ "ترکی حکومت جمہوریت کا خلاصہ ہے اور اس کا لازمی نتیجہ بھی ہونا چاہیئے تھا کہ ترک جمہوری حکومتوں کے پشت و پناہ بنتے۔ اس وقت جرمنی گذشتہ جنگ عظیم کا ردعمل کرنا چاہتا ہے۔ مگر یہ مدافعت ایسی ہے کہ ہٹلر اپنی تلوار سے اپنوں ہی کا سر کاٹ رہا ہے۔

آخر میں آپ نے ترکوں سے توقع قائم کی کہ وہ مصر کے ساتھ اپنے گہرے اور دوستانہ تعلقات قائم رکھیں گے اور عربوں کے ساتھ اتحاد کا ثبوت دے کر گذشتہ اتحاد کی یاد تازہ کر دیں گے (از جریدہ "المصور" مصر)

ترکی قوم

"نہ نرم چارہ ہے نہ تر لقمہ"

جمہوریت کا زبردست مقالہ

استانبول۔ اخبار "جمہوریت" نے مشرق کی سیاسیات پر ایک مقالہ سپرد قلم کیا ہے۔ جس کا اقتباس حسب ذیل۔ جمہوریت لکھتا ہے کہ۔

"کمال اتاترک کی حکمت عملی یہ تھی۔ کہ ترکی میں امن و امان رہے۔ اور کی دنیا اس امن و امان سے عبرت حاصل کرے۔ اس لئے انہوں نے بلقان کا بلاک تیار کیا ہے تاکہ چھوٹی حکومتیں آپس میں متحد ہو کر ایک ایسی قوت بن جائیں کہ بڑی حکومتوں کو ان پر حملہ کرنے کی جرأت ہی نہ ہو سکے۔ اگر اپنے آپ کو کمزور حکومتوں کو مضبوط بنانا کوئی جرم ہے۔ تو بلاشبہ ہم مجرم ہیں۔ اگر یہ جرم نہیں بلکہ انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہے تو پھر ان حکومتوں کو شرم کرنی چاہیئے۔ جو ہم سے اس ایجاد کی بنا پر ناراض ہیں اور شاکی ہیں کہ کمال اتاترک نے چھوٹی حکومتوں کو لقمہ ترکیوں نہ بننے دیا۔ اب وہ خود ان کمزوروں کو لقمہ بنانے کے لئے میدان میں نکل کھڑی ہوئی ہیں اور کئی حلوموں کو دنیا کے نقشہ سے مٹا بھی ڈالا ہے۔

دشمن ذرا ہوش میں آئیں۔ اگر کمزوروں کو ہضم کرنے پر بھی فخر

کیا جا سکتا ہے تو کیا ہم کو بھی اجازت ہو گی کہ تعدی کا کوئی قدم آگے بڑھائیں اور ان کمزوروں کو لقمہ تر بنانے کی کوشش کریں؟ یا یہ صورت منظور ہے۔ کہ کمزوروں کے طاقتور دشمنوں کو ایسی سزا دیں کہ پھر ان کے تمام قوی مشل ہو کر رہ جائیں! ہم ان سوالات کے جواب سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف اپنے متعلق یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم ہر اس طاقت کو تباہ کر دیں گے جو ہماری تباہی کے درپئے ہو گی۔ خواہ وہ طاقت بڑی ہو یا چھوٹی۔ قریب ہو یا بعید مشرق میں یا مغرب میں!

ذلت پر فنا کو ترجیح

دنیا جانتی ہے کہ ترکی قوم ذلت پر فنا کو ترجیح دیتی آئی ہے۔ اس سے یہ تو ہو سکتا ہے کہ اپنی حفاظت کی خاطر اوّل سے آخر تک فنا ہو جائے۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ ادنیٰ ذلت بھی غیروں کے ہاتھ سے برداشت کر سکے۔ ہمارا مطالبہ کوئی بڑا مطالبہ نہیں۔ مطالبہ صرف یہ ہے کہ اپنی طرف دیکھو۔ دوسروں کی طرف نہ دیکھو۔ امن سے رہو۔ بدامنی نہ پھیلاؤ۔ ظلم نہ کرو۔ انصاف پر نظر رکھو کیا ظلم ہے کہ امن کا نام لینا بھی جرم ہو گیا ہے اور ظلم و تعدی پر فخر کا اظہار کیا جا رہا ہے!۔

تاریخ ظلم کی بار بار اجازت نہیں دیتی

اگر کوئی امن سے رہنا نہیں چاہتا تو ہم بھی اسے مجبور نہیں کرتے کہ وہ امن سے ہی رہے۔ مگر اس سے یہ ضرور کہیں گے کہ وہ اپنے نفس پر اپنی رعایا پر اور اپنی تاریخ پر رحم کرے۔ تاریخ ظلم و تعدی کی بار بار اجازت نہیں دیتی اور کاغذ کی ناؤ بار بار پانی پر نہیں چلا کرتی تو دوسروں کو گھاس بھوس سمجھ لینا اور

اپنے آپ مختارِ مطلق بن جانا ایک ایسی حرکت ہے جسے تاریخ اور تاریخی قو
کبھی برداشت نہیں کرسکتیں!

ترک نرم چارہ نہیں ہیں

آخر میں جمہوریت نے لکھا ہے کہ ترکی قوم تمام حالات سے باخبر ہے ا
دشمنوں کو بھی باخبر رہنا چاہیئے کہ نہ ترکی قوم پہلے نرم چارہ تھی نہ اب ہے
اور نہ آئندہ کو تر لقمہ بنے گی وہ بڑی سخت جان قوم ہے۔ تاریخیں اس ثبو
سے بھری پڑی ہیں۔

بلقان کانفرنس سے واپسی پر ترکی وزیرِ خارجہ کی پہلی تقریر

استنبول۔ یہاں بلقان کانفرنس کے سلسلے میں اخبارات کے اندر مضامین
اور مقالات کی بھرمار ہو رہی ہے اور کانفرنس کی کارروائیوں کے ہر شعبہ پر تنقید
تبصرہ کا سلسلہ جاری ہے لیکن ان تبصروں میں اس تبصرہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔
جو وزیر خارجہ ترکی کی سید سراج اوغلو نے اپنی ایک تازہ تقریر میں بلقان سے واپ
پر کیا ہے۔ آپ نے کانفرنس کے اغراض و مقاصد اور اس کے آغاز و انجام پر اظہ
خیال کرتے ہوئے فرمایا۔

ہم ممنون ہیں کہ بلقان کی ریاستوں نے اپنے فرائض کا ا[illegible] میں اح
کیا۔ جو ہم سب کے لئے نازک ہے اور جس پر قابو پانا ہی ہمارا فرض ہے [illegible]
دوران میں یہ بات خاص طور پر نمایاں تھی۔ کہ بلقان کے نمائندے جنگ کی طر
راغب نہ تھے۔ وہ کسی حالت بھی بلقان کو میدان جنگ بنانا نہیں چاہتے۔ ان
کی وہی خواہش ہے جو مرحوم کمال اتاترک کی تھی کہ اسلحہ مرحف اللہ احتر

ملاء فی الخارج۔ لیکن اسی کے ساتھ نمائندے اس امر پر متفق تھے۔ کہ جنگ
ناممکن بنانے کے لئے ایسے مؤثر ذرائع اختیار کئے جائیں۔ جو سب کے لئے قابل
... کے حق میں مفید ہوں۔
... کی حکومت کی نمائندگی کرتے ہوئے صاف صاف کہہ دیا تھا۔ کہ
... ت کے لئے تیار نہ ہو۔ ترکی حکومت کو اس امر کی آخری اطلاع
... کہ حکومت سب سے بے نیاز ہو کر اپنے معاملات کی جانب توجہ
ے اور وطن کی حفاظت کے مسئلہ کو اپنی ذمہ داری پر حل کرنے کی کوشش
ے اور ترکی حکومت اس سلسلے میں جو بھی قدم اٹھائے اس کے نتائج کو صبر و
...ینان کے ساتھ دیکھنے کی کوشش کی جائے۔

دوسروں پر بھروسہ

میں آپ کو یہ اطلاع دے کر اطمینان محسوس کرتا ہوں کہ بلقان کانفرنس
... میری صاف گوئی کی قدر کی اور اصولی طور پر اس امر پر اتفاق کیا گیا
...بلقان کو کسی دوسرے کے بھروسہ پر نہ چھوڑا جائے اور اس کی حفاظت کے
... مان خود بلقان میں پیدا کئے جائیں میں آپ کو یہ بتا دوں کہ بلقان کی مشکلات
... البانیہ کے سقوط سے اضافہ ہو گیا ہے۔ مگر ہم ان پر قابو پانے میں کامیابی
...صل کر سکیں گے۔

صرف چھ ماہ میں فیصلہ!

آپ نے مزید فرمایا۔ موجودہ جنگ خواہ جاری رہے یا ختم ہو جائے مگر
یقینی امر ہے کہ بلقان کا آخری فیصلہ اور اس کے مستقبل کا صحیح اندازہ